

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 31 دسمبر 2020ء بمطابق 15 جمادی الاول 1442 ہجری، بروز جمعرات بوقت سہ پہر 4 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال زرغون روڈ کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

سردار بابر خان موسیٰ خیل (جناب اسپیکر)۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از۔

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

﴿ پارہ نمبر . سورة . آیات نمبر ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اے ایمان والو! تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے ستایا موسیٰ کو، پھر بھی عیب دکھلا دیا اُس کو اللہ نے اُن کے کہنے سے۔ اور تھا اللہ کے ہاں آبرو والا۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنو اے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اُس کے رسول ﷺ کے، اُس نے پائی بڑی مراد۔ صدق اللہ العظیم۔

سرदार بابر خان موسیٰ خیل (جناب اسپیکر)۔ جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو رواں اجلاس کیلئے پیپل آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتا ہوں:

1- جناب قادر علی نائل صاحب۔

2- جناب گہرام گٹی صاحب۔

3- میر حمل کمتی صاحب۔

4- جناب اصغر علی ترین صاحب۔

عبدالواحد صدیقی:- جناب اسپیکر صاحب! قادر علی نائل صاحب کے بھائی کا انتقال ہوا ہے، ہرنائی

میں ایف سی کے شہداء شہید ہوئے، اُن کیلئے دعائے مغفرت کی جائے۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی:- جناب اسپیکر! اس کے ساتھ بلوچستان کی بیٹی کریمہ بلوچ کی موت شہادت کینیڈا میں ہوئی ہے اس کیلئے فاتحہ خوانی کے ساتھ ساتھ کینیڈین حکومت کو بھی ہم ریکویسٹ بھیجیں کہ اُس کی موت کی وجوہات کیا ہیں، کس طرح اُن کا قتل ہوا۔ تو اس پر بھی اگر ہم ان کی فاتحہ خوانی کے ساتھ ساتھ اس اسمبلی سے ہم یہ بھی ریکویسٹ ہے کہ ایک raise کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی مولوی صاحب دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:- جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی ثناء صاحب بتادیں ایک ہی مرتبہ دعا کرتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:- میرے خیال میں کچھ اور بھی اہم واقعات اس دوران رونما ہوئے ہیں، محترم شیر باز خان مزاری صاحب وہ پورے پاکستان کے اور بلوچستان کیلئے ایک اہم اہمیت کی حامل تھے۔ میر ظفر اللہ جمالی صاحب، سینٹر کلثوم پروین صاحبہ ہیں۔ تو کریمہ بلوچ صاحبہ کا انہوں نے ذکر کیا تو ان تمام جو ہیں، ہرنائی میں جو واقعات ہوئے ہیں اور بلوچستان بھر میں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اُن میں شہید ہونے والے اور ہلاک ہونے والوں کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

حاجی نور محمد مڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا)۔ جناب اس میں دہشتگردوں کی طرف سے

جو حملہ ہوا اور کمران میں جو ہمارے فورسز کے اوپر جو حملہ ہوا ان کیلئے بھی دعا کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جتنے بھی انسوسناک واقعات ہوئے ہیں ان کچھ دنوں میں مولوی صاحب

دعائے مغفرت پڑھیں۔ (دعائے مغفرت کی گئی)۔

میر محمد یونس عزیز زہری:- جناب اسپیکر صاحب! خضدار سے لیویز اہلکار جو اپنے حقوق کیلئے احتجاج

کرتے ہوئے خضدار سے پیدل لانگ مارچ کر کے کوئٹہ پہنچے تھے، تو پریس کلب کے سامنے انہوں نے اپنا ریکارڈ کرنے کیلئے پریس کلب کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور گلوبل پارٹنرشپ کے جو ٹیچرز تھے، آج سننے میں آیا ہے کہ ان کو گرفتار کر کے پولیس تھانہ لے گئی ہے۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ رولنگ دے دیں کہ احتجاج کرنے کسی کو مارتے ہو تو اس کو روکنے کو دیا جائے۔ وہ پریس کلب کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ تو آپ رولنگ دے دیں کہ ان کو مہربانی کر کے رہا کر دیں۔ اور ان کی بات سنی جائے۔ کوئی جائے اُنکے پاس، ان کی بات سنی جائے کہ آیا وہ ان کا مسئلہ genuine ہیں یا نہیں ہیں۔ تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ رولنگ اس پر دے دیں۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی۔ جناب اسپیکر! یہ 1500 ٹیچرز ہیں جو اس شدید سردی میں گلوبل پارٹنرشپ ایجوکیشن کی، جن کو پانچ سالوں سے مسلسل ہر بار کہا جا رہا ہے کہ آپ کنٹریکٹ ایکسٹینڈ ہوں گی۔ آج تک ان کو مستقل نہیں کیا گیا۔ N T S کے through یہ بچیاں clear کر کے اپنے ڈسٹرکٹس میں serve کر رہی ہیں، اب کچھ یعنی over age اگر وہ ہو جاتی ہیں اس کے بعد وہ jobless رہ جاتی ہیں۔ even دس مہینے تک ان کو کسی قسم کی salary نہیں دی گئی۔ اور آج اسمبلی کے سامنے سے ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اُن کی ویڈیو کلپ بھی ہے، آپ چیک کر سکتے ہیں احتجاج کا حق سب کو ہے لیکن اس طرح یہاں اسمبلی کے سامنے سے ان بچیوں کو یا ان کے ساتھ دینے والوں کو گرفتار کرنا۔ میرا خیال ہے جیسا کہ یونس بھائی نے کہا آپ رولنگ دے دیں۔ اور مہربانی کر کے یہ مسائل حل کیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ایک بار ہم معلومات کرتے ہیں، وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے۔ جناب اسپیکر اگر اجازت ہو؟

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے۔ ایسا ہے کہ جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ گلوبل پارٹنرشپ کے ٹیچرز ہیں اور خضدار سے لیویز کے جو حقدار تھے جو میرٹ پر تھے، اُس کی بجائے جو میرٹ پر نہیں تھے، اُن کے آرڈرز ہوئے ہیں، وہ اسٹوڈنٹس آئے ہوئے ہیں، امیدوار ہیں۔ اسی طرح کوئٹہ CTSP کے، کوئٹہ، پشین اور دیگر اضلاع کے ابھی تک اُنکے آرڈرز نہیں ہوئے ہیں، قلعہ عبداللہ، پشین اور کوئٹہ کے۔ اور اسی طرح جناب اسپیکر! بی ڈی اے کے ملازمین گزشتہ سات مہینوں سے اُن کو تنخواہیں نہیں ملی ہیں۔ اب حالانکہ کیبنٹ نے اس سے پہلے جو کیبنٹ تھی انہوں نے فیصلہ کیا کہ بی ڈی اے کے ملازمین کو ریگولر انڈر ڈیکریٹ کیا جائے۔ معزز عدالت عالیہ نے انکو

ریگولرائزڈ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس کے باوجود ابھی کوئی سمری بھیجی گئی ہے کہ چیف سیکرٹری کی جانب سے کہ بی ڈی اے کے ملازمین کو نوکریوں سے فارغ کیا جائے۔ اب حکومت پتہ نہیں ایک کروڑ نوکریاں دینے والی تھی پچاس لاکھ گھر دینے والے تھے لیکن اب مسلسل لوگوں کو نوکریوں سے فارغ کیا جا رہا ہے۔ تو یہ جو alarming-position ہے لوگوں پر ڈنڈے برسائے جا رہے ہیں خواتین کے اوپر اسٹوڈنٹس کے اوپر یہ پتہ نہیں کیسی حکومت ہے؟ کہاں سے مسلط کی گئی ہے یہ حکومت؟ تو اس سلسلے میں جناب اسپیکر! آپ رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ کی بات ریکارڈ میں آگئی ہے جی ثناء صاحب! مختصر دو منٹ تاکہ ایجنڈے کی طرف آجائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ۔ مختصر بلکہ میں کہتا ہوں کہ مختصر سے زیادہ بلکہ آپ کی طرف سے رولنگ آنی چاہیے۔ آج سے ڈھائی سال قبل جب پہلا احتجاج بلوچستان اسمبلی کے باہر ہوا تھا، ہم نے کہا freedom of constitution and freedom of Association کا احتجاج میں گارنٹیڈ ہے۔ اور پھر یہ تو ایوان عدل و انصاف کا ہے۔ یہ عوام کے نمائندوں کا جو جناب والا! یہ جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہیں غریب انہیں لاچار ماؤں بہنوں، بیٹیوں اور مزدوروں، طالب علموں، ڈاکٹروں، انجینئروں ان کی سب کی بدولت آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہماری اپنی حیثیت کیا ہے جب ان کا کوئی مسئلہ ہوتا ہے وہ اس دروازے پر آتے ہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ان کو یہاں سے پکڑ کر گاڑیوں میں ڈال دیا جاتا ہے پہلی دفعہ نہیں ہے آپ کو یاد ہوگا جناب اسپیکر! ہم نے یہ بات بار بار آپ کو کہا ہے کہ یہ اس کے ارد گرد جتنا بھی کوئی کم از کم ایک سے ڈیڑھ اسکوائر کلومیٹر میں جو ایریا بنتا ہے، اس کے کسٹوڈین آپ ہیں۔ آئی جی صاحب نہیں ہیں، چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں، گورنر صاحب نہیں ہیں آپ جائیں ہائی کورٹ کے اندر اگر ان کی جس طرح jurisdiction ہوتی ہے اس کے کسٹوڈین آپ ہیں۔ کس میں اتنی جرات ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے دروازے پر لوگ فریاد لے کے آتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچوں کیساتھ معصوم بچوں کیساتھ، پتہ نہیں کوئی زیارت سے کوئی ثوب سے کوئی خضدار سے کوئی خاران سے کوئی مکران سے یہ گلوبل پارٹنرشپ کے جو ہیں ہمارے ٹیچرز جو آئے ہوئے ہیں اس کے علاوہ یہ لیویز والے۔ یہ ان کے دروازے پر نہیں آئیں تو کہاں جائیں کسی چھاؤنی میں جائیں؟ کسی ایف سی کیمپ کے باہر جا کے روئیں؟ یہ ان کا ادارہ ہے جناب والا، ہم ان کے خادم ہیں۔ اور ان کو یہ ہمارے خیال میں اگر آپ نے اس دفعہ پھر کارروائی نہیں کی آپ کو کارروائی کرنی چاہیے کہ یہ سلسلہ بند ہونا

چاہیے۔ اور یہاں جناب والا! آپ عدل و انصاف کا ایک تقاضا پورا کریں یہاں ایک گھنٹی لگائے اگر اسمبلی کا اجلاس نہیں بھی ہوتا ہے کوئی آ کے وہ گھنٹی بجائیں۔ اپنی فریاد یہاں پر بیان کریں۔ ہم جمہوری لوگ نہیں رہے۔ ہم ظالم و حاکموں سے بھی خراب تر ہو گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں کوئی اپنی فریاد اپنی بات سیکرٹریٹ نہیں پہنچا سکتا، ہر طرف ہم لوگوں کو پنجرہ میں بند کر رہے ہیں۔ ہر طرف چوکیاں بنا رہے ہیں ہر طرف گیٹ لگا رہے ہیں۔ شہروں کو پنجرہ میں بند کر رہے ہیں اس طرح حکومتیں چلتی ہیں؟۔ اس طرح ملک چلتے ہیں؟۔ اس کا نام جمہوریت ہے؟۔ اس کو عوامی حکومت کہا جاتا ہے جہاں آپ بہنوں بیٹیوں کو گاڑیوں میں بھینٹ بکریوں کی طرح ڈال کے تھانوں میں لے جاتے ہیں۔ اس سردی میں ان کے سر پر دوپٹہ ڈالنا چاہیے تھا۔ ان کے جو ہیں مستقل آرڈر ان کو دینے چاہیے تھے۔ 2015ء سے جناب والا! یہ بچیاں اور بچے ہمارے گاؤں میں دیہاتوں میں معصوم بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ ہم نے commitment کیئے ہیں ہم سے مراد گورنمنٹ نے commitment کیئے ہیں 2015-18ء میں ان کو آرڈر جاری ہوئے تھے یہ میں آرڈر پڑھ کر سناتا ہوں جناب والا اسمیں دیکھیں کیا لکھا ہوا ہے کم از کم گورنمنٹ کو تو honour کرنا چاہیے آپ لوگوں کو کہتے ہیں کہ آپ جو ہیں سکون سے کام لیں آپ قانون کو ہاتھ میں نہیں لیں۔ آپ جو ہیں تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں۔ حکومت تو بہت بڑی ظالم چیز ہوتی ہے۔ بہت طاقت ہوتا ہے اُس میں، حکومت میں بیٹھے آٹھ دس لوگ جو فیصلہ کرتے ہیں یہ حکومت کا کام ہے کہ اپنے فیصلے کی پابندی کریں۔ یہ اُنکے جو آرڈر ہیں آرڈر کا شق نمبر 8 ہے salary - salary کے سیکشن میں لکھا ہوا ہے میں آخری پیرا پڑھ رہا ہوں۔

Education Department Government of Balochistan will pressure will pressure for regularisation opposition as per set initiatives desired by education department Government of Balochistan. یہ 1500 بچے بچیاں 2015ء سے آپ نے جناب والا ان کی قسمت کو لٹکا یا ہوا ہے ان کو اگر آپ نوکریاں نہیں دیتے آج کوئی pcs کرتا css کرتا کوئی دکان کھول لیتا، آپ نے پہلے ان کو ذمہ داریاں دی آپ ہمارے بچوں کو پڑھائے۔ لوگوں نے اپنے گھر تبدیل کر کے اسکولوں میں تبدیل کر دیئے۔ آج کا آپ کا ختم ہو گیا جناب والا! ہمارے پاس وسائل ہیں ہمیں اپنے بچوں کو اس طرح سرکوں پر در بدر رونے کیلئے چیخنے کیلئے احتجاج کیلئے مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں خداوند تبارک و تعالیٰ نے اتنا بڑا صوبہ دیا ہے اتنے بڑے وسائل دیئے ہیں ہم ستر ارب روپے لاء اینڈ آرڈر پر اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ ڈنڈا اٹھا کے اپنے بچے اور بچیوں کو

ریورٹیوں کی طرح گاڑی میں بٹھائیں۔ میں اس کی مذمت کرتا ہوں ان کو فوراً رہا کیا جائے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب محمد مبین خان (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ انرجی)۔ جناب اسپیکر! انہوں نے، اپوزیشن نے جو لڑکانہ میں اور مختلف جگہوں جلسے جلوس کیے انکی ناکامی کا آج غصہ یہاں نکال رہے ہیں اور وہاں آئے ہیں اب ان کو زرداری صاحب نے دھوکہ دیدیا مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ بھٹو کی شہادت پر جو مٹھائی بانٹنے والے آج برسی منار ہے ہیں مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ آج ایک ہنی مون period یہ وہاں چل رہا ہے۔ آج ادھر غصہ نکالنے یہاں آگئے ہیں۔ یہ کون سا شہر کے اندر جو قبضے کیے گئے ہیں جو نوکریاں پک گئیں وہ تاریخ گواہ رہیگا۔ اگر اس کے اوپر میں آپ کے بیچ میں نہیں بولا آپ پریشان ناں ہوں۔ آپ پریشان ناں ہوں کہ کون سا شہر کے اندر جس طرح کی نوکریاں پک گئیں۔ جس طرح کی دو نمبریاں ہوئیں آج یہ لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں ہم نے ثوب سے کچلاک سے ثوب روڈ ہمارا ٹینڈر ہو گیا ہے۔ ہمارا کراچی روڈ بن رہا ہے آپ نواز شریف کے گود میں بیٹھے ہوئے تھے ایک فٹ روڈ نہیں لیکر کے آیا۔ آج آپ لوگ باتیں کر رہے ہیں آپ لوگ بات کرتے ہو استغنی دے کے سوشل میڈیا میں پوائنٹس سکورنگ کر کے آج اسمبلیوں میں آئے ہو اور آپ کو پتہ لگ گیا کہ یہی جگہ ہے کہ جہاں سے فیصلے اور یہاں سے ہی کام ہونگے آپ لوگ اپنا غصہ نہیں نکالیں آپ لوگ جو پوائنٹس ہیں جو ایجنڈا ہے، اس کے اوپر بات کریں۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ Order in the House, Order in the house. تشریف رکھیں ایجنڈے کی طرف آتے ہیں آج کا ایجنڈا کافی بڑا ہے۔ جی اصغر ترین صاحب۔

جناب محمد اصغر ترین۔ ہمارے دوست مبین صاحب بڑے جذباتی ہو گئے ہیں اور یہ حوالہ دیا کہ آپ کے جو پی ڈی ایم کے جلسے تھے وہ ناکام ہو گئے ہیں یہ پی ڈی ایم بنایا کس نے ہے؟ کیا وجوہات پیش آئی ہیں؟ کس لئے بنا ہے؟ اس کو بنانے میں سب سے بڑا کردار ہے پی ڈی ایم گورنمنٹ کا اور عمران خان کا یہ جو لاکھوں نوکریوں کا وعدہ کرنے والے اور لاکھوں گھروں کا کرڑوں لوگوں کو نوکریاں دینے کا وعدہ اور لاکھوں گھروں کا وعدہ کیا تھا اور قرضہ نہیں دینے کی ایک بات کی تھی عمران خان صاحب نے ”کہ آج سے بالکل مہنگا نیو بیروز گاری ختم ہو جائیگی“ جناب اسپیکر صاحب! یہ چیزیں سامنے آگئی ہیں ڈھائی سالوں بعد یہ آج ساری عوام پورا پاکستان سراپا احتجاج ہے وہ تو اس لئے ہے جو وعدے کئے گئے تھے وہ وفا نہیں ہوئے ہیں تو اس پر ایجنڈے پر آجائیں ہمیں ایجنڈے سے باہر جانا پسند نہیں ہے۔ اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بھی عمل کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ میں رکن قومی اسمبلی سردار اسرار ترین کو بلوچستان اسمبلی آمد پر اپنی جانب سے اور پورے ایوان کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں میرے خیال میں ایجنڈے کی طرف آتے ہیں ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی۔ جناب اسپیکر صاحب! اسرار ترین صاحب بڑے عرصے کے بعد آج پہلی دفعہ ایوان میں آئے ہیں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے اور ایوان کی طرف سے آج کے ایجنڈے میں خصوصاً پانچ ایجنڈے ہیں بڑے گوادریں باڈ لگانا بلوچستان میں امن و امان کے حوالے سے یا آئین کی پامالی بلوچستان میں قبائل کی زمینوں پر قبضہ ہم ایجنڈے کا حصہ ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ایجنڈے کی طرف آتے ہیں ملک صاحب۔ جی ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی۔ جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ بھی واپس آجاتے آج اس اجلاس میں شریک ہو جاتے مجھے تو پتہ نہیں اختیار ہے یا ہم ان سے اپیل کر سکتے ہیں ایک اہم اجلاس ہے خصوصاً گوادریں کے حوالے سے اس پر بات ہونی ہے امن و امان کے حوالے سے۔ تو اس کے ساتھ ہی یہ سارے جا رہے ہیں میرے خیال میں پھر آخر تک ہم آپس میں بات کرینگے ہماری بات ریکارڈ میں تو جائیگا لیکن حکومت، حکومت جس کو کہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! حکومت وہ نا ہے۔ آج وہ سارے وزیر اعلیٰ کے جانے کے بعد ان سب کے کام ہوتے ہیں ان سے یہ سب اس کے پیچھے دوڑ پرتے ہیں وہ کرسیاں خالی ہو جاتی ہیں۔ ہم کرسیوں سے بات کرتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ رولنگ دیدیں یا ان کو پابند کریں یہ آپ کے جو اختیارات ہیں میں کہتا ہوں کم از کم آپ آج اس ایوان میں لوگوں کو بات کرنے کا موقع ملے اور وہ سنیں، ہماری حکومت سنیں۔ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے کہ ہمیشہ ڈنڈا گھماؤ اور آپ کے اسمبلی کے سامنے جو بھی لوگ بیٹھے ہیں ان کو بھی بھیڑ بکریوں کی طرح گاڑی پھینک کر جو ہے تھانوں کی طرف لے جائیں۔ اور پریس کلب کے سامنے کوئی احتجاج کر رہا ہے اُسکو کم از کم جناب اسپیکر صاحب! آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں ملک صاحب یہی چیزوں پر آرہے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ پریکٹس بار بار کیا گیا ہے۔ جب یہاں سے گرفتاری ہوتی ہیں ہم آپ کو مخاطب کرتے ہیں کہ آپ کسٹوڈین ہیں کس لئے ان پر لاکھوں چارج ہوئے؟ کس لئے ان کو گرفتار کیا گیا؟ کس لئے ان کو لے جایا جا رہا ہے؟ اس کے بعد نہ کوئی رپورٹ آ جاتی ہے نہ کوئی تسلی بخش کوئی جواب آ جاتا ہے ”کہ آئندہ کے لئے یہ پریکٹس نہیں کیا جائیگا“ تو میں کہتا ہوں کہ کم از کم آپ کی چیز کی طرف سے ایک ایسی رولنگ جانی چاہیے کہ اس عمل کو بند ہونا چاہیے یہ ڈنڈا والا روپ ختم ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکریہ ملک صاحب۔ ابھی کارروائی کی طرف آتے ہیں، مسٹر ونیش آپ مختصر کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب ونیش کمار (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ اقلیتی امور این المذاہب ہم آہنگی)۔ میں نے بلوچستان کی اقلیتی برادری کی طرف سے ایک احتجاج ریکارڈ کرانا ہے کل ضلع کرک، خیبر پختونخوا میں ایک بہت ہی افسوسناک واقعہ ہوا ہے ہندو برادری کا ایک بہت ہی قدیم مندر کو چند شریکین نے اسے مسمار کر دیا ہے اور اسے آگ لگا دی ہے۔ میں آپ کی توسط سے KPK حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ ان شریکین کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ پاکستان میں جو غیر مسلم ہیں وہ محفوظ ہیں۔ اور وہ ان شریکین کے جو ذمہ دار ہیں ان سے کبھی بھی نہیں ڈریں گے اور ان شریکین کے کوئی کوئی سزا دیکر ہم دنیا کو پیغام دینگے کہ پاکستان کے پرچم میں جو سفید رنگ ہے وہ اقلیتوں کا ہے اور ہم ان شریکین کو کبھی بھی ایسی آزادی نہیں دینگے۔ یہ میسج جائے اور میں آپ کے توسط سے کہتا ہوں کہ KPK حکومت کو آپ کی توسط سے یہ message چلا جائے کہ انکو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکریہ مسٹر ونیش، جی سلیم صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مال)۔ ایک طرف تو اپوزیشن کہتی ہے بڑے ہی serious-matters ہیں تو خود بھی یہاں وہ seriousness دکھائی نہیں دے رہا ہے تو سی ایم صاحب بھی یہیں پر موجود ہیں ہم سب یہیں موجود ہیں۔ آپ کے ہر سوال کے جواب دینے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں میں بڑی معذرت کے ساتھ جب تک آپ اور ہم serious نہیں ہونگے تب تک یہ معاملات اس صوبے کے حل اس طرح بھی نہیں ہو سکتے جس طرح ہم اور چاہتے ہیں۔ آپ خود ہی چیزوں کو یہاں متنازع بنا دیتے ہیں میں بڑے افسوس کے ساتھ اور معذرت کے ساتھ اپنے دوستوں کو یہ ضرور کہوں گا کہ صرف اور صرف سوشل میڈیا کو دیکھانے کے لئے یہاں جذباتی باتیں کی جاتی ہیں اس طرح اگر ماحول بنایا جاتا ہے پھر یہاں جو ہے وہ seriousness ٹوٹ جاتا ہے تو میری گزارش ہوگی تو برائے مہربانی آپ اگر ایجنڈے کے مطابق چلیں باقی جو باتیں ہیں وہ بھی ضرور بڑی serious ہیں اگر وہ زیرو آؤر جناب اسپیکر صاحب ایک زیرو آؤر رکھیں اگر اس میں وہ بات کی جائے۔

حاجی احمد نواز بلوچ۔ جو گرفتار کئے گئے ہیں ان کو تو پہلے رہا کرو۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مال)۔ بھائی! میرے ایجنڈے کے مطابق دیکھیں آپ اس طرح کی بات

کرتے ہیں ادھر ادھر کی باتیں کریں گے آپ لوگ صرف سوشل میڈیا کے لئے اور کچھ بھی نہیں ہے صرف اور صرف سوشل میڈیا کو دکھانے کے لئے یہ آپ اس طرح کی باتیں آپ serious کیوں نہیں ہوتے ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ہم serious ہیں اس طرح کے معاملات ہیں اوپر سے عجیب قسم کی باتیں کرتے ہیں کہتے ہیں سی ایم صاحب جہاں بیٹھے ہیں آپ لوگوں کی انہیں سوالات کے لئے بیٹھے ہیں کہ وہ جواب دیدیں لیکن آپ لوگ پیٹہ نہیں پی ڈی ایم کی باتیں ہیں تو فلاں کی باتیں ہیں عجیب قسم کے آپ لوگ باتیں کرتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ Order in the House۔  
طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی)۔ نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے بسلسلہ علاج بیرون ملک جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔  
سیکرٹری اسمبلی۔ سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔  
سیکرٹری اسمبلی۔ سردار یار محمد رند صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔  
سیکرٹری اسمبلی۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔  
سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی محمد خان لہڑی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔  
سیکرٹری اسمبلی۔ ملک محمد نعیم بازئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ میر عمر خان جمالی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ میر محمد عارف محمد حسنی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ میر اسد اللہ بلوچ صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی محمد خان طور اتما خیل صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- سیکرٹری اسمبلی۔ میر نصیب اللہ مری صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ نے درخواست کی ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ مکھی شام لال صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی بلوچستان سے منتخب خاتون سینئر محترمہ کلثوم صاحبہ جن کا مورخہ 21 دسمبر 2020ء کو انتقال ہوا تھا، خالی نشست پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کے شیڈول کے مطابق مورخہ 24 جنوری 2021ء صبح 09:00 بجے تا 04:00 بجے ضمنی الیکشن ہوگا۔ 14 جنوری 2021ء کو 09:00 بجے تا شام 04:00 بجے ضمنی الیکشن ہوگا لہذا کوئی رکن اسمبلی مورخہ 14 جنوری 2021ء کو بلوچستان اسمبلی کے ہال چیمبر کو پولنگ اسٹیشن قرار دینے کی بابت قاعدہ 180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں قادر علی نائل، رکن اسمبلی، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1975ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ مورخہ 14 جنوری 2021ء کو سینٹ کے ضمنی انتخاب کے سلسلے میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے ہال چیمبر کو پولنگ اسٹیشن قرار دینے کے لئے قاعدہ نمبر 231 کے تحت منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟۔ ہاں یاناں میں جواب دیں آپ۔ تحریک منظور ہوئی لہذا بلوچستان اسمبلی کے ہال چیمبر کو مورخہ 14 جنوری 2021ء کو سینٹ الیکشن کے لئے پولنگ اسٹیشن قرار دیا جاتا ہے (مداخلت) ایک بار ایجنڈے پر آجاتے ہیں منسٹر بھی تب تک آجائیں گے وہ اُس پر بات کرنا چاہے تھے مگر آپ لوگ اُسکو موقع نہیں دے رہے تھے وہ اُس پر بات کر لیں گے اُسکے بعد ہی پھر میں رولنگ دے دوں گا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:- یہ سب بعد میں چلے جائیں گے۔ آپ رولنگ دے دیں۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس حزب اختلاف کے معزز اراکین اسمبلی کی درخواست پر طلب کیا گیا ہے۔ اراکین حزب

اختلاف کی جانب سے موصول درخواست میں ایجنڈا آئٹم نمبر 01 چونکہ معزز عدالت عالیہ بلوچستان میں زیر سماعت ہے۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 192 (2) الف کے تحت اسے اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جاسکتا ہے۔ لہذا آج کی نشست میں ایجنڈا نمبر 01 کے علاوہ ذیل عوامی نوعیت کے حامل مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف)۔ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زیر بحث نہیں آسکتا ہے۔ دیکھیں! یہ گوادر کا اہم مسئلہ ہے۔ اور ہائی کورٹ نے بھی آج آرڈر پاس کیا ہے اُس میں ہائی کورٹ نے یہی کلیئر کیا ہے کہ best-forum جو ہے وہ اسمبلی ہے۔ اسمبلی میں اس پر بحث کیا جائے۔ اور ایک proper طریقہ کار اسمبلی وضع کرے۔ انہوں نے آرٹیکل 15 کا بھی ہائی کورٹ نے حوالہ دیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ عدالت کے آرڈر کی کاپی اگر کوئی موجود ہے آپ لوگوں کے پاس۔

قائد حزب اختلاف۔ رکاوٹ نہیں ہے۔ یہ بھیجا بھی، آج کا آرڈر صرف اسپیشلی pass اسی لئے ہوا ہے کہ اسمبلی میں اس پر بحث کی جائے اور particularly انہوں نے ریفرنس بھی دیا ہے۔ Freedom of Movements سے متعلق جو آرٹیکل نمبر 15 ہے۔ اب وہ اُسکی interpretation ہوگی کہ کیا Freedom of Movements یہ rights بنتا ہے citizens کا۔ اور کیا یہ جو باڑ لگایا جا رہا ہے یہ Freedom of Movements پر تو اثر انداز نہیں ہو رہا ہے۔ یہ سارا کچھ اسمبلی میں اس پر بحث ہوگا۔ تو اسی لئے یہ صرف یہ کہنا ہے کہ یہ کیس ہائی کورٹ میں ہے subjudice ہے اور اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ تو وہ particularly اگر کوئی ایسی بات ہو تو انکو ہم خود کہیں گے کہ جی اس پر یہ ہیں۔ Last para اُسکا relevant ہے۔

قائد حزب اختلاف۔ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ملک صاحب! یہ تو اسمیں یہ attested نہیں ہے، نہ اس پر کوئی sign ہوا ہے؟

قائد حزب اختلاف۔ یہ روک کیوں رہے ہیں میری سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے؟ ویسے، یہ کوئی مسئلہ ہے، کل کو بھی اسمبلی میں اس پر بحث کرنی ہے، کل بھی اسمبلی نے اسی پر فیصلہ کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ نہیں یہ attested نہیں ہے، یہ جو ہمارے پاس آپ لوگوں نے کاپی بھیجی ہیں، کون سی

کاپی پر ہے آپ لوگوں کی۔

جناب اسپیکر! اگر یہ مسئلہ حزب اختلاف کی ہے تو پھر ہم سمجھیں گے کہ ٹھیک ہے ہمیں یہاں بولنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ اگر یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ اور پھر گوادر کا مسئلہ ہے۔ تو ہمارا اکیلا نہیں ہے۔ وہ سب کا ہے۔ تو کم از کم اس پر سنجیدہ بات کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ صدیقی صاحب! اسپیکر کے لیے اپوزیشن اور گورنمنٹ کا کوئی فرق نہیں ہوتا ہے ملک صاحب خود اسپیکر رہ چکے ہیں جو مسئلہ عدالت میں چل رہا ہو، اُس پر یہاں بحث نہیں کیا جاسکتا ہے۔

قائد حزب اختلاف۔ اس کو ریفرن کیا گیا ہے جناب! آپ کو کہ اسکو بحث کے لیے لے آئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ تو اس پر کوئی sign موجود نہیں ہے۔ چونکہ میرے خیال سے دوسرے ایجنڈے کی طرف آتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ۔ Let me to explain the Judgment Sheet in the High Court of

Balochistan Quetta. Constitutional Petition No.387 of 2020. یہ کاپی آپ کے سامنے

پڑی ہیں یہ بمعہ نمبر کیساتھ ہے۔ یہ ہائی کورٹ سے چھپ کر آیا ہے ہمارے معزز و کلاء صاحبان جو ہیں ساجد ترین صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ ایک منٹ آپ ذرا نہیں آ رہا ہوں اس پر۔ آپ ذرا اس document کو دیکھیں۔ اور سیکرٹری صاحب بہت ذمہ دار شخص ہیں۔ اگر آپ کورٹ کے آرڈر کو یہاں مسترد کرتے ہیں، یہ کورٹ کی توہین عدالت ہوگی۔

We have to understand and respect the court judgment and have to take it seriously. It is not primary school certificate that you need an attestation of certification for that. It is a Honourable Chief Justice of Balochistan order.

Further اُس میں۔ -Para no 4, let me to read the Para No.04 for you.

The learned A.G. stated that the Chief Minister....

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ثناء بلوچ صاحب! میں آپ کی بات سے agree ہوں۔ میں آپ کی بات کو مانتا ہوں۔ انٹرنی جنرل آجائیں گے تب تک اور جو ہیں ایجنڈے کو آگے کرتے ہیں۔ اس پر وہ آجائیں گے۔ کہ without signature اگر اُس نے کہا کہ یہ صحیح ہے، اس پر کوئی attestation کوئی

signature موجود نہیں ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے یہ کہیں کہ یہ غلط ہے؟۔ مطلب آپ صرف اتنا بھی کہہ دیں تو یہ میرے لیے کافی ہے۔ آپ کہیں کہ مجھے یہ court کی judgement acceptable نہیں ہے۔  
Because we need this statement from your side. جناب والا! ہم دونوں معزز

عدالت اور بلوچستان اسمبلی تو بہت ہی important ادارے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی جام صاحب! آپ فرمائیں۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان)۔ ماشاء اللہ یہاں پر leader of the opposition بھی بیٹھے ہیں۔ اور اُس field سے تعلق رکھتے ہیں۔ بات کسی آرڈر کی تسلیم اور نہ تسلیم کرنے کی بالکل نہیں ہے۔ اور میرا خیال ہے House کے custodian کے Chair کو controversial بھی نہیں بنانا چاہیے۔ کہ آپ مانتے ہیں کہ یا نہیں مانتے یہ بہت بڑا wake سا statement ہے۔ کسی بھی document، وہ اگر اپنے original form میں نہیں ہے۔ نوٹوکاپی ہے، اُس پر کوئی دستخط نہیں ہے۔ اور اُس پر کوئی، اگر دستخط بھی ہو۔ اور اگر وہ نوٹوکاپی کی صورت میں ہے، اُسکی legality نہیں ہوتی، unless کہ وہ attested نہ ہوں۔ یہ ہم سب جانتے ہیں۔ کل کو میں چار صفحے ٹائپ کر کر ادھر لے آؤں۔ کسی بھی issue کے حوالے سے، non-attested ہو۔ اور آپ اُس پر ایک ruling دے دیں کل آپ کی پوزیشن بھی خراب ہوتی ہے۔ جہاں تک میرے خیال میں اس کی بہت۔ اس کی بالکل attested copy آجائے کوئی اس میں حرج نہیں ہے۔ اور اس direction کے اوپر پھر اس پر بحث بھی ہوگی اس پر بات ہوئی ہوگی۔ جس کے لیے آج ہم سب یہاں موجود ہیں۔ آج اگر ہماری seriousness نہیں ہوتی۔ آپ کی نمبر بہت کم ہیں آج۔ ہم اگر یہاں کورم کے حوالے سے کوئی بات کرتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ جی نہیں نہیں۔ ٹھیک ہے۔ پھر آپ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے خود کہا تھا ”کہ جی ہم خالی کرسیوں سے ہم نے بات نہیں کرنی ہے“۔ تو آج یہ کرسیاں اسی لیے بھری ہوئی ہیں کہ ہم آپ کی بات سنیں۔ لیکن جہاں تک میرے خیال میں ایک بات legality کی ہے اور اُس کی وہ authenticity کی ہے۔ اُس پر ہمیں بات ماننی چاہیے کہ وہ۔۔۔ (مداخلت)۔ sir۔ میرے خیال میں یہ بات تو leader of the opposition خود، آپ اس field میں رہے ہیں۔ آپ خود کہہ سکتے ہیں کہ ایک کاغذ جس پر کوئی دستخط نہ ہو۔ جس پر کوئی اسٹیپ نہ ہو۔ جس پر کوئی attestation نہ ہو، اُس کی legal entity کتنی ہے، اس پر آپ خود ایک رولنگ دے دیں اپنی

طرف سے as a leader of the opposition ہم اُسکومان لیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ملک صاحب! ویسے آپ اسپیکر رہ چکے ہیں، ہمارا کام آسان کرنے کی بجائے آپ مشکل کرتے ہیں۔ آپ کو تو یہ سارے معاملات کا پتہ ہوتا ہے؟

قائد حزب اختلاف۔ جناب اسپیکر! یہ بالکل clear ہے، آپ بعد میں، چونکہ advocate general کو بلایا ہے۔ وہ اس کو clear کر دیں اُس وقت تک ہم دوسرے issues کو۔ کیوں خواہ مخواہ اس کو controversial کرتے ہیں؟ آگے معاملات کو لے کر چلتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی شکریہ ملک صاحب۔ اب بلوچستان میں امن و امان کی ابتر صورتحال اور چمن بارڈر پر عوام سے جینے کا حق چھیننا۔ دوسرا ہے، آئین کی پامالی اور قانون کی بلا تفریق نفاذ سے روگردانی۔ تیسرا، بلوچستان میں قبائل کی زمینوں پر قبضہ۔ اور چوتھے نمبر پر ہے، بلوچستان میں منشیات کے کاروبار استعمال سے پھیلنے والی تباہی پر قابو پانا۔ جو معزز اراکین اسمبلی مذکورہ بالا چار موضوعات پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب! آپ شروعات کریں۔

قائد حزب اختلاف:- بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ نحمدہ وُصلی علی رسول الکریم۔ انا بعدف اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! امن و امان کی صورتحال تو ہمارے سامنے ہے۔ حالیہ دنوں میں یہاں جو قتل و قتل ہوئے ہیں، particularly ہمارے law enforcement agency کے نوجوانوں کو شہید کیا گیا ہے۔ اور بد امنی ہر شہر، ہر قصبے، ہر ٹاؤن میں ہے۔ یہاں میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو امن و امان کی وہ صورتحال جو بیرونی دشمنوں کی وجہ سے ہے۔ دہشتگردوں کی وجہ سے جو پاکستان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایک تو وہ امن و امان کی وہ صورتحال ہے اُس سے ہماری بجائے ہمارے جو بارڈرز پر جو نوجوان ہیں یا ہمارے law enforcement agencies کے نوجوان ہیں، وہ زیادہ متاثر بھی ہوتے ہیں۔ اور قربانیاں بھی اُن کی اُس حوالے سے ہیں۔ اور ایک حوالے سے پاکستان کی security کی جو agencies ہیں اُن پر زیادہ اسکا اثر پڑتا ہے۔ ایک امن و امان internal صورت میں ہیں۔ اور جو external صورت میں ہیں اُسکو تو ہمارے security agencies اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اس کو روکنے اور دشمن کو پسپا کرنے کے اس میں مصروف عمل میں۔ لیکن جو internal یہاں امن و امان کی صورت حال ہے وہ انتہائی پریشان کا باعث اس لیے ہے کہ اس کا اثر عام آدمی پر پڑتا ہے۔ جناب والا! یہاں پر motorcycle snatch ہوتا ہے لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔ لوٹ مار کے دوران مارا جاتا ہے۔ پورے

بلوچستان میں کوئی بھی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں لیویز اور پولیس کی دسترس نہ ہو۔ جہاں وہ تھانے نہ ہوں۔ جہاں جرائم کو روکنے کے وسائل نہ ہوں۔ لیکن unfortunately اگر اس کو strictly نہیں لیا جائے تو عام آدمی جو ہے وہ امن و امان کے معاملے میں پریشان رہتا ہے عام خاندان امن و امان کے حوالے سے پریشان ہوتا ہے۔ گھر میں اگر کوئی محفوظ نہیں ہوتا تو یہ بہت بڑی پریشانی ہے۔ اس لیے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں بھی جس علاقے میں بھی۔ ایسا نہیں ہے پورے بلوچستان میں جو law قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں انہوں نے پورے بلوچستان کو کور کیا ہوا ہے۔ تھانہ ہو لیویز کا۔ تھانہ ہو پولیس کا۔ لیکن ان کی موجودگی میں اگر بد امنی ہوتی ہے تو میری گزارش یہ ہوگی کہ وہ جو بھی اتھارٹی ہیں اُس تھانے کی۔ اگر اس کو responsible قرار دیا جائے۔ اگر اس سے باز پرس کی جائے۔ اگر اس کو bound کیا جائے کہ تم نے یہاں امن و امان برقرار رکھنے کے لیے بھیجا جا رہا ہے اگر یہ امن و امان برقرار نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ تمہاری غفلت ہے۔ تمہیں سزا ملے گی۔ تو پھر کافی حد تک یہ معاملات رُک جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے بلوچستان میں، ہم سب کے سامنے یہ جو ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے بھی یہ حقیقت ہے اور یہ جتنے بھی بلوچستان کے لوگ ہیں اُن کے سامنے بھی یہ حقیقت ہے کہ لوگ بندوقیں لے کر ایک شریف آدمی کی زمین پر جا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور وہاں ان کے ساتھ ٹرک بھی ہوتے ہیں اور بنے بنائے، اس کو کیا کہتے ہیں؟۔ ایک تو اینٹ ہیں وہ دوسرا؟۔ ہاں بلاک۔ بلاک کے ٹرک انہوں نے اپنے پیچھے کھڑے کی ہوتی ہیں۔ پھر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ بنانا شروع کرتے ہیں۔ اب وہ شریف آدمی ان بندوق برداروں کے سامنے عاجز ہوتا ہے کچھ نہیں کر سکتا۔ لوگ ان کی زمینوں پر اس قسم کے بد معاشی کے ذریعے قبضے ہوتے ہیں۔ اب یہ کس کی ذمہ داری ہے کہ تم کلاشنکوف لے کر پورے شہر میں پھر رہے ہو کون چیک کریں اس کو؟۔ امن و امان اسی سے تو بگڑتا ہے۔ اگر کلاشنکوف بردار کو کسی بھی جگہ۔ اگر وہ پکڑا جاتا ہے اس کو اس کی سزا ملتی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ آج کل۔ آج تو روایت بن گئی ہیں۔ ”میں نے بڑا آدمی بننا ہے اس لیے میں لُٹے اور لفنگوں کی ایک دس، پندرہ، بیس آدمیوں کی فہرست ساتھ لے کر جاؤں گا۔ دس، پندرہ بندوقیں اٹھا کر لے کر جاؤں گا۔ میں پھر بڑا آدمی بنوں گا۔ میں پھر اُس وقت اُس علاقے کا بھی بڑا ہوں گا۔ یہ امن و امان عام لوگ یہ تمام چیزوں کو سمجھتے ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو کنٹرول کریں۔ یہ حکومت کا فرض ہے۔ یہاں جو کچھ بولا جاتا ہے جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اس صوبے کے لیے ایک فرض ہے کہ یہاں دیکھا جائے کہ جو بھی activity illegally میں کوئی بھی شخص involve ہے، چاہے اُسکے تعلقات کس کے ساتھ کیسے کیوں نہ ہوں۔ اُسکو

spare نہیں کیا جائے۔ تو امن وامان قائم رہ بھی سکتا ہے اور لوگوں کو سکون بھی مل سکتا ہے لوگوں کی پریشانیاں بھی ختم ہوتی ہیں۔ اب یہ صورتحال اگر نہ روکا جائے تو پھر لوگ تو احتجاج، اب آج کل احتجاج اور جلوس نکالا جائے تب بھی کوئی نہیں سنتا ہے۔ دھرنا دیا جائے تب بھی کوئی نہیں سنتا ہے۔ تو پھر ہم ان عوام کو کہاں لے جا رہے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ ذمہ داری ہے حکومت کی کہ جو عام لوگوں کو تکلیف امن وامان کے حوالے سے پہنچ رہے ہیں جو لوگوں کو ان کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔ چور ڈکیتی یہ ان چیزوں پر قابو پانے کے لئے ایک ٹھوس اقدامات اٹھائے جائیں۔ جہاں تک جناب اسپیکر! تیسرا نقطہ ہے، کہ آئین کی پامالی اور قانون کی بلا تفریق نفاذ سے رُوگردانی۔ جناب اسپیکر ایک قرارداد اس سے پہلے ہم نے پیش کی تھی اسی حوالے سے اور اس کو ہاؤس نے منظور بھی کیا۔ تو یہ قرارداد جناب اسپیکر! 102 اکتوبر 2020ء کو اسمبلی سیکرٹریٹ سے چیف سیکرٹری صاحب کی طرف بذریعہ خط بھجوا یا گیا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ جناب کی اجازت ہو تو میں اُس relevant قرارداد کو ایک دفعہ پھر جو اس ہاؤس نے پاس کیا ہے۔ انکی یاد بانی کیلئے میں یہ عرض کرونگا۔ ہر گاہ کہ ملک اور صوبے کے عوام گزشتہ ستر سالوں سے آئین پاکستان اور ملک کی قوانین کی بلا تفریق اور امتیاز و نفاذ کے آرزو مند ہیں۔ جو تاحال نشہ ہے۔ حالیہ کمر توڑ مہنگائی کے باعث عوام شدید مشکلات کا شکار ہے۔ آئین و قانون کا یکساں لاگو نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں مایوسی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ معاشرے میں مایوسی کا عالم چایا ہوا ہے۔ برداشتِ تحمل روایات اور اقدار کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ حکومتیں اور وزارتیں آتی اور چلی جاتیں ہیں۔ جبکہ بیوروکریسی کے آفیسران پچیس تا تیس سالوں تک ملک اور صوبے کے عوام کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ انتظامیہ آئین کا تیسرا اہم ستون ہے۔ جس کی ذمہ داری آئین اور قانون پر عمل درآمد کروانا ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات کے مطابق اگر انتظامیہ اپنے فرائض منصبی بطریق احسن سرانجام دیں تو معاشرے کے تمام مسائل اور مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اور انتظامیہ ہی عوام کا اعتماد آئین کے تینوں ستونوں پر بحال کرنے میں صف اول کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ مزید برآں بانی پاکستان نے مختلف مواقع پر خطابات میں آفیسران سے کہا کہ قوم اور ملک کا جذبہ ہی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اور انہیں احساس دلانا ہے کہ انہیں قانون اور ضابطہ کار کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہیے۔ اس طرح عدالتِ عظمیٰ نے بھی اپنے فیصلوں میں بار بار احکامات جاری کیئے ہیں کہ بیوروکریسی کسی کا بھی غیر قانونی حکم تسلیم نہ کریں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ انتظامیہ پر عوام کا اعتماد بحال اور آئین پر بلا تفریق عمل کرنے کو یقینی بنائیں۔ تاکہ عوام میں پائی جانے والی احساسِ محرومی کا خاتمہ ہو سکیں۔ اب تک جناب اسپیکر! یہ 12 اکتوبر سے ہمیں تو اب تک پتہ نہیں چل

رہا ہے کہ اس قرارداد پر کیا کارروائی ہوئی ہے۔ اُس وقت بھی ہم نے یہی کہا تھا کہ یہ جو ہماری انتظامیہ ہے۔ اس کو اعتماد دیا جائے۔ اس حوالے سے اس کی مدد کی جائے۔ اس پر پریشر اور دباؤ نہ ڈالا جائے۔ اور پھر بعد میں اُنکو انکی ذمہ داریوں کا احساس دلا جائے۔ اور انکے فرائض کی طرف انکی توجہ دلائی جائے۔ اور پھر ان سے کہا جائے کہ یہ تمہارا فرض ہے۔ اس فرض کو تم نے نبھانا ہے۔ اور اس فرض کو تم نے مکمل کرنا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر آپ ہمارا constitution ملاحظہ فرمائیں۔ constitution ہمارا ایک ایسا دستاویز ہے۔ جو اس پاکستان کے بائیس کروڑ عوام کے تمام مسائل کا احاطہ کیئے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی ایسی چیز، اُس میں کوئی ایسی تشنگی نہیں ہے جہاں اس کی ضرورت ہو عوام کی فلاح اور بہبود میں۔ اسکے تمام اداروں کے حقوق اور فرائض میں اسکی نشاندہی کی گئی ہے۔ اور آئین کی بالادستی، تحفظ۔ ریاست میں جتنے لوگ ہیں۔ ہر فرد کی اخلاقی، معاشرتی، جمہوری اور اسلامی فرض کو بھی یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اس آئین کا تحفظ بھی کریں۔ اور اس پر عملدرآمد بھی کریں۔ تو اس آئین میں عدالت عظمیٰ نے بھی آئین شکنی کی دفاع نہ کرنے کا کہا ہے۔ کہ کوئی بھی شخص جو آئین شکنی کا مرتکب ہوگا۔ اُس کو سزا بھی ملنی چاہیے۔ اُس کو اس جرم کی پاداش میں اُس کا مواخذہ بھی ہونا چاہیے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! پاکستان کے تشخص کی بھی تعریف ہماری constitution میں کی گئی ہے۔ اگر ہمارے constitution کا آرٹیکل 2-آرٹیکل 2-A قرارداد مقاصد یا اسی طرح جناب! آرٹیکل 31 ہے یا آرٹیکل 3-29 ہے۔ یہ پاکستان اور پاکستانی عوام کے تشخص کو ساری دنیا کے سامنے کہ یہ اسلامی مملکت ہے۔ اور اس اسلامی مملکت میں لوگ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر اپنی زندگیاں گزاریں گے۔ اور اس کیلئے ریاست انکی مدد بھی کرے گی۔ اُس میں اسکے علاوہ کوئی دوسرا تشخص اسکا نہیں ہوگا۔ یہی پاکستان کے بنانے کا مقصد تھا۔ اور یہی پاکستان کے آئین کا تقاضہ ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! ایک فرد کیلئے، بائیس کروڑ میں سے کوئی بھی فرد جو اس ملک، اس دھرتی کا باشندہ ہے۔ اُس کیلئے آئین کے آرٹیکل 3، 4 آٹھ سے اٹھائیس تک۔ اُس کے تمام حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ کہ اُس کو قانون کے مطابق اسکے ساتھ treatment ہوگا۔ exploitation نہیں ہوگی۔ یکساں نفاذ ہوگا۔ discrimination نہیں ہوگا۔ کسی شخص کے ساتھ کسی بھی حوالے سے اُس کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائیگا۔ freedom of movement ہے۔ freedom of trade ہے۔ freedom of business ہے۔ یہ اُس کے اقدامات اور اسکی سیکورٹی کا بھی مکمل تحفظ اس constitution نے دیا ہے۔ اور اسی طرح جناب اسپیکر! اس constitution میں مقننہ کو جو یہ august house ہے یا قومی اسمبلی ہے۔ سینٹ ہے۔ اُس کو بھی اُس

کے قانون سازی کے تمام طریقے بتائے ہیں۔ اور آرٹیکل 69 میں یہ declare کیا گیا ہے کہ اسمبلی کو اپنی functioning کے دوران discussion کے دوران۔ بحث و مباحثہ کے دوران عدالت عظمیٰ کوئی مداخلت نہیں کریگی۔ گویا قانون سازی اس ملک کی فلاح و بہبود کیلئے اس ہاؤس کو قانون سازی کیلئے جو فرائض دیئے گئے ہیں۔ اُس میں ان کو مکمل طور پر independent رکھا گیا ہے۔ اور جناب اسپیکر! اسی طرح انتظامیہ جو ہے اُس کی ذمہ داری آئین کی بالادستی اور قانون کا بلا امتیاز نفاذیہ اسکی ذمہ داری میں ہے۔ اب اگر آئین کی بالادستی کو maintain کیا جائے تو بیورو کریسی کا کوئی بھی فرد۔ (مداخلت۔ آوازیں)۔۔ جناب اسپیکر! یہاں گپ شپ لگ رہی ہے۔ اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو جائیں باہر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ بات کریں۔ ہم لوگ سُن رہے ہیں۔ ریکارڈ میں آرہا ہے۔

قائد حزب اختلاف۔ آپ سنیں گے۔ آپ کے سننے سے نہیں۔ یہ مذاق تو نہیں ہے۔ اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ جائیں باہر اپنی بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ مجھے ایڈریس کریں۔

قائد حزب اختلاف۔ آپ کو ایڈریس کروں۔ لیکن اُنکی طرف سے بات آتی ہے۔ میں کوئی گانا نہیں گارہا ہوں۔ میں آپ کو constitution کا حوالا بتا رہا ہوں۔ ایک چیز سیکھے to the point۔۔ (ڈیک بچائے گئے)۔۔ آپ بتائیں مجھے میں نے کونسی بات بغیر کسی پوائنٹ کے کی ہے۔ کم از کم تھوڑی سی بات سہہ لو۔۔ (مداخلت۔ آوازیں)۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ order in the house دُمر صاحب!

قائد حزب اختلاف۔ تو جناب اسپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے constitution میں ہر فرد، ہر ملازم، ہر وزیر، ہر سیکرٹری، ہر وزیر اعلیٰ، ہر وزیر اعظم کے اپنے تمام حدود متعین ہے۔ اگر اس آئین کے تحت جو حلف اٹھائے جاتے ہیں۔ اُس کے مطابق کوئی عمل کیا جائے۔ تو یہ جو frustration ہے۔ یہ مکمل طور پر ختم ہو سکتی ہے۔ اور اگر قانون کا نفاذ بلا تفریق ہو۔ غریب اور امیر کی تمیز نہیں ہو۔ سرکار میں ہونے یا سرکار میں نہ ہونے کا تمیز نہ ہو۔ اپوزیشن یا ٹریڈی نچر میں ہونے کا تفریق نہ ہو تو پھر انصاف کے تقاضے maintain ہو سکتے ہیں۔ اب ان پر یہ گراں گزرتا ہے آج ہمارے یہ وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں۔ کونسا وہ انصاف ہے۔ دنیا کے کس کتاب میں وہ انصاف ہے؟۔ دنیا کے کس اقدار میں اس کی گنجائش ہے کہ ایک

فرد یہاں جو بیس، بائیس اپوزیشن اراکین ہیں۔ وہ بھی اسی طرح جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب ہے۔ فنانس منسٹر صاحب ہے یا باقی معزز منسٹر صاحبان ہیں۔ یہاں اُنکی بھی اسی طرح کے حلقے ہیں جس طرح ان حضرات کے ہیں۔ اب اگر دھجیاں اُڑائی جا رہی ہیں قانون کی بھی۔ آئین کی بھی۔ اور لوگوں کے عزت اور ناموس کی بھی۔ تو اس کی دلیل آپ کے اس اسمبلی میں آپ کے سامنے ہیں۔ اپوزیشن کے حلقوں میں مداخلت آج تک کسی حوالے سے نہیں ہوئی ہے۔ کوئی بھی شخص وزیر اعلیٰ صاحب بھی یا after that perpose اپوزیشن کا کوئی بھی رکن یہ جو فنڈ کی بات کرتا ہے۔ وہ اپنے لیے نہیں کرتا۔ علاقے کیلئے کرتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی ذمہ داری پوری بلوچستان کی ہے۔ اور جو contingencies ہے۔ وہاں سے جو legal representative جو اُنکے آتے ہیں۔ اُنکی ذمہ داری ہے اُنکی حد تک۔ اب یہ انصاف کہاں ہے۔ کہاں دیکھا جائے؟ کہا تو جاتا ہے کہ جی ہم انصاف اور شفافیت کی طرف جا رہے ہیں۔ ظلم اور جبر کی طرف سفر رواں دواں ہیں۔ ہمارے حلقوں میں ہماری بے عزتی کی جاتی ہے۔ مداخلت کی بھر مار ہے۔ جناب اسپیکر! آپ بھی حلف لیا ہے۔ اور یہ حضرات بھی سارے حلف پر ہیں۔ جو بھی علاقے کا representative ہے۔ لوگ تمام چیزوں کیلئے، اپنی تمام ضروریات کیلئے صبح آ کر اُس کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ گلی کیلئے اُس کے پاس آتے ہیں۔ اپنے علاقے میں نالی کی ضرورت ہو تو اُس کے پاس آتے ہیں۔ روڈ کی ضرورت ہو اُس کے پاس آتے ہیں۔ گیس کی ضرورت ہو تو اُس کے پاس آتے ہیں۔ بجلی کی ضرورت ہو تو اُس کے پاس آتے ہیں۔ لوکل سٹوٹفیکٹ کی ضرورت ہو اُس کے پاس آتے ہیں۔ شناختی کارڈ کی ضرورت ہو تو اُس کے پاس آتے ہیں۔ اگر کوئی اُنکا بندہ کئی پرنا جائز گرفتار ہو تو اُس کے پاس آتے ہیں۔ اگر کوئی امداد کی طلب ہو تو اُس کے پاس آتے ہیں۔ اگر انکا کوئی مریض ہے تو اُس کے علاج کیلئے اُس کے پاس آتے ہیں۔ لیکن یہاں کیا ہوتا ہے؟ وزیر اعلیٰ صاحب یہ تو خود آپ کو جواب دیں گے۔ وہ بھی اپنے ضمیر کو جواب دیں گے۔ کہ وہاں انکے تو تمام حقوق انکی تو بات ختم کر دی جاتی ہے۔ لیکن اپنی مرضی سے اس کو بٹوارہ دو۔ دوسرے کی مداخلت کرتے ہیں۔ یہ دنیا کا انتہائی بدترین ظلم ہے۔ اور اس ظلم سے نہ تو "باپ" پارٹی اقتدار کو دوام دے سکتی ہے۔ اس طرح کا جو بھی ظلم ہوا ہے آخر میں وہ ختم ہوا ہے وہ فنا ہوا ہے۔ اس لیے میں گزارش یہ کرونگا کہ اپوزیشن کے ارکان۔ جناب اسپیکر! یہ ہم آپ سے بھی گزارش کریں گے کہ ہمارے یہ جو ہر ایک یا یہاں جتنے لوگ ہیں جو اپوزیشن سے ہیں یا ریٹری پنشن سے ہیں۔ تیس، پچیس، تیس لوگ contest شروع میں میں لوگوں نے contest کیا۔ پچیس لوگوں نے contest کیا۔ اور اُن میں سے ایک کامیاب ہوا۔ اُس کا نوٹیفیکیشن

representative of particular constituency۔ اب اُس کا یہ جو حقیقی نمائندگی ہے۔ اس کو کس طریقے سے کچلا جا رہا ہے یا پھر جو قانون کی پاسداری ہے۔ وہ کس طرح اُس کا امتیاز ختم ہو رہا ہے۔ اور قانون کا بلا تفریق نفاذ وہ ختم ہو رہا ہے۔ اور آئین کی بالادستی اُس کی پرواہ نہیں کی جا رہی ہے۔ میری گزارش ہوگی کہ اگر اس بیورو کریسی کو، ہماری بیورو کریسی competent ہے۔ اور ویسے بھی وہ اگر کوئی شخص پچیس، تیس سال اپنی ایک فیلڈ میں لگاتا ہے۔ اُس کیلئے وہ کورس کرتا ہے۔ اُس کیلئے وہ ٹریننگ کرتا ہے۔ تو اُس فیلڈ کا وہ ماہر ہوتا ہے۔ اب اگر اُس کو یہ کہا جائے کہ تم نے قانون کی پابندی کرنی ہے۔ کوئی بھی illegal آرڈر نہیں ماننا ہے۔ تو عام لوگوں کی تسلی اور تشفی ہوگی کہ ظلم اور جبر نہیں ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ ظلم کبھی نہ کبھی تو ختم ہوگا۔ اور میں یہی اب پھر گزارش کروں گا کہ بلوچستان میں یا پورے پاکستان میں آئین کی بالادستی اور قانون کی بلا تفریق امتیاز اس پاکستان کی سلیمت کیلئے بھی ضروری ہے۔ اس عوام کی نفرتوں کو دور کرنے کیلئے بھی ضروری ہے۔ لوگوں میں اعتماد کا جو فقدان ہے۔ اُس کی بحالی کیلئے بھی ضروری ہے۔ اس کو قائم اور دائم رہنا چاہیے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

جی احمد نواز بلوچ۔ جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اسپیکر صاحب یہ جو بچیاں گرفتار ہوئی ہیں اُس کے بارے میں رولنگ دے دیں کہ وہ رہا ہو جائیں۔

جناب اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں، اُس پر ابھی وزیر داخلہ آگئے ہیں وہ بتائیں گے۔ میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور)۔ جناب اسپیکر! یہ جب میرے نوٹس میں آیا تو میں نے اس کا رپورٹ بھی طلب کی اور احکامات بھی دیئے ہیں کہ ان کو رہا کیا جائے۔ جناب اسپیکر۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب! ویسے گورنمنٹ سائیڈ سے کسی کا نام نہیں آیا ہے بولنے کے لئے ان ایجنڈوں پر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔ آج اپوزیشن کی ریکوزیشن پر موجودہ اجلاس جاری ہے۔ اور جو اُس سلسلے میں مختلف قسم کے یہاں ہم نے جو موضوعات ہمیں درپیش ہیں، صوبے کو۔ سب سے پہلے جناب اسپیکر! امن و امان کا جو مسئلہ درپیش ہے اور اس کے علاوہ چین میں جو صورتحال گزشتہ چند ماہ سے وہاں موجود ہے جو ابھی تک ہے۔ اس کے علاوہ جناب اسپیکر! ہمارے یہاں مقامی قبائل بالخصوص میں کوئٹہ کے مقامی قبائل پر بولوں گا۔ اور اس کے علاوہ گوادار کا مسئلہ ہے وہ G.I صاحب شاید ابھی آگئے ہیں وہ پھر بعد میں بتائیں گے اور وہ اُس پر بعد میں بولیں گے۔ جناب اسپیکر! صورت حال اس طرح بنائی گئی ہے کہ مجموعی

امن وامان کی صورت حال، میرے پاس گزشتہ چند ماہ کی جو یہاں پر امن وامان اور اسکے علاوہ جو یہاں پر واقعات ہوئے ہیں۔ بہت سارے واقعات ہوئے ہیں۔ لوگوں کو اغوا کیئے جاتے ہیں، لوگوں سے پیسے لئے جاتے ہیں۔ میں آج ڈی آئی جی کوئٹہ کے پاس گیا تھا۔ تو وہاں پر 14 اگست 2019ء کو ایک جوان سالہ سید غوث اللہ کو اغوا کیا گیا تھا، بعد میں اُن کی لاش ملی تھی اُن کے والد سے پچاس لاکھ روپے بھی لئے گئے ہیں۔ اور 2019ء 14 اگست آج 31 دسمبر 2020ء ڈیڑھ سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔ آج تک سید غوث اللہ شہید کے قاتل گرفتار نہیں ہو سکے۔ آج بھی اُس کے والد اور اُس کے بھائی نے میرے سامنے ڈی آئی جی صاحب کو کہا کہ اب بھی ہمیں دھمکیاں مل رہی ہیں کہ ہمارے پیچھے لوگ ہیں۔ مطلب اتنی جرات ہے لوگوں میں، اتنی جرات کہاں سے آتی ہے ان مجرموں کے اندر۔ یہ ڈاکو، یہ لٹیرے، یہ دہشتگرد، یہ سماج دشمن عناصر جو دن دیہاڑے لوگوں کو اٹھاتے ہیں اور آج بھی ہم نے کئی بار یہاں پر تصویر دکھائی ہیں۔ لوگوں کو اغوا کیا گیا آج بھی خضدار میں نعت اللہ خروٹی وہ اب تک بازیاب نہیں ہو سکا۔ نجیب اللہ ساگزی کو شہید کیا گیا۔ اُس کے والد امان اللہ ساگزی ڈی ایس پی کو شہید کیا گیا۔ منشیات فروشوں نے سمجھ میں نکل کو شہید کیا گیا۔ حیات بلوچ کے شہادت کا واقعہ ہوا۔ ہرنائی میں واقعات ہوئے۔ لال کٹائی میں چھ شہداء ہوئے۔ ہرنائی میں واقعات ہوئے۔ کونڈ، چمن شاہراہ پر واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ آسمان سے کوئی مخلوق آکر یہ واقعات نہیں کر رہے ہیں۔ (مدخلت)۔ ہاں مجھے پتہ ہے آپ حلال کرینگے اپنی نوکری کو انشاء اللہ۔ جناب اسپیکر! یہ لوگ ہوتے کون ہیں۔ آج جناب اسپیکر مسلح لوگ جن کے پاس تیس، تیس لوگ مسلح ہوتے ہیں۔ جن کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں جو لوگوں کو دن دیہاڑے اغوا کرتے ہیں۔ اُن کا پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ اسلئے جناب اسپیکر! آپ نے دیکھا گزشتہ بیس دنوں میں ایک ماہ میں پی ڈی ایم کے رہنماؤں کے خلاف مولانا فضل الرحمن صاحب کے خلاف سردار اختر مینگل کے خلاف محمود خان اچکزئی کے خلاف اُن جرائم پیشہ افراد کو اُن سے جو ہرا اُگلویا جا رہا ہے اُن کے منہ سے اور جو ہائی جیکنگ میں ملوث ہیں وہ لوگ محمود خان اچکزئی کے خلاف انٹرویو دے رہے ہیں۔ جو اغواء برائے تاوان میں ملوث ہیں وہ لوگ جو دہشتگرد ہیں وہ دن دیہاڑے آکر پریس کانفرنس یہاں پریس کلب کرتے ہیں۔ ابھی ان کے سمجھ یہ آرہی ہیں کہ چونکہ ہم ان اپوزیشن کے خلاف ان کو استعمال کریں گے۔ حکومت یہ نہیں سوچھے یہ کل آپ کے خلاف بھی استعمال ہونگے۔ دہشتگرد، سماج دشمن عناصر۔ بھتہ لینے والا، زمین پر قبضہ کرنے والا جو آپ کے جھنڈے لگا کر سب کچھ کرتا ہے وہ کل آپ کے گھروں تک پہنچ جائیگا۔ آپ یہ نہیں سوچیں کہ چونکہ آج جو ہے ناں محمود خان اچکزئی کے خلاف بول رہے ہیں۔ یا سردار اختر مینگل کے خلاف بول رہے

ہیں یا مولانا فضل الرحمن کے خلاف بول رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ امن و امان کی مجموعی صورتحال ہے۔ کوئی آپ کا شاہراہ محفوظ نہیں ہے۔ کوئٹہ، خضدار شاہراہ محفوظ نہیں ہے۔ کوئٹہ سب جیکب آباد محفوظ نہیں ہے۔ کوئٹہ، چمن شاہراہ محفوظ نہیں ہے اور نا کوئٹہ، لورالائی ٹروپ شاہراہ محفوظ ہے۔ شہر میں جناب اسپیکر! منشیات آپ کے اس اسمبلی سے محض دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے، یہاں حبیب نالہ ہے۔ اس وقت اگر میں کم اس کا ratio بتا دو کم از کم ایک ہزار سے زائد لوگ اُس نالے میں ابھی منشیات پی رہے ہیں۔ اور مجھے کل ایک بندے نے کہا کہ کتنا روزانہ کتنا بھتہ اینٹی نارکوٹکس فورس، متعلقہ تھانے، دن کا کم از کم ایک لاکھ روپے حبیب نالے سے اُن کو مل رہے ہیں۔ لوگوں کے نام بھی لوگوں کو پتہ ہیں۔ مجھے حیرت ہے شہر کے باچا خان چوک کے اُن لوگوں کو پتہ ہے کہ حبیب نالے سے کون منشیات بیچ رہا ہے۔ اُن کو نام کا پتہ ہے لیکن ہمارے وزیر باتدبیر کو، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو ان ناموں کا پتہ نہیں ہے۔ پتہ ہوگا، بالکل ہے۔ لیکن انہوں نے اس پر آنکھیں بند کی ہیں۔ وہ اندھے ہیں۔ خاموش ہیں۔ وہ کچھ نہ دیکھ پارہے ہیں اور نہ کر رہے ہیں۔ مجھے حیرت ہے آج اٹھا کر دیکھ لیں میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں کتنے لوگ وہاں منشیات بیچ رہے ہیں۔ میں ایک ایک بندے کا نام بتاؤں گا ایک ایک جگہ کا نام بتاؤں گا کہ چمن میں کہاں کہاں منشیات فروشی ہو رہی ہے۔ سب میں کہاں کہاں ہورہی ہے۔ واشنگ میں کہاں ہورہی ہے، گوادریں کہاں ہورہی ہے۔ لورالائی میں کہاں ہورہی ہے۔ اور جناب اسپیکر! ابھی تو پشین میں پرچون دوکان میں منشیات فروشی ہو رہی ہے۔ آپ کو پتہ ہے آپ کو بھی پیسہ مل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ صورتحال ہے، آپ کی پوری نوجوان نسل منشیات کی جانب بڑھ رہی ہے۔ کسی کو جرات ہے۔ کسی نارکوٹکس فونف والوں کے، جا کر آپ کے سامنے دو فرلانگ کے فاصلے پر حبیب نالہ ہے۔ جا کر وہاں جائیں۔ پورے آپ کے نوجوان even خواتین وہاں، اب بھی وہاں ابھی موجود ہونگے۔ یہ صورتحال ہے۔ یہ آپ کی منشیات فروشی کا حورمزیٰ ایک تحصیل ہے حورمزیٰ تحصیل میں آل پارٹیز کانفرنس ہوا منشیات فروشوں کے خلاف۔ جلوس نکالے گئے لیکن حکومت ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہے۔ حکومت نہ کچھ سن رہی ہیں اور نہ حکومت کچھ دیکھ رہی ہے۔ سب ان کے سامنے ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! یہ صورتحال ہے۔ اس صورتحال میں ہم آج یہاں کھڑے ہیں۔ جناب اسپیکر! چمن میں 30 جولائی سے لیکر کے آج تک نو افراد کو ایف سی نے گولیوں سے چھلکی کر دیئے۔ نو افراد شہید ہو گئے۔ 30 جولائی کو واقعہ ہو جاتا ہے جناب اسپیکر سات لوگ شہید ہوتے ہیں جن میں خاتون بھی شامل ہیں۔ اُس دن 37 افراد زخمی ہوتے ہیں۔ اور پھر 29 نومبر کو دوبارہ ایف سی والے نپتے عوام پر فائرنگ کرتے ہیں اُس میں دو بچے شہید ہوتے ہیں اور گیارہ زخمی ہوتے ہیں۔ 30 نومبر کو دوبارہ ایف سی فائرنگ کرتی ہے 24 لوگ

زخمی ہوتے ہیں۔ اس طرح 72 لوگ 30 جولائی سے اب تک وہ زخمی ہو چکے ہیں۔ 72 لوگ اور حکومت کے وزراء گئے، وزیر داخلہ صاحب گئے جب تمیں جولائی کا واقعہ ہوتا ہے۔ وہاں commit کیا جاتا ہے کہ دو مارچ کی جو ڈیورنڈ لائن پر آمدورفت ہے وہ بحال ہوگا۔ وہاں facts and findings commission بننے گا۔ جو ملوث اہلکاران ہیں اُس کے خلاف ایف آر کٹ گئی۔ وہاں محنت کشوں پر وہاں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ کاروبار ہوگا تجارت ہوگی۔ لیکن آج 31 دسمبر ہے، کوئی وعدہ حکومت نے وفا نہیں کیا۔ اور آج آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! آج کیا کیا جا رہا ہے؟ وہاں ایف سی والے وہاں روٹیاں تقسیم کر رہی ہیں۔ لوگوں کو وہاں فقیر بنایا جا رہا ہے۔ آپ نے اُن سے کاروبار چھین لیا۔ جو بندہ دن کو ہزار یا پانچ سو روپے کماتا تھا، آپ نے اُن سے وہ کمائی چھین لی۔ آج آپ وہاں روٹیاں تقسیم کر رہے ہو، آج آپ وہاں دال اور سالن تقسیم کر رہے ہو۔ اس سے ہمارے لوگوں کو آپ ورغلا یا نہیں سکتے۔ آپ نہ اُن کو اپنے کاروبار کے حق سے محروم کر سکتے ہو۔ یہ ہمارے حق ہے۔ اور جب سینٹ کی اسٹنڈنگ کمیٹی آئی تھی اُس وقت اُنھوں نے border-trade کو جائز قرار دیا تھا، سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب آئے تھے، وسیم سجاد آئے تھے۔ اُنھوں نے کہا تھا کہ منشیات سمگلنگ کے زمرے میں آتی ہے۔ اسلحہ کا کاروبار سمگلنگ کے زمرے میں آتا ہے۔ باقی جتنا بھی کاروبار ہیں وہ border-trade ہے، چاہے چمن پر ہو یا طورخم پر ہو، چاہے گودار پر ہو یا پنجگور میں ہو یا تفتان پر ہو یہ border trade ہے اس لیے کہ ہمارے ان علاقوں کے لوگوں اسی تجارت پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے کہ نہ یہاں پرائیگریٹنگ ہے۔ 1996ء کے بعد جو قحط آیا جو خشک سالی آئی اُس سے ہماری زراعت اور livestock وہ تباہ ہو کر رہ گیا، اب ہمارے ان علاقوں کی معاشی زندگی کا انحصار محض border-trade پر ہے۔ جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ چمن کے واقعہ پر کوئی بھی ہمیں مطمئن نہیں کر سکا، وہاں کوئی so-called امن کے لیے کسی کو وہاں جمع کر دیں، اپنے چہیتوں کو، اس سے چمن کے عوام اپنے حق روزگار سے دستبرار نہیں ہوں گے۔ وہاں جو وعدہ کیا گیا تھا facts and findings کا وہ پورا کیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا ہمارے دوست جو PDM میں بھی ہیں ANP اُن کے سیکرٹیری اطلاعات ہیں، وہ 25 ستمبر کو انخواء ہوا۔ اور آج 31 دسمبر ہے، تین ماہ سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے، یہ بیچارے خاموش ہیں کچھ کر نہیں رہے، اسدا چکنز پیار بھی ہے اُس کا transplant بھی ہوا ہے، لیکن یہ بھی خاموش ہے حومت بھی خاموش ہے۔ بندہ کہاں ہے بندہ کہاں پڑا ہوا ہے ان میں اتنی جرات نہیں ہے کہ اُن کو بازیاں کریں۔ میں ابھی قبائل کے اُس پر آتا ہوں۔

(خاموشی۔ آذان مغرب)

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی زیرے صاحب مختصر کر دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے۔ بالکل۔ جناب اسپیکر! کوئٹہ کے مقامی قبائل، وہ اپنے آباؤ اجداد کی اُن زمینوں سے سرکار کے کچھ مخصوص لوگوں کے ایماء پر اُن کی زمینوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! انگریزوں کی موجودگی میں پہلی مرتبہ 1908ء میں پھر 1941ء، 1945ء میں یہاں settlement ہوئی۔ پھر اُس کے بعد 87-1986ء میں کچھ حکومتی عناصر نے حکومتی تعاون سے یہاں settlement کرنے کی کوشش کی اور اس یہ کیا گیا کہ یہاں اُن قبائل کی زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ پھر اس اسمبلی نے کمیٹی بنائی، اُس نے اُن تمام غیر قانونی settlement کو جو یہاں کے مقامی قبائل کے علاوہ جو لوگوں کو دی گئی تھی اُن کو cancel کیا گیا۔ جناب اسپیکر! اس حوالے سے ایک جانب یہ مقامی قبائل ہیں جن میں کارٹ، درانی، کرانی سادات، شاہوانی، یہ پچارے اب دن رات یہ لوگ یہ جرگہ کرو، وہ جرگہ کرو۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ہزاروں ایکڑ زمین ایئر فورس نے یہاں انگریز اور نو حصار میں air force نے اُن کی زمین کو قبضہ کیا۔ پھر سینٹ سے ایک کمیٹی آئی، ابھی دو سال پہلے سینٹ سے کمیٹی آئی تھی، اُنھوں نے دیکھا اُس پہاڑ پر جا کر دیکھا کہ وہاں نو حصار گئے، انگریز گئے وہاں پر اُنھوں نے جا کر دیکھا کہ اور اُنھوں نے اپنی رپورٹ پیش کی جن زمینوں پر قبضہ کیا گیا ہے نہ اس کا آپ معاوضہ دے رہے ہیں نہ وہاں کے بازاری اور کاسی قبائل کو معاوضہ دے رہے ہو۔ حالانکہ انگریز کے دور میں جو بھی زمین انگریز لینا چاہتے تھے اُس پر باقاعدہ انگریز حکومت اُن قبائل کو پیسے دیتے تھے۔ معاوضہ دیا جاتا تھا۔ ابھی جناب اسپیکر سر غزگئی میں کیا صورتحال ہے وہاں بھی جو زمین بغیر کسی قانون کے وہ QDA نے کہا کہ وہ ہماری زمین ہے۔ وہ آپ کی کیسے ہو سکتی ہے اُس پر High Court نے حالیہ فیصلے میں کہا ہے کہ یہ عوام کی ملکیت ہوتی ہے اُس قبائل کی ملکیت ہوتی ہے۔ اگر حکومت کو کوئی زمین چاہیے تو وہ باقاعدہ request کریں اور جو قانون ہے، 1967 revenue act کا اُس کے تحت وہ زمین حاصل کر سکتے ہیں۔ ان زمینوں کی 1967 revenue act کے تحت باقاعدہ settlement ہونی چاہیے نہ کہ کسی کو allot کی جائے۔ یہ میری request ہے۔ جناب اسپیکر! آخری بات پر میں آ رہا ہوں کہ چرچے کیسے جا رہے ہیں کہ گوادر ہوگا اُس کی ترقی ہوگی، لوگوں کو ترقی ملے گی، روزگار ملے گا۔ ابھی ہم پر واضح ہو گیا کہ یہ عوام کے لیے نہیں ہے، یہ گوادر کے عوام کے لیے نہیں ہے، یہ صوبے کے عوام کے لیے نہیں ہیں، یہ کسی مخصوص اداروں کے لیے ہے۔ پورا جس طرح فلسطین میں یہودیوں نے بڑی بڑی دیواریں لگائی ہیں، وہاں باڈ لگائی گئی ہیں۔ اُسی طرح اب یہاں کے مقامی بلوچ عوام کو اُن کو خردار تاروں کے ارد گرد محاصرہ ہوگا، اور کوئی بندہ نہ میں

جاسکوں گا نہ آپ جاسکیں گے۔ نہ حملہ کلمتی جاسکے گا اور جب جائے گا تو ایک ہی پوائنٹ سے enter ہوگا اور پتہ نہیں کس قسم کی scanning machines ہوں گی۔ کیا ہوگا۔ یہ تو ایک بہت بڑی داستان ہے۔ تو آج مجھے خوشی ہے کہ آج معزز عدالت عالیہ نے I.G. صاحب بیٹھے ہیں عدالیہ عالیہ نے فیصلہ دیا ہے کہ یہ Assembly is the best forum. اس میں جا کر کے اس پر بحث کی جائے۔ اگر حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ وہ عوام کی خیر خواہ ہیں تو دوسری جانب وہ عوام کا محاصرہ کر رہی ہے، اُن سے زندگی کا حق چھینا جا رہا ہے، ماہی گیری پریشان ہیں۔ عوام کی معیشت تباہ ہو جائے گی، اسلئے کہ گوادری عوام کا زیادہ تر انحصار ماہی گیری پر ہے۔ جو وہاں کے لوکل ہیں اگر وہ متاثر ہوئے تو یہ کیا جائے گا؟ کیا باہر سے لوگ آکر وہاں پر زندگی گزاریں گے۔ پہلے تو آپ وہاں کے مقامی لوگوں کو protect کریں۔ گودار ماسٹر پلان میں کیا یہ تھا کہ آپ باڈی لگا دیں اپنے آپ کو محفوظ کر دو۔ اور عوام کو محصور کر دیں۔ جس طرح آج کوئٹہ کی عوام، چمن کی عوام بھیڑیوں کے حوالے ہیں اسی طرح گوادری کی عوام کو بھی اُن کے حوالے کر رہے ہیں۔ تو میں اسکی مخالفت کرتا ہوں یہ باڈی لگانے کا اس کی بھرپور مخالفت ہونی چاہیے اور حکومت کے نمائندگان بھی اگر وہ حقیقی طور پر، ہم تو انہیں selected کہتے ہیں، اگر وہ اپنے آپ کو elected نمائندے کہتے ہیں تو آج وہ پشتو میں کہتے ہیں کہ ”ڈاگز ڈامیدان“۔ آج اُن کو پتہ چلے گا کہ وہ عوام کے ساتھ ہیں یا پھر establishment کے ساتھ ہیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ جی میرزا بدلی ریکی۔

میرزا بدلی ریکی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. thank you جناب اسپیکر! آج گوادری کے حوالے سے، چمن کے حوالے سے، بلوچستان کے امن و امان کے حوالے سے اور بلوچستان کے قبائل کی زمینوں کے حوالے سے جو باتیں چل رہی ہیں۔ بلوچستان ہم سب کا ہے، یہاں جو حالات ہوتے جا رہے ہیں، وہ دن بہ دن واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ بلوچستان خاص طور پر ہمارے وزیراعظم عمران خان، اُس نے کئی وعدے کیے تھے، نوکریوں کے، گھروں کے، وہ کہاں ہیں؟ کچھ بھی نہیں ہیں۔ عمران خان اس قوم کا معاشی قاتل ہے۔ عمران خان کشمیر کا قاتل ہے، عمران نے کشمیر کو بیچ دیا ہے۔ جناب اسپیکر! کیا حالت ہو گئے ہیں پاکستان میں ایسا وزیراعظم جو آیا ہوا ہے، وہ نالائق ہے۔ دن میں کیا ہے، رات کو کیا ہے۔ اللہ جانے کس سوچ میں، کس فکر میں ہے وہ؟ بلوچستان اس بارڈر میں گوادری سے لیکر تربت، تربت سے لیکر چنگور، چنگور سے لیکر جو میراڈسٹرکٹ مائیکیل ہے، تفتان ہے، یہ بارڈرز جو سارے بندے لگے ہیں، کاروبار ہے حوالے سے۔ ہمارے Chief Secretary

نے ایک order issue کیا ہے، کچھ دن پہلے، کہ بارڈرز کو seal کیا جائے۔ کہ نہ وہاں سے نہ پیٹرول آئے نہ ڈیزل آئے۔ آخر یہ عوام کہاں جائیں جناب اسپیکر صاحب آپ نے وعدہ کیا تھا، چلیں آپ پیٹرول اور ڈیزل بند کر دیں لیکن ان مظلوم عوام کو آپ نوکریاں دے دیں، یہ ان کا حق بنتا ہے۔ بندے ذلیل ہیں بارڈروں پر دس دس گھنٹے بند رہ پندرہ گھنٹے وہ رو رہے ہیں۔ آپ کا یہ کاروبار پر سب کا گزارا چل رہا ہے۔ ابھی شیخ رشید نے کہا ”کہ میں یہ بند کر دوں گا“۔ CM صاحب تشریف فرما ہیں ہم ان سے پُر زور اپیل کرتے ہیں، براہ مہربانی آپ بھی بلوچستان کے ہیں، ایک نواب ہیں، chief secretary نے جو ایک order کیا ہے جام صاحب kindly اس کو cancel کیا جائے۔ آپ بلوچستان کے CM ہیں، یہ مظلوموں کی آواز ہے۔ مجھے گواد، پنجگور، تربت، تفتان بارڈر سے مجھے فون کر کے یہی کہا جا رہا ہے ہماری آواز اسمبلی فورم پر اٹھائیں اور جام صاحب تک پہنچائیں۔ ہم کہاں جائیں، ہمارا کوئی روزگار ہی نہیں ہے۔ بلوچستان میں ایسی کوئی ملازمتیں بھی نہیں ہیں کہ بلوچستان ان کو فراہم کر سکے۔ جناب اسپیکر صاحب! بات رہ گئی باقی مداخلت کی، علاقے کی، بلوچستان میں اس وقت جو پسماندہ ترین ڈسٹرکٹ ہے وہ واشک ہے، میں نے جام صاحب کو بارہا کہا ہے کہ خدارا آپ ایک visit کریں واشک کا، بسیمہ، مائیکل کا آپ visit کریں۔ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ پہلے جو ممبر رہے ہیں انھوں نے کیا کیا ہے۔ آپ کو یہ حق ہے کہ آپ تمام ڈسٹرکٹوں کو ایک جیسی نظر سے دیکھیں۔ جیسے آپ جام صاحب لسبلہ کو دیکھتے ہیں اسی طرح آپ ڈسٹرکٹ واشک کو بھی ایسے ہی دیکھیں۔ آخر ہم مجبور ہیں جناب اسپیکر! ہم اسی فورم پر آ کر آپ کے سامنے ان غریب، لاچار، مسکین عوام کی آواز پہنچاتے ہیں۔ ان کا حق بنتا ہے۔ بات بہت سی ہیں، جتنی بھی کریں کم ہیں۔ دردِ دل سے کہہ رہا ہوں گواد ہماری پوری دنیا میں ایک ایسا ملک ہے، جس پر تمام دنیا کی آنکھیں اُس پر لگی ہیں۔ خاص طور پر ہمارے دشمن اس time انڈیا، ہے، RAW کے طریقہ سے گواد میں کیا کیا وہ کر رہے ہیں۔ گواد میں کیا کیا دہشتگردی اُس نے نہیں پھیلانی ہوئی ہے۔ مگر گواد بلوچستان کی ایک ایسی جگہ ہے اُسکو ایسے مشاورت سے اپوزیشن کے، جام صاحب! اپوزیشن کو مل کے آپ اکٹھے کر کے اس کو چلائیں۔ یہ حالت نہیں ہے کہ جو آپ لوگ کر رہے ہیں خدارا! بلوچستان کے اُوپر رحم کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اُوپر رحم کرے گا۔ بلوچستان کی عوام اور بلوچستان کی مظلوم عوام یہ کیا کریں؟ باقی رہ گئے چمن۔ جناب اسپیکر صاحب! چمن کے حالت آپ دیکھ رہے ہیں بند ہے کیوں بند ہے؟ وجہ کے کیا ہے؟ کیا کریں؟ اور کوئی کاروبار نہیں یہی ہمارے بلوچ ہیں پنجابی ہیں پشتون ہیں چمن میں ہے چمن سے لیکر اُدھر آتے ہیں جاتے ہیں کاروبار ہے اسی طرح آپ کا تفتان border ہے وہ بھی کئی عرصوں سے بند ہے جناب

اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب ہمارے ضیاء صاحب بیٹھے ہیں۔ ضیاء صاحب! آپ بھی اب Home Minister ہیں آپ کا بھی حق بنتا ہے آپ یہ چن ہو چاہیے تفتان ہو ان دونوں borders پر آپ اگر چن گئے ہیں آپ تفتان بھی جائیں آپ دیکھیں یہ بارڈر کیوں بند ہیں؟ آخری عوام کیا کریں؟ کیا کام کریں؟ یہی روزگار ہے کوئی جا رہا ہے کوئی آ رہا ہے کاروبار اسی پر ہے۔ آج کل بلوچستان جو ہے آپکا پنجاب سندھ ہے، یہی ساری ایسی باڈروں پر سب کی آنکھیں لگے ہوئے ہیں اسی کاروبار کے حوالے سے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آخر میں وزیر اعلیٰ بلوچستان سے اور ہمارے کورکمانڈر میجر جنرل سرفراز علی صاحب سے جو پہلے IG FC (South) تھا، ابھی کورکمانڈر بلوچستان ہو گئے ہیں۔ خدارا! ہم آپ سے request کرتے ہیں اس عمران خان کا اس شیخ رشید کا جو یہ کر رہے وہاں اسلام آباد میں بیٹھے ہیں انکو پتہ ہی نہیں ہے کہ بلوچستان کیا ہے گوادریا ہے۔ کورکمانڈر سے میں اپیل کرتا ہوں میجر جنرل سرفراز علی صاحب سے کہ وہ پہلے IG FC تھا اُس نے تربت کو بھی دیکھا اُس نے گوادریا کو بھی دیکھا اُس نے چنگور کو بھی دیکھا اُس نے ماشکیل کا بھی visit کیا اُس نے تفتان کا بھی visit کیا ہے۔ خدارا! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں اس border کو بند نہیں کیا جائے یہ غریب لوگ لاچار لوگ یہی پیٹروں یہی ڈیزل پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور جناب جام صاحب آپ سے بھی request ہے Finance Minister ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان مسائل کو حل کیا جائے۔

Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکر یہ زابد علی ریکی صاحب۔ جی مین صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلیجی۔ جناب اسپیکر! انہوں نے بات چیت کی میں یہ بتانا چاہوں گا اپنے معزز رکن کو کہ ان کو جو غصہ آ رہا ہے کہ عمران خان آئے ہیں 47 سال کے بعد چنگور آئیں اور انہوں نے ایک 600 ارب روپے کا اعلان کیا جس پر انکو غصہ آ رہا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ ان کو غصہ آ رہا ہے۔ ان کی سوچ ادھر تک ہے کہ میرا XEN ٹرانسفر کیا جائے میرا XEN دیا جائے۔۔۔ (مداخلت)۔ انکی پوسٹنگ ٹرانسفر کے اوپر انکے جھگڑے ہوتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ آج اس کا کیا نام ہے۔ آج ان کو غصہ آ رہا ہے کہ 600 ارب روپے کا پیچ اعلان کیا گیا ہے جو آج تک پہلے نہیں ہوا کیا گیا۔ ابھی آج یہ ادھر بیٹھ کر اپنا غصہ نکالے جا رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ یہ غصہ نکال رہے ہیں۔ اسپیکر صاحب! میں انکے پیچ میں نہیں بولا ابھی انکو چپ کیا جائے۔ بات یہ کہ ان کو reject کر دیا عوام نے اب یہ غصہ آ کے اسمبلیوں میں نکال رہے ہیں۔ یہ حیران ہیں کہ ابھی کیا کریں یہ لوگ انکو سمجھ نہیں آئی ہے۔ زرداری صاحب نے انکو دھوکہ دے دیا ہے ابھی انکو سمجھ نہیں آرہی

ہے کہ ہم کدھر جائیں۔۔۔ (مداخلت)۔ آپ سے میں نہیں بات کر رہا ہوں آپ بات نہیں کریں۔ آپ، کیا نام ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ کیوں اعلان نہیں کیا؟۔ خان صاحب نے اعلان نہیں کیا کہ پنجگور میں 600 ارب۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ آپ کو تو اُس کا ہاتھ چومنا چاہئے کہ 600 ارب روپے کا اعلان کیا ہے۔ اور آپ باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ Order in the House۔ تشریف رکھیں مبین خان۔ Order in the House۔ تشریف رکھیں آپ لوگ۔ Order In the House۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ زابد علی ربکی صاحب تشریف رکھیں۔ اُنکو بھی میں بیٹھا ہوں آپ بھی تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب محمد مبین خان خلیجی۔ آپ کے کہنے سے تو نہیں ہوگا۔ آج بلوچستان، اسپیکر صاحب! آج شیرانی صاحب کی جو باتیں ہیں وہ عوام کے دل کو چھو رہی ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ آج جو شیرانی صاحب کر رہے ہیں آج ہر ضلع میں اور بلوچستان کی عوام کے دلوں کو چھو رہی ہے آج وہ حق کی باتیں کر رہے ہیں شیرانی صاحب۔ آپ یقین کریں کہ لوگوں کے دلوں کو چھو رہی ہیں کہ شیرانی صاحب کیا باتیں کر رہے ہیں ابھی نظریاتی بنی تھی اب اسلام بنا ہے اب یہ نہ ہو کہ ایک اور جماعت ان میں سے بنے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ آج عوام کو پتہ لگ گیا ہے۔ آپ ایک XEN ٹرانسفر کرانے کیلئے آتے ہیں آپ سب کچھ کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب!

میر حمل کلمتی۔ یہ وکالت کر رہے ہیں اُنکی۔ اُنکو یہ پتہ نہیں کہ میں صحراؤں میں گھوم رہا ہوں یا کہاں گھوم رہا ہوں، اُنکو دیکھنے کے بعد بھی پتہ نہیں کہ کتنے باغات ہیں۔ پھر بھی اُنہوں نے کہا کہ صحراؤں میں ریگستان میں گھوم رہا ہوں۔ اُس Prime Minister کی وکالت نہ کریں میرے خیال سے بہتر ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ Order in the House۔ تشریف رکھیں مبین خان خلیجی صاحب۔ Order in the House.

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی۔ Teachers ہماری باہر بیٹھی ہوئی ہیں صبح دس بجے سے لے کر اب تک تو میرا خیال ہے سال کا آخری دن ہے، مبین صاحب کی قیادت میں اگر آپ گورنمنٹ کے لوگوں کو لے لیں، نوکریاں بھی پکی ہو جائیں گی آخری دن ہے، دعائیں بھی لے لیں گے اور ہماری مائیں بہنیں جو سڑکوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اُن کو بھی kindly آپ یہاں سے آپ ایک team بھی بھجوادیں وہ سارے باہر بیٹھے ہوئے ہیں اسمبلی کے۔۔۔ (مداخلت)۔

جانبی احمد نواز بلوچ۔ آپ کچھ کریں تاکہ اس شدید سردی میں ہمارے مائیں بہنیں اپنے گھروں کو چلی جائیں۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی اپوزیشن اور گورنمنٹ سے میرے خیال سے دونوں جانب سے Members چلے جائیں۔ یہاں سے دو بندے چلے جائیں اور دو بندے وہاں سے۔ ایک احمد نواز بلوچ صاحب، میڈم! ایک آپ چلی جائیں، میڈم ماہ جبین شیران صاحبہ چلی جائیں اور بلیدی صاحب! آپ انکے ساتھ چلے جائیں۔ آپ چلے جائیں اور ماہ جبین شیران۔ مان جائیں گی۔ ایوان میں اگر بیٹھنا ہے تو پھر مانیں گے۔ آپ چلے جائیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ)۔ اگر آپ کی جماعت کا اگر کوئی چلا جاتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ سب Cabinet کے Members ہیں۔ وہ Cabinet کا Member

نہیں ہے، آپ Cabinet کے Member ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ جی یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری۔ شکر یہ جناب اسپیکر! گوادر کا مسئلہ ہے میں مختصر ابات کرونگا کہ گوادر میں اگر

اسلام کو study کیا جائے، ہمارے بہت سارے دوست اس سے واقف ہیں کہ اسلام میں بھی یہ ہے کہ کسی جانور کو بھی تاحیات آپ پنجرے میں نہیں رکھ سکتے۔ تو یہ گوادر کے لوگ جانور سے بھی بدتر ہو گئے، جو ان کو باڈلگا کے اُن کو بند کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارا مذہب بھی نہیں کہتا یہ اسلام نہیں کہتا۔ گوادر کے لوگوں کو جس طرح باڈلگا کہ اُن کو بند کر کے کل، حمل کھمتی اگر گوادر میں گھسے گا تو مجھے یقین ہے کہ اُس کو روک کے اُس کو کہا جائے گا آپ کہاں سے آرہے ہیں اور کہاں جا رہے ہو؟ اب بھی اُس کو روکا جا رہا ہے اور اُس کے بعد اُس کو اس تذلیل کے ساتھ گاڑی سے اُتار کے Scanning Machine سے گزار کے اُس کو گوادر شہر میں روانہ کیا جائے گا۔ یہ تو اُس کے MPA کا یہ حال ہو گیا جو اُس کو لاکھوں ہزاروں لوگوں نے اُس کو ووٹ دے کر منتخب کیا ہے۔ آپ یہ سمجھیں کہ باقی لوگوں کا کیا ہوگا؟۔ صبح سے شام تک پچاس ہزار لوگ تریبٹ شہر آتے ہیں کاروبار کے لیے سودا سلف کے لیے دوسرے اپنی ضروریات کے لئے، دفتریں ادھر بہیں پر ہیں اور وہاں آتے ہیں اور لوگ جاتے ہیں۔ آپ خود بتادیں مجھے کہ ایک single gate سے پچاس ہزار لوگوں کو آپ اگر ایک Minute میں ایک بندہ گزاریں گے یا ایک منٹ میں دس بندے گزاریں گے آپ خود کو Calculation کر لیں کہ دن میں کتنے بندے گوادر میں آسکیں گے۔ اور کتنے بندے گوادر سے واپس جاسکیں گے۔ خدارا! یہ ظلم نہیں کریں۔ اسکانی صاحب! آپ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ابھی کہتے ہیں کہ 600 ارب روپے گوادر کے لئے، بلوچستان کیلئے دیا گیا

ہے۔ اور 600 ارب کا جو ہے پہلا signal آپ لوگوں کو مل رہا ہے جو گوادری کے باڑ کی شکل میں ہے۔ دوسرا جو عمران خان کے آنے کا بڑا چرچا کر رہے تھے نیازی خان کے آنے کا کہ جی نیازی خان 600 ارب دے دیئے۔ 600 ارب کچھ بھی نہیں دیا۔ دوسرا انہوں نے تحفہ آپ کو دے دیا بیروزگاری کا جو لاکھوں لوگ ڈیزل اور یہ چھوٹے کاروبار سے منسلک تھے، Border کو بند کر کے اور لوگوں کو بیروزگار کر کے گھروں پر بیٹھا دیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم جی ایک کروڑ لوگوں کو نوکریاں دیں گے پچاس ہزار گھر بنائے گے۔ ابھی تو بلوچستان کا معاشی قتل کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ویسے لوگوں کو آپ مار رہے ہو، کوئی سردی سے مر رہا ہے، کوئی بھوک سے مر رہا ہے، کوئی گیس نہیں ہے سردی سے ٹھہر کر مر رہے ہیں خدا را! رحم کریں بلوچستان پر اور گوادری پر رحم کر دیں اور دوسرے بلوچستان پر ہمارے نمائندے جو گوادری میں بیٹھے ہوئے ہیں، میری اُن سے گزارش ہے کہ وہ کم از کم احتجاج تو کر لیں۔ گوادری کے لوگوں نے، تربت کے لوگوں نے، پنجگور کے لوگوں نے آپ کو ووٹ دے کے یہاں لے کر آئیں ہیں اور آپ اگر اُن کا معاشی قتل کر رہے ہو اور اُن کو جس طرح border کو seal کر کے اور آج ہم نے جو معلومات کی، لاکھوں لوگ بیروزگار ہو کے اپنے گھروں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کل وہ دوسرے چیزوں میں جائیں گے۔ اور پہاڑوں پر جائیں گے یا کسی اور اُس میں جائیں گے۔ خدا را! یہ ظلم نہیں کریں بلوچستان کے ساتھ۔ بلوچستان میں آگ جل رہی ہے۔ آپ آگ پر petrol چھڑک رہے ہو۔ شیخ رشید کو کیا پتا ہے کہ جی بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر وہ تیل کو بند کر رہا ہے آپ مجھے بتادیں کہ واشک میں کوئی پٹرول پمپ ہے؟ آپ سوراہ میں دیکھیں پٹرول پمپ ہے؟ آپ پنجگور میں دیکھو کوئی پٹرول پمپ ہے؟ آپ بلوچستان کے دوسرے علاقوں میں جا کے دیکھیں یہ کہاں سے اپنے source سے وہ کر لیں گے؟۔ خدا را! اس طرح کے ظلم نہ کریں آسکائی صاحب آپ بیٹھے ہو ظہور صاحب چلے گئے خدا را! اس طرح کی چیزوں کو دیکھا جائے۔ اور لوگوں کو بیروزگار نہیں کریں۔ کیونکہ یہی لاکھوں لوگ مشکل سے آپ بھی روزگار نہیں دے رہے ہو۔ دس مرتبہ آپ Posts announce کر رہے ہو اُس کے بعد اُن کو ہضم کر رہے ہو پتہ نہیں کدھر جاتے ہیں پھر اگر چند Posts نکلتے ہیں اُن پر بھی selected لوگ آپ اپنے رکھ کے دوسروں کو بیروزگار کر رہے ہو۔ تو یہ بلوچستان کے ساتھ یہ ظلم نہ کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قبائلیوں کی زمینیں ہیں جو کوئٹہ کے ساتھ ساتھ میں خضدار پر اگر جاؤ تو خضدار میں بھی یہی حال ہے جب بھی کوئی ڈپٹی کمشنر آ جاتا ہے وہ اُٹھ کے قبائل کی زمین کو اپنے دوسرے استعمال میں لے لیتے ہیں۔ اور قبائل کو اس طرح اُنکو بے دخل کیا جاتا ہے جیسے دودھ سے مکھی کو نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ اگر کوئی بندہ اپنی زمین پر کھڑا ہو جائے اپنے قبائل اپنی زمین

پر کھڑے ہو جائیں گے اُن کے خلاف FIR کر کے اُن کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتے ہیں۔ خُدارا! آپ دیکھ لیں۔ آپ 1981ء کا مردم شماری دیکھ لیں 1986ء کا دیکھ لیں اُس سے پہلے کا آپ دیکھ لیں یہ زمینیں کس کے نام پر تھی۔ لوگوں کی زمینیں ہڑپ کر کے گورنمنٹ اپنے لئے، یہ گورنمنٹ کی زمینیں کہاں سے آگئی ہیں۔ یہ میرا گھر ہے میرے گھر کے ساتھ جو ہے گورنمنٹ آ کر کے اپنا بُرج لگا لیتا ہے کہ جی یہ تو گورنمنٹ کی زمین ہے۔ خدا سے خوف کر لیں کہ ایک زمین قبائل کی ہے دوسرا زمین جو ہے ناں وہ آ کر کے گورنمنٹ کا کہاں سے آ گیا وہاں مہربانی کر کے ان چیزوں کو دیکھ لیں۔ کوئی سیر لیس لینے والا نہیں ہے بلوچستان کو کوئی سیر لیس لینے والا نہیں ہے۔ بلوچستان کو برباد کر کے انہوں نے رکھ لیا ہے خدارا ایسی چیزوں پر جناب اسپیکر! آپ رولنگ دے دیں آپ ان کو کہہ دیں کہ گوادر کا حال یہ ہے تربت کا حال یہ ہے۔ تربت میں اُس نے قدم رکھا اپنا مبارک قدم جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمارا مبارک قدم نیازی صاحب نے رکھ لیا۔ اور تربت بہار ہو جائے گا اور تربت کو لاکھوں بندوں کا بیروزگاری کا تحفہ دے کر کے وہ چلا گیا۔ وہ تربت آیا بھی اسی لیے تھا اور اُس کے تربت آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ آ کے گوادر کے لیے باڑ کا پیسے دے دیں، گوادر کو بند کر دیں، گوادر کے لوگوں کو وہاں نیست و نابود کر دے اور گوادر کے لوگوں کو پنجرے میں بند کر کے اُن کی معیشت کو سب چیزوں کو برباد کر دے۔ اور وزیر فشریز ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں آپ خود بتا دیں کہ جب گوادر بند ہوگا تو وہ مچھلی والے کہاں جائیں گے، fisherman کہاں جائیں گے۔ خدارا ایسی چیزوں کو دیکھا جائے یہ نہیں کہ ایک وزارت کے لیے ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے ضمیر کو بھی پنجرے میں، اپنے علاقے کو بھی پنجرے میں، اپنے لوگوں کو بھی پنجرے میں۔ اپنے سر زمین پر ہم جو ہے نہ سودا کر رہے ہیں۔ کل ہم کس کس کو جواب دینگے جناب اسپیکر۔ ہم نے تو جواب دینا ہے اس قوم کو جواب دینا ہے۔ ہم نے بلوچستان کو جواب دینا ہے۔ ہم نے بلوچستان کے بے روزگاروں کو جواب دینا ہے۔ ہم نے بلوچستان کے مظلوم عوام کو بھی جواب دینا ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے آپ کے لیے بلوچستان اسمبلی میں بیٹھے کے۔ یہ لوگ خدارا اپنے آپ میں قوت پیدا کر دیں ایسے چیزوں پر 600 ارب، 600 ارب میں سے اگر 6 ارب روپے اگر تربت کو مل گیا میں استعفیٰ دے دوں گا۔ یہ سارا جھوٹ ہے یہ ڈھائی سال سے ہم یہ جھوٹ سن کے آرہے ہیں۔ ابھی جو ہمارے دوست کہہ رہے ہیں کہ ڈوب ٹوکو ٹیٹہ کا یہاں افتتاح ہو گیا ہے کہاں ہے ڈیڈھ سال ہو گئے جناب اسپیکر افتتاح کو جس میں آپ بھی گئے تھے۔ آپ کی تصویر وہاں نظر آرہی تھی جناب اسپیکر۔ اُس پروگرام میں آپ اور آپ کے سارے دوست گئے تھے۔ سارے ہمارے وزراء گئے تھے وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ جی جب اس کا افتتاح ہو گیا ڈوب ٹوکو ٹیٹہ روڈ کا کہ جی اس کو

double کر رہے ہیں ہم خوش ہو گئے۔ یہاں آ کر مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ ابھی کہاں ہے ڈوب ٹوکوٹہ روڈ بن گیا؟ کوئی بتا سکتا ہے؟ کوئی وزرا بتا سکتا ہے کہ کوٹہ ٹوڈوب روڈ پر کام شروع ہے۔ (مبین خلجی نے مداخلت کیا بغیر mic کے بولا) آپ مہربانی کر کے آپ نہیں بولیں۔ جب آپ کی باری آ جائے گی تو پھر آپ بولیں۔ جناب چیئرمین:- بیٹھ جائیں مبین صاحب۔

میریونس عزیز زہری۔ آپ بیٹھ جائیں آپ مراد سعید نہیں بنے جب آپ کی باری آئے گا تو آپ جواب دے پھر۔ آپ selected ہے آپ کی تحواء پکا ہے۔ آپ بیٹھ جائے۔ اس کو چاہی دے کر روانہ کیا گیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے۔ کچھ زیادہ charge کی ہے اس کو جتنا ملا ہے وہ اس کی حیثیت سے بھی زیادہ ہے۔ محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ انرجی)۔ آپ کو شیرانی صاحب نے آپ کی حیثیت بتادی ہے آپ لوگوں کو اپنی حیثیت نہ بتائیں۔ عدالت میں کیس ہے میں نے صرف یہ بتایا ہے۔ آپ آرام سے بیٹھے آپ کون ہوتے ہیں ایسی باتیں کرنے والے آپ کی کیا حیثیت ہے۔ (مداخلت۔ شور)۔ جناب چیئرمین۔ مبین صاحب آپ بیٹھ جائے آپ کا موقف آ گیا ہے۔ زیرے صاحب آپ بھی personal نہ جائیں۔ مجھے مخاطب کرے۔

میریونس عزیز زہری۔ وہ میرے بھائی ہے جتنا بات کر سکتا ہے کر لے۔ میں بات کرتا ہوں تو وہ کھڑے ہو کر بات کرتا ہے۔ ذابدا اٹھتا ہے وہ بات کر لیتا ہے، ثناء بات کرتا ہے تو وہ اٹھ کر بات کر لیتا ہے۔ جس کی باری ہے وہ اپنی باری میں بات کرے ہم اُس کوڑے یا کچھ کرے تو وہ بات کرے۔ جناب چیئرمین۔ میں نے بٹھا دیا آپ kindly conclude کر لیں

میریونس عزیز زہری: باقی رہی بات امن وامان کی امن وامان آپ کے سامنے ہے۔ خضدار میں ایک بندہ اغواء ہو جاتا ہے۔ اغوا کار کی گاڑی برآمد ہو جاتی ہے لوگ سامنے آ جاتے ہیں اُس کو روکتے ہیں بندوں کو پہچانتے ہیں کہ جی بندے کون ہیں گاڑی کس کی ہے گاڑی کا نمبر trace ہوتا ہے۔ ٹیلیفون نمبر trace ہوتا ہے۔ اور بندے کو اٹھا کے ایک ہفتے تک اپنے زندان میں رکھ کر torture کر کے ایک ہفتے کے بعد جتنے بھی لوگ اپنی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ پھر بھی ایک ہفتہ تک اُس کو تار چر کرتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہاں کی گورنمنٹ ہے۔ پھر ڈپٹی کمشنر صاحب کہتے ہیں کہ جناب کوئی ثبوت تو ملے کہ کون لے گیا ہے۔ ارے بابا اللہ کو مانو آپ کو بھی قبر میں جانا ہے، آپ کو بھی یہاں رہنا ہے۔ ایک ہفتے تک ایک بندے کو لے جا کے زندان میں رکھتے ہیں اور اُس پر تار چر کر کے پھر اُس کے بعد اُس کو چھوڑ دیتے ہیں پھر آپ کہتے ہو کہ جی ہمیں ثبوت دے دو۔ ثبوت آپ

کے پاس ہے تصویریں آپ کے پاس آگئیں، گاڑی کا انجن نمبر، چمچس نمبر بھی آپ کے پاس آگیا ہے اور گاڑی بھی ایکسیڈنٹ کر کے برآمد ہوگئی اور سب کچھ پتہ چلا پھر بھی آپ کہہ رہے ہو کہ جی مجھے ثبوت چاہیے۔ خدارا بلوچستان کو بچائیں اور بلوچستان کے لیے کچھ کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکر یہ زہری صاحب۔ جی اکبر مینگل صاحب!

میر محمد اکبر مینگل: میں مشکور ہوں جناب چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ خصوصاً انتہائی اہمیت کے حامل اس مسئلے پر۔ اس issue پر آنے سے پہلے میں خاص کر کے لیویز بھرتی کے خلاف اُمیدوار جو میرٹ پر آئے تھے اُن کو نظر انداز کر کے selected لوگوں کو اور اپنی پارٹی کے لوگوں کو بھرتی کیا گیا۔ اُس پر احتجاج پر تھے جن کی آج گرفتاری ہوئی۔ اور global teachers کئی سال سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں لیکن آج تک اُن کو تنخواہ نہیں مل رہی۔ اُن teachers کو گرفتار کیا گیا۔ ان دنوں واقعات کی میں شدید اور پر زور مذمت کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! اُن کی رہائی ہوئی ہے تو یہ اچھی بات ہے لیکن مسئلے کا حل یہ نہیں ہے۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ جتنی بھی بھرتیاں ہوں وہ میرٹ پر ہوں۔ اور جتنے بھی ہمارے global teachers پڑھا رہے ہیں اُن کی تنخواہ confirm ہونی چاہیے۔ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اساتذہ کرام جو اس معاشرے کا سب سے اہم ستون ہیں اُن کو adjust کر سکتے تاکہ تعلیم کا سلسلہ رواں دواں ہو سکے۔ جناب اسپیکر KP میں کرک کے علاقے میں ہندو برادری کے مندر کو توڑا گیا بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے میں اسکی شدید مذمت کرتا ہوں۔ یہ کوئی اچھا عمل نہیں ہے یہ پوری دنیا میں ایک اچھا message نہیں جا رہا ہے۔ یہ ملک سب کا ہے جتنی آزادی آپ کو اور مجھے حاصل ہے وہی minorities کو بھی ہونے چاہیے۔ جناب اسپیکر! گوادر شہر میں باڑ لگانا، اگر باڑ لگانے پر ہم تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو سب سے پہلے باڑ ہمیں اسرائیل میں نظر آیا جہاں فلسطینیوں کو روکنے کے لیے باڑ لگایا گیا۔ اُس کے بعد باڑ کی تاریخ ہمیں South Africa میں نظر آتا ہے جہاں سیافارم اقوام کو اُن شہروں پر جہاں برسرِ قدار لوگ موجود تھے وہاں داخل ہونے سے روکنے کے لیے باڑ لگایا گیا۔ اور یہ تیسرا واقعہ ہے کہ آج بلوچستان میں بلوچستان کے سب سے اہم شہر گوادر میں باڑ لگایا جا رہا ہے۔ یقیناً یہ ہمیں message دیا جا رہا ہے کہ ہمارے اوقات کیا ہیں، ہم کس درجے کے شہری ہیں اور گوادر کا مستقبل کیا ہے۔ جناب اسپیکر! میں خود خضدار کے وڈھ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں خضدار شہر نے روزانہ آس پاس کے علاقے جیسے وڈھ ہے، نال ہے، زیدی ہے، کرخ ہے، زہری ہے، ہزاروں کی تعداد میں لوگ صبح کو روزگار کے سلسلے میں جاتے ہیں۔ اور شام کو

واپس اپنے علاقے میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح گوادر شہر میں پسینی کے لوگ، جیونی کے لوگ، اور بہت سارے آس پاس کے چھوٹے بڑے آبادی کے لوگ صبح کو گوادر میں inter ہوتے ہیں روزگار کے سلسلے میں، تجارت کے سلسلے میں اور شام کو وہ واپس اپنے گھر جاتے ہیں۔ جب یہ باڑ لگے گا تو یقیناً روزگار کے وہ ذرائع جو آس پاس کی آبادیوں اور شہریوں کے لیے ہیں ان کے لیے یہ ناممکن بنایا جائے گا۔ جناب اسپیکر صاحب اس کی میں پر زور مذمت کرتا ہوں کہ یہ ایک احساس کی غلامی کا جو ہمیں دلایا جا رہا ہے۔ ہمیں اوقات دکھایا جا رہا ہے کہ ہم اس ملک کے کس طرح کے شہری ہیں۔ جناب اسپیکر! اس کے بعد میں امن و امان پر آؤں گا خصوصاً بلوچستان میں جو حالات دگرگوں صورتحال روز اتر ہوتی جا رہی ہے۔ اگر امن و امان کا حوالہ صرف چوری اور ڈکیتی ہوتی تو شاید اس پر قابو پایا جاسکتا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے ایک دفعہ پھر بلوچستان میں death squads کو فعال کیا جا رہا ہے۔ دس پندرہ گاڑیوں کے ساتھ ان کو پرمٹ ہے کہ وہ گھومیں پھریں لوٹیں، انواء برائے تاوان کریں جس طرح کا اسلحہ چاہے اٹھالیں جس طرح کی گاڑیاں چاہیں کالی گھمائیں اور اپنا کاررو بار جاری و ساری رکھیں۔ جناب اسپیکر پچھلے دنوں یہاں death squad کے ایک سربراہ نے پریس کانفرنس کی۔ میرے صحافی حضرات جو یہاں پر موجود ہیں اس بات کے گواہ ہے کہ تمام صحافیوں کو ایک ادارے کی جانب سے حکم دیا گیا کہ اس death squad کے سربراہ کو سننے کے لیے آپ کو وہاں موجود ہونا چاہیے۔ تمام اخبارات کو فون پر ایک ادارے کی طرف دھمکی دی گئی کہ اس کو coverage ملنا چاہیے پہلے page پر۔ جناب اسپیکر صاحب اسی طرح تمام channels کو فون کیا گیا کہ اس کو coverage ملنی چاہے۔ اس طرح کے چور اور لٹنگے لوگوں کو اگر آپ سیاسی لوگ بنانا چاہتے ہیں ان کو سامنے لانا چاہتے ہیں تو یقیناً آپ کا معاشرہ ابتری کی طرف جائے گا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وہ death squad ہے جو تو تک میں اجتماعی قبروں کی ذمہ دار ہے۔ بلوچستان میں قتل و غارتگری کی ذمہ دار ہے۔ آپ کا شکار پور کے دھماکے والا واقعہ جس میں سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔ آپ کا جل گسی کا واقعہ جہاں پر سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔ آپ کے شاہ نورانی کا خودکش حملہ جہاں سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔ آپ کا صفورہ کا واقعہ جہاں کہیں لوگ شہید و زخمی ہوئے۔ ان تمام واقعات کو پیچھے جو reports ہے جو CID, Police سب کا ہے کہ ان سب واقعات کے پیچھے یہی سرغنہ ملوث ہے۔ لیکن آج وہ آکے کوئٹہ میں دندناتے گھوم پھر رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے ساتھ اس کی خصوصی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب کو خصوصی طور پر اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اور باقاعدہ اس کی فنڈنگ ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر میں وہاں سے اسی حلقے سے الیکشن لڑ کے آیا ہوں اور وہ ہارا ہوا ہے لیکن PSDP میں پہلے

سال مجھ سے زیادہ اُس کو فنڈنگ کی گئی۔ اب دوسرا سال میں مذمت کرتا وزیر اعلیٰ صاحب کی اس تنگ نظری کی سوچ کو کہ تمام اسکیمات جب جاتی ہیں تو سب سے پہلے کہتا ہے کہ تمام کو جاری کیا جائے لیکن 50 سے 55 تک جو سیریل نمبر آتے ہیں وڈھ کے علاقے کے جو ترقیاتی کام وہ cancel کیے جائے۔ وہ ترقیاتی کام جناب اسپیکر کیا ہے وہ water supply کی اسکیمیں ہیں۔ کیا میرے حلقے کے لوگوں کو اتنا حق نہیں ہے کہ میں اُن کو water supply اسکیمیں دے سکوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک وزیر اعلیٰ کو ایسا زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ اس حد تک نیچے گریں کہ ایک member جو کے منتخب ہیں اُن کے کام کو روک رکھے۔ پہلے سال بھی تقریباً ایک تو ہمیں دیا ہی نہیں گیا لیکن جتنا دیا گیا اُس کو بھی آدھا کیا گیا۔ اب یہ دوسرا سال ہے کہ وہ ہمارے کام کو تعصب کی بنیاد پر تنگ نظری کی بنیاد پر روکا جا رہا ہے۔ اور death squad تنظیم کو نشوونما دی جا رہی ہے اُس کو پالا جا رہا ہے تاکہ وہ ناسور اس صوبے میں جو ہزاروں لوگوں کا قاتل ہے اُس سے کسی بھی قبیلے کے لوگ وہاں سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ بلوچستان کا کوئی علاقہ اُن کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں رہا۔ جناب اسپیکر آج اُس کو پال پوس رہے ہیں۔ یہی سرغنہ پچھلے دنوں وڈھ میں جان محمد گرگناڑی کے اغوا میں ملوث ہے اور اغواء برائے تاوان کے لیے پیسے مانگے گئے۔ دن دہاڑے وہ جو گاڑی وہاں پر تین چار چکر لگا رہی تھی اُس کی تصویریں آگئیں۔ گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا پھر ملزمان ایک گاڑی جو کراچی سے کونٹہ جا رہی تھی کار، اپنی گاڑی چھوڑ کے دوسری گاڑی میں جو ہے جان محمد کو اٹھا کر لے گئے۔ لیکن آج بھی اُس کا FIR نہیں کاٹی ہے۔ کیونکہ اس ملک میں ایسے لوگوں کی FIR نہیں کٹی ان کے ہاتھوں وڈھ کی لیویز اہلکار قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن آج تک کارروائی نہیں ہوئی خضدار کے کئی SHO ان کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں لیکن آج تک کارروائی نہیں ہوئی۔ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں جان بوجھ کر ہمارے ادارے ایسے لوگوں کو ایسے گروہوں کو پال پوس رہے ہیں۔ جو کہ معاشرے کے لیے ناسور ہے یہاں پرنس کانفرس میں جب یہ لوگ بیٹھے ہیں اگر آپ یا کونٹہ والے نہیں پہچانتے لیکن خضدار والے ایک ایک کو جانتے ہیں۔ وہ جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ سارے مجرم ملزم ہیں پیچھے ادوار میں وہاں ڈپٹی کمشنر کے گھروں پر چھاپہ مارتا تھا۔ جن کے گھروں سے چوری کے کسبل گاڑیاں برآمد ہوئی تھیں۔ اور جو ہائی وے پر ٹرک خالی کئے جاتے تھے اُن کے سامان ان ہی لوگوں کے گھروں سے نکلا جاتا تھا۔ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں یہ کوئی طریقہ نہیں یہ جمہوری عمل نہیں ہے یہ سیاسی عمل نہیں ہے اسکو ختم ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کے اقدامات کو روکا نہیں گیا تو یقیناً بلوچستان کے لوگ اپنی حفاظت ختم کرنا جانتے ہیں۔ پھر یہ ادارے یہ کہیں کہ یہاں حالات خراب ہیں یہاں کے حالات خراب کرنے میں ان کا باقاعدہ اپنا ہاتھ ہے جناب اسپیکر میں کریمہ

بلوچ کے قتل کی کی شدید مذمت کرتا ہوں بلوچ قوم کی ایک نہتی بیٹی جب یہاں پر سیاست کر رہی تھی۔ تو اُس کو تنگ کیا گیا اُس کے گھر پر متعدد بار چھاپے لگائے۔ اُس کے بھائی اور گھر والوں کا قتل عام کیا گیا۔ اور مسخ شدہ لاشیں دی گئیں جب اُس نے یہ محسوس کیا کہ وہ یہاں نہیں رہ سکتی تو وہ دیار غیر چلی گئی لیکن کہنا یہ پڑ رہا ہے۔ جن قوتوں کے خلاف وہ یہاں سے چلی گئی جو اُن کو تنگ کرتے تھے اُن کے قتل کے ذمہ دار بھی وہی قوتیں ہیں۔ جناب اسپیکر اس سے پہلے ایک اور بلوچ نوجوان ساجد حسین ناروے میں قتل ہوا۔ جناب اسپیکر ان دونوں قتلوں کی جو کڑیاں ہیں وہ ایک ہی ہیں میں سمجھتا ہوں اور ہم ناروے اور کینیڈا اور سوئیڈن گورنمنٹ سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ ان بلوچوں کے قتل عام کی investigation ہونی چاہئے۔ غیر جانبدار ہونی چاہئے اور اس کو عوام کے سامنے اور پوری دنیا کے سامنے لانا چاہئے۔ جناب اسپیکر اس وقت ہمارے جو اس طرح کے گروہ ہے اُن میں سرفراز بگٹی بھی نمایاں ہے بدمعاشوں میں ابھی حال ہی میں بارکھان کے علاقے میں لیویز کی چیک پوسٹ پر اُنہوں نے فائرنگ کی لیکن چونکہ ایسے لوگوں پر FIR نہیں ہو سکتی۔ دندناتے پھرتے ہیں جو کچھ کریں وہ اس ملک میں کر سکتے ہیں۔ اس میں صرف عام شہری کچھ نہیں کر سکتا۔ لہذا اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے میں سمجھتا ہوں اور وڈھ کی جو لیویز اہلکار قتل ہوئے اُن پر بھی عمل درآمد ہونا چاہئے اور خاص کر تیل کی بندش اگر ہم بلوچستان کے لوگوں کو روزگار نہیں دے سکتے ہیں۔ تو کم از کم جو خود کاروبار کرتے ہیں حالانکہ تیل کا کاروبار ایک خود ایک خود کشی ہے۔ کئی واقعات ہوئے ہیں لیکن مجبوراً ہمارے نوجوان اور ہمارے لکھے پڑھے بارڈر کے تمام علاقوں کے لوگ اس سے منسلک ہے۔ آج ایک فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ اس کو بند کیا جائے۔ جناب اسپیکر اگر بند ہونا چاہئے تو drugs کو بند ہونا چاہئے، بند ہونا چاہئے تو آپ کی جو دوسری منشیات جس قسم کی ہیں اُن کو بند ہونا چاہئے منشیات کی ایک گاڑی آپ کو یاد ہوگا ایک گاڑی پکڑی گئی تھی۔ ایک اسٹنٹ کمشنر نے پکڑی تھیں۔ لیکن ہمارے احکام عالم نے فوراً کارروائی کی کہ آپ نے یہ پکڑی کیوں ہے کئی دنوں تک اُس بیچاری کو بھگتنا پڑا۔ اور رپورٹ دینی پڑی کہ میں نے کس طرح پکڑی ہے اُسکو یہاں پر اس کی ترسی کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے drugs جتنا بھی کاروبار کریں free ہے لیکن تیل کا کاروبار آپ نہیں کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان نوجوان کو آپ بے روزگار کریں گے تو یقیناً یہ نوجوان کچھ اور کریں گے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کو چھوڑا جائے اور خاص کر تفتان بارڈر آپ نے بند رکھا ہے چمن بارڈر آپ نے بند رکھا ہے ان کو کھولنا چاہئے اور لوگوں کے ذریعہ معاش اُس پر کوئی قدغن نہیں ہونا چاہئے۔ جناب اسپیکر اس کے ساتھ ساتھ میں آخر میں سمجھتا ہوں کہ کفر کی حکومت چل سکتی ہے لیکن نا انصافی کی حکومت نہیں چل سکتی اپوزیشن کو کنارہ کر کے اور اپنے من پسند لوگوں کو نوازنا

اور ہمارے حلقوں کو بالکل یکسر نظر انداز کرنا اور ان پر پابندی لگانا یہ ان کے کوئی کام روک دیں۔ یہ ایک غلط رواج ہے یہ آج اگر ہمارے لئے ہیں تو یہ کل کسی اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔  
جناب چیئر مین۔ جی ظہور بلیدی صاحب! نہیں نہیں، مجھے اچھی طرح سمجھ آرہی ہے ابھی ان کو بات کرنے دیں۔ جی۔ ثناء صاحب۔

ثناء اللہ بلوچ۔ جناب اسپیکر! اس طرح ہے کہ پہلے اپوزیشن بولے پھر اس کو حکومت کی طرف سے کوئی conclude کرے۔ لیکن ابھی تک جو سارا سلسلہ ہے جس کے لیے اجلاس requisite کیا ہے اُس میں گوادری کی fencing ہے، امن و امان ہے۔ ابھی تک گوادری کا نمائندہ نہیں بولا ابھی تک معزز اراکین نہیں بولے۔

جناب چیئر مین۔ جی جی، اُس کے لیے وزیر داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں سلیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں عبدالخالق ہزارہ صاحب cabinet کے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بھی آپ کے جواب دینگے لیکن جو موقف آپ لوگوں کا سامنے آیا ہے اُن کا آپ جواب لے لیں حکومت کا موقف سنیں۔ نہیں حکومت ایک نہیں آئی حکومت کے اور بھی cabinet کے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں آپ سنیں اُن کو مختصراً ظہور صاحب ان کو اس کے بعد بھی بیٹھے ہوئے ہیں ابھی سلیم صاحب نے بہت طویل تقریر کرنی ہے ابھی تک ضیاء لنگو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو آہستہ آہستہ کر لیں گے۔ مختصر آپ بات کریں ظہور صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ)۔ شکریہ جناب اسپیکر اور اپوزیشن کا بھی شکریہ کہ وہ جو ہے بولنے کی اجازت دے رہے ہیں جناب اسپیکر جس موضوعات پر آج گفتگو ہو رہی ہے جس میں بلوچستان کے گوادری شہر کے حوالے سے ہو یا باقی امن و امان اور زمینوں کے حوالے سے جناب اسپیکر اگر آپ حکومت کی کارروائی کی بات کریں یا گوادری میں ہو یا باقی جو ہمارے بلوچستان میں تو حکومت نے اپنی جو ذمہ داری ہے اُس کو بخوبی اُس کا جو ہے اندازہ ہے اور اُس پر عمل کر رہی ہے۔ دنیا کی جو بھی حکومت ہوتی ہے سب سے پہلا جو اُس کا فریضہ ہے وہ اپنے عوام کو ایک پرامن ماحول دینا جس میں وہ امن کے ساتھ اپنا روزگار کریں امن کے ساتھ اپنی زندگی گزاریں۔ جناب اسپیکر آپ کو اور جتنے بھی ہمارے معزز اراکین ہیں سب کو یہ یاد ہوگا کہ 5 سے 10 سال پہلے یہاں پر جو حالت تھی آئے دن target killing ہوتی تھی جس میں ناں ہمارے استاد law enforcement agencies اور ناں ہمارے عام شہری ناں تاجر محفوظ تھے اغوا برائے تاوان اور خصوصاً جو ہے ہماری ہزارہ کمیونٹی جو بڑی targeted رہی ہے اور کافی اُنہوں نے قربانیاں دی ہیں۔ جناب اسپیکر امن اس طرح بحال

نہیں ہوا ہے اُس کے حوالے سے حکومت نے اچھی پالیسی دی ہے ہماری law enforcement agencies جس میں لیویز، پولیس، FC پاک فوج کے جوان انہوں نے جو ہے شہادتیں دی ہیں اُن کی جو ہے لاشیں یہاں سے اٹھ کر اُن کے آبائی علاقوں گئی ہیں اور اب بلوچستان والوں کو اچھی طرح پتہ ہے کہ کسی کے گھر میں جب کوئی شہادت ہوتی ہے یا کوئی تابوت جاتی ہے تو اُس گھر کی کیا حالت ہوتی ہے۔ تو جناب اسپیکر اتنی بڑی قربانیوں کے بعد آج بلوچستان جو ہے کافی حد تک درست ہو گیا ہے اکا دکا واقعات ہوتے رہتے ہیں جس میں ہمارے FC کے جوان بھی شہد ہوئے ہیں لیویز والوں پر بھی حملے ہوئے ہیں پولیس والوں پر بھی حملے ہوئے ہیں لیکن آج ہماری اپوزیشن نے جس طرح ایک طرفہ ایک رائے قائم کی اور ایک جو ہے ماحول بنانے کی کوشش کی میں تو یہ سوچ رہا تھا وہ ہمارے ان جوانوں کو بھی خراج تحسین پیش کریں گے۔ جنہوں نے ان لوگوں کی جو ہے قربانیاں دی ہیں اور امن کو بحال رکھا اور سینکڑوں کی تعداد میں جو ہے شہید ہوئے۔ جناب اسپیکر جہاں تک دیکھے بات گوادر کی ہو یا کسی اور شہر کا تو ایک project تھا جس کو safe city project کے نام سے جو ہے تشبیہ دیا گیا تھا۔ جناب اسپیکر گوادر میں safe city project کا کافی عرصے سے پڑا ہوا تھا کسی نے اُس پر کوئی کام نہیں کیا۔ بلکہ credit اس حکومت کو جاتا ہے کہ اس حکومت نے کہا کہ جو پرانا master plan تھا گوادر میں جس میں خدشات کا اظہار کیا جا رہا تھا کچھ درست بھی تھے۔ تو اُن کو ایک نیا master plan کی شکل میں تبدیل کیا گیا ہے CCFHDI اُس کو باقاعدہ ذمہ داری سونپی گئی۔ جس میں 50 کروڑ چائینز گورنمنٹ کی طرف سے grant تھے اور 10 کروڑ ہماری طرف سے grant تھی۔ جس کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ جو ہے گوادر کی master planing کرے۔ اور اُس طرح کی master planing کرے کہ وہ عین گوادر کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہو جو پرانا master plan تھا اُس میں یہ تھا کہ جو گوادر کی old آبادی ہے اُسکو جو ہے relocate کرے اس میں ہماری حکومت نے کہا کہ گوادر کی جو پرانی آبادی ہے اس کو جو ہے ہم relocate نہیں کریں گے۔ اُس کو ہم وہاں پر upgrade کرے گے اُس کے لیے ہم نے باقاعدہ ایک project منظور کیا تاکہ اُن کی upgradation ہو۔ اُن کی جو ہے گلیاں پختہ ہوں اُن کو جو ہے پانی ملے اُن کی جو باقی facilities ہے وہ ملے جب یہ master plan تیار ہوا تو اُس وقت وزیر اعلیٰ صاحب جس میں میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ گئے جس میں گوادر کے MPA صاحب وہاں ابھی تشریف رکھتے ہیں ادھر موجود تھے اُس وقت اور گوادر کے MNA اور جتنے بھی ہمارے political parties تھے سب کو ہم نے بلا کے اُن کے ساتھ باقاعدہ ایک consultative ایک process کیا کہ یہ master

plan ہم منظور کرنے جا رہے ہیں۔ GDA کی governing body اُس وقت awaited تھی اُن کے ہم نے انتظار میں بٹھایا ہوا تھا۔ کہ آپ کی کوئی تجاویز ہوں آپ کا کوئی معاملہ ہوں تو آپ جو ہے اپنی تجاویز ہمیں دیدیں۔ تاکہ امن کو جو ہے آپ کی مشاورت کے ساتھ آپ کی نمائندگی مشاورت کے ساتھ اُن کو ہم corporate کریں گے اور پھر اُس منظوری کی طرف لے جائیں۔ خیر لوگوں نے اپنی باتیں کیں پھر جو governing body کی composition ہے اُس composition میں گوادراک MPA اور گوادراک MNA جو ہے وہ باقاعدہ ممبر ہیں میں as visiting member گیا تھا وہاں پر اور تقریباً کوئی 5 سے 6 گھنٹے طویل ایک meeting چلتی رہی جس میں ہر چیز کو ہم نے discuss کیا اور اُن کی مشاورت سے -- (مداخلت)۔

جناب چیئرمین۔ اپنی تقریر میں پوچھیں، آپ ابھی وہ اپنی بات مکمل کریں۔ جی۔ وزیر محکمہ خزانہ۔ دیکھیں اخلاقی حوالے سے مناسب نہیں ہے کوئی بندہ بات کر رہا ہوں کوئی بیچ میں جا کے interrupt کریں۔ پھر باقی کوئی عدالت تھوڑی ہے یہ کوئی سوال جواب چلتا رہے آپ بھی اپنی بات کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی منسٹر صاحب order in the house please۔ جی۔ وزیر محکمہ خزانہ۔ 6 گھنٹے کی consultative process کے بعد یہ منظور ہوئی وہ جا کے پھر ہم نے اُس کو کہا کہ implement کریں۔ دیکھیں! جہاں تک گوادراک کی fencing کی بات ہے میں اس بات کے حق میں ہوں اور ہماری حکومت اس بات کے حق میں ہے تین چار دن پہلے ہمارے minister صاحبان وہاں پر گئے ہیں جس میں دینش کمار صاحب تھے جس میں ہمارے home minister صاحب تھے۔ جناب اکبر آکانی صاحب تھے۔ اُنہوں نے وہاں پر لوگوں سے مشاورت کی ہے۔ تو حکومت بلوچستان کوئی بھی اس طرح کا کام نہیں کریگی جو لوگوں کی خواہشات کے برعکس ہوں۔ البتہ ایک چیز ہے کہ گوادراک میں سی پیک کے توسط سے اور provincial government کے توسط سے کام وہاں پر ہو رہا ہے۔ جس میں گوادراک 3 سو میگا واٹ جو ہے power plant ہے جس میں گوادراک airport ہے جس میں expressway ہے جس میں ہمارے ماہی گیروں کے خدشات تھے وزیر اعلیٰ صاحب خود گئے اُن کے خدشات جو ہے remove کئے ہیں۔ وہ بھی جو ہے وہاں پر کام چل رہا ہے اسی طرح وہاں پر جو ہے future میں اُن کا ہسپتال بھی upgrade ہونا ہے west میں جو ہے اُن کا پشیا بر بنی ہے۔ تو آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ گوادراک

ملک دشمن عناصر کی آنکھوں میں کھٹکھٹاتا ہے۔ جب کسی جگہ پر یہ تاریخ ہے ترقیاتی کام ہوتے ہیں ترقی کا پہلا چل پڑتا ہے تو وہاں پر ملک دشمن عناصر وہ بھی activate ہو جاتے ہیں۔ جس کی بہترین مسئلہ وہاں کی جو PC کا حملہ ہے تاکہ پوری دنیا کو یہ message دیا جائے کہ جی ہم جو ہیں گوادر کی ترقی پر قدغن لگانا چاہتے ہیں۔ جناب اسپیکر لوگوں کی سیکورٹی لوگوں کو تحفظ دینا ہر حکومت کا فرض ہے اور ابھی ہمارے جو ممبر حضرات ہیں ایک طرف security measures کو برا بھلا کہہ رہے ہیں اور ان ہی جملوں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ امن و امان جو ہے اُس کی حالت بڑی مخدوش ہے تو جناب اسپیکر! جہاں پر امن و امان کی مخدوش ہوتی ہے جہاں پر کوئی آپ کی law enforcement agencies پر جو ہے حملہ کیا جاتا ہے۔ جہاں پر کوئی معاملات اس طرح کے ہوتے ہیں وہاں پر آپ کو extra ordinary security measures لینے پڑتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یہ بات بتانا چلوں میری کمیٹی بھی وہاں پر گئی ہے وزیر اعلیٰ صاحب بھی وہاں پر گئے ہیں۔ اور ابھی آکر اپنی policy statement دیں گے یہاں پر حکومت بلوچستان کوئی بھی اس طرح کا کام نہیں کرنا چاہے گی جو لوگوں کی خواہشات کے برعکس ہوں۔ تو جناب اسپیکر! بات آگئی pociltical point scoring کی تو ہم یہ توقع کریں گے being حکومتی نمائندہ کہ حکومت جو اچھا کام کر رہی ہے، جو اُس کے کام visible ہیں..... لے رہی ہے تو ہم بحیثیت اپوزیشن کل ہم بھی اپوزیشن میں ہو سکتے ہیں بحیثیت حکومت تو ہم جو ہے اُس state of mind سے نکل جائیں ہم contributory بن جائیں۔ جہاں پر ایک اچھا initiative ہے آپ بتادیں۔ تربت جو ہے master plan بن رہی ہے 20 کروڑ روپے ابھی بھی اُس کے لیے allocate ہوا ہے ہم اُس کو welcome کرتے ہیں تربت میں بھی save city project بن رہا ہے اُس کو ہم welcome کرتے ہیں تو ایسا نہ ہو خدا نخواستہ کوئی جانے انجانے میں ہم اُن لوگوں کی زبان بولیں جو گوادر میں ترقی نہیں چاہتے ہم ان لوگوں کی زبان بولیں جو بلوچستان میں ترقی نہیں چاہتے۔ ہم ان لوگوں کی زبان بولیں جو بلوچستان میں امن نہیں چاہتے۔ ہم نہ چاہتے ہوئے غیر دانستہ طور پر اس طرح کے الفاظ استعمال کرے جس میں ہمارے سینکڑوں جو law-enforcement agency کے نوجوان شہید ہوئے ہیں اُن کی families کی دل ہزاری ہو ہو ہمارے لیے یہاں یہ شہادت ہمارے لئے جو انہوں نے قربانیاں دے تو بحیثیت نمائندہ اسمبلی بحیثیت نمائندہ ہمیں ان کی قربانیوں کو بھی acknowledge کرنا چاہیے ہمیں cooperative بننا چاہیے کوئی بھی حکومت ہو۔ کوئی بھی ریاست ہو کوئی بھی جو ہے وہ جان بوجھ کے اس طرح کے اقدامات نہیں لیتی جس میں شہریوں کا آنا جانا دشوار گزار ہوں۔ یا ان کا آنا جانا مشکل بھی ہو

۔ ہر حکومت کا کوشش رہی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح ہماری بھی یہی کوشش ہے اب گوادریں پانی کا مسئلہ تھا MPA صاحب بعد میں بولیں گے ضروری ہے اس چیز کو بھی acknowledge کریں گوادریں کے پانی کے مسئلے کو ہنگامی طور پر حل کیا ہے۔ سوات ڈیم سے جو ہے ہنگامی طور جو ہے پائپ لائن connect کریں اور آج سوات ڈیم connective پانی وہاں پہ آ رہا ہے۔ شادی کور ڈیم کو سوٹ سے اور پسینی شہر کو بھی connect کیا ہے۔ ابھی جو ہے CM صاحب مجھ سے بات ہو رہی تھی حیوانی کو براہ راست آکڑا ڈیم سے connect کر رہے ہیں ہم اس سے یہ مطلب ہے کہ وہاں پہ حکومت جو ہے ہر طرح کی initiative لے رہی ہے۔ اب psdp کو دیکھ لے MPA صاحب جو ہے گواہی دے سکتے ہیں۔ باقی جو وہاں پسینی کی سڑکیں ہوں یا حیوانی کی جو ہے وہاں پہ ڈیولپمنٹ کا کام ہوں۔ پسینی کا انٹرویو کالج ہو یا اور ماڑا کالج ہو۔ اس دفعہ حکومت بلوچستان ان کو جو ہے upgrade کیا ہے ڈگری کالج کا درجہ دیا ہے ان کو جو ہے بلڈنگ دی ہے گوادریں جو ہے DHQ کو بلڈنگ دی ہے۔ تو یہ اچھے اقدام ہیں ہمیں ان کو سراہنا چاہیے ہمیں نہ کے ان پہ جو ہے ہم politics کریں۔ height-create کر دیں اور اس طرح خدا نخواستہ ایک ماحول بنانے کی کوشش کرے کے صرف گوادریں یا بلوچستان کے جو والی و وارث یا ان کے جو ہمدرد ہو ہے باقی جو نمائندے یا باقی حکومت جو ہے ان کے دلوں میں کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ آپ یقین سے، آپ بالکل ذہن میں یہ بات اچھی طرح پتہ ہوگا کہ جتنی انقلابی اقدام اس دفعہ حکومت نے اٹھائے ہیں پہلے کبھی نہیں ہوا ہے۔ پچھلے سال 75 ارب کہ جو ہے psdp کی utilisation ہوئی ہیں۔ لیکن اس کو کبھی یہ نہیں سراہیں گے۔ ابھی اس دفعہ 45 ارب تک جو ہے release ہوئے ہیں کام بھی شروع ہو چکا بلوچستان کے ہر تحصیل میں ہر ڈسٹرکٹ میں ہر علاقے میں کام ہو رہا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب اسپیکر! میری بات مکمل کرنے دیں جناب اسپیکر یہی لوگ دیکھو میں controversy میں نہیں پڑنا چاہتا۔ یہی لوگ پچھلے دور میں براہ راست indirectly حکومت میں تھے۔ جناب اسپیکر! CEPC معاہدات ان کے دور میں ہوا ہے۔ جمعیت وفاق کے ساتھ حکومت میں تھی۔ باقی جو BNP نہیں تھی۔ باقی پشتونخواہ نیشنل پارٹی کی حکومت تھی۔ جناب اسپیکر آپس میں ہمارے لوگ تو لڑتے رہتے ہیں کہ south کو زیادہ گیا north میں کم گیا east میں پتا نہیں کیا چلا گیا لیکن جب project لینے کی باری آئی جناب اسپیکر اگر آپ سی پیک project کو دیکھیں بلوچستان جو گوادریں فلیش ایک پروجیکٹ تھا، سی پیک گوادریں کے بغیر یہ جو سی پیک ہیں نامکمل ہے۔ لیکن پورا جو 100 percent پر percent نکالے ایک percent صرف بلوچستان کو ملا ہے جن کی آج یہ گن گاتے ہیں جن کی تعریفیں

کر کے تھکتے نہیں ہیں۔ وہ ان کی وفاقی حکومت تھی اور ہمارے لوگ یا ان کے صوبائی پارٹرز تھے اس وقت وہ کہاں تھے جب وہ بول رہے تھے جی بلوچستان جو ہے پسماندہ صوبہ ہے گوادر کے لوگ پسماندہ ہیں برائے مہربانی آپ یہ معاہدہ کر رہے ہیں آپ ہمیں بھی کچھ دے دیں۔ for the first time ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے publicaly جو ہے سی پیک کہ unjustified shares تھے ان کو denounce کیا اور چیزوں کو open کر کے واضح کر دیا وہ یہاں تک کہ انہوں نے سی پیک کے جو project ہے ایسے چپ آئے ہوئے تھے کہ پتا نہیں کوئی اس طرح کی چیز public پہ آشکارہ ہو جائے پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔ دو میٹنگ ہوئی ہیں ایک Beijing میں دوسرا اسلام آباد میں۔

قادر علی نائیل (جناب چیئر مین)۔ آپ لوگ بیٹھ کے بات نہ کریں۔

وزیر محکمہ خزانہ۔ وہ دو دو گھنٹے بولے ہیں پتا نہیں کہاں کہاں کے نوٹیفیکیشن پڑھتے رہے۔ اگر حقائق پہ بات کریں تو ان کو جو ہے برا لگتا ہے۔ تو اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! for the first time ہم نے وفاق کو کہا آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ آپ mean فیڈرل گورنمنٹ، کچھلی گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہیں۔ آپ ہمارا ازالہ کریں otherwise ہم یہی سی پیک معاہدات کو جو ہے ان کو نہیں مانیں گے فیڈرل گورنمنٹ نے for the time ہمارے بہت ہی اہم projects کو منظور کیے جس میں ژوب کپلاک روڈ پچھلے دور میں جو چونانگا کر گئے تھے جی ہم نے منظور کیا ہے بعد میں پتہ چلا کہ ہو تو ADP کا کوئی loan تھا۔ 65 millions کا منظور ہوا ہے۔ اسی طرح ہوشاب، آواران روڈ۔ اسی طرح بیلا جاہ روڈ۔ کونہ، زیارت ڈیولپمنٹیشن۔ D.M.Jamali bypass۔ جھل گسی میں ڈیم۔ گروخ ڈیم۔ اور اسی طرح بلوچستان deprived projects تھے جو کوئی 600 بلین روپے کی جو ہے وہاں پہ announcement ہوئی ہیں وہ انشاء اللہ پایہ تکمیل تک جائے گی یہ چیزیں اس طرح نہیں ہوئی ہے یہاں پہ حکومت ان پیچھے زور لگایا ہے ان کو کہا ہے کہ جی ہم نے بلوچستان کو ترقی دینی ہیں۔ ہم نے بلوچستان میں infrastructure بنانا ہے ہم نے بلوچستان میں ڈیمز بنانے ہیں ہم نے بلوچستان میں روزگار ذرائع پیدا کرنے ہیں۔ تب جا کے وفاق کو لے آئے وزیر اعظم عمران خان صاحب جو ہے تربت میں آ کے انہوں نے اتنی بڑی announcement کی ہے۔ ابھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ باقی جو ہمارے علاقے ہیں ان کے لیے ہم جو ہے ہم project لے لیں۔ تو جناب اسپیکر for the first time 83 billions کی allocation حکومت بلوچستان نے وفاق سے لی ہیں۔ تو یہ ہماری حکومت کی کوششیں

ہیں۔ تو مہربانی کریں جناب اسپیکر میں زابد علی ریکی صاحب ہمارے بہت اچھے دوست ہیں ہمیشہ سچ اور حق کی بات کرتے ہیں۔ آج کل تو ہماری پاک فوج کے خلاف ایک مہم PDM نے چلائی ہے لیکن میں ان کا شکر گزار ہوں انہوں نے جو ہے اس بات کو اسمبلی فلور پر سراہا۔ انہیں باتوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ مہربانی۔

قادر علی نائیل (جناب چیئرمین)۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب اسی decision کے حوالے سے کچھ وضاحت کر لیں۔

جناب ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان۔ آج اس میں sir حمل کلمتی صاحب ہمارے MPA صاحب ہیں گوادر سے۔ ان کی طرف سے سے petition file ہوئی تھی بلوچستان بار کونسل کی جانب سے petition file ہوئی تھی جی۔ بلوچستان ہائی کورٹ میں regarding fencing of Gwadar city کے حوالے سے جس میں ہم نے ہائی کورٹ کو apprise کیا کہ جی:

It is a part and parcel of master plan of Gwadar and safe-city of Gwadar. کا یہ سارا سارا اُس کا حصہ ہے۔ جس پر انہوں نے نے ہماری contention بھی لی تھی، اس judgement کے اندر۔ انکے پاس ہے۔ وراُس میں انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ Since it is a policy decision. اور policy decision جو ہے وہ decide ہوتا ہے اسمبلی میں۔ اور یہ اسمبلی کا کام ہے جہاں اپوزیشن بھی موجود ہے اور ریٹری بیچر بھی موجود ہیں۔ تو وہ یہاں پر اس پر decision لیں۔ What-ever decision is taken on this Floor definitely وہ اُسکو وہ کریں گے۔ تو legally انہوں نے اس فلور کو مزید مضبوط کیا اس ہاؤس کو مزید مضبوط کیا۔ انہوں نے کہا کہ جی اس ہاؤس میں جو بھی decision لیا جائے گا۔۔۔ (اراکین اسمبلی نے ڈیک بجائے)۔ تو This was the decision. جو ہمارے پاس ہے۔ وہ یہی decision ہے۔ اُس پر انہوں نے یہ decision دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی شکریہ۔ اچھا! اس میں جو ڈپٹی سپیکر صاحب آگئے ہیں ایوان میں۔ اس میں جو سوال تھا اسپیکر صاحب! اس میں جو مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ جو کورٹ کا آرڈر تھا وہ clear ہے۔ Ok, thank you. (اس مرحلہ میں سردار بارخان موسیٰ خیل، جناب ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)۔ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی ثناء بلوچ صاحب۔

ثناء اللہ بلوچ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ابھی اس وقت جب ہم خطاب کر رہے ہیں، کوئی چار پانچ گھنٹے کے بعد جو 2020ء کا سال ہے وہ اختتام پذیر ہوگا۔ 2020ء کا سال پوری دنیا میں ساری دنیا کے انسانوں کے لیے تکلیف اور مشکلات کا سال رہا۔ کرونا جیسی وباء نے انسان کی بہت سی تعمیر و ترقی، سفر تجارت، تعلیم سب چیزوں کو متاثر کیا لیکن جو بہت ہی منظم قومیں تھیں انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور اس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ 2020ء کے سال میں ہمارا جو ایجنڈا ہے جس کو زیر بحث لا رہے ہیں۔ جس میں رونے دھونے سے اس سال کا اختتام کر رہے ہیں۔ یہ پورا سال فروری سے جب شروع ہوا ہے کرونا کے حوالے سے رونے دھونے نے لاشیں اٹھانے اسپتالوں میں آکسیجن نہ ہونے آکسیجن نہ ہونے اور ادویات کے نہ ہونے سے ہم نے اس کا افتتاح کیا۔ ہم کوئی آپس میں مل بیٹھ کر اس بین الاقوامی انسانی مسلط ایک مرض ہے مقابلہ کرنے کے لئے بھی آپس میں کبھی نہ بیٹھ سکے۔ ہم نے کبھی بھی کوئی ایسی حکمت عملی نہیں بنائی کہ ایک وباء ہم پر مسلط ہوئی ہے اس کے لیے ایک مشترکہ حکمت عملی بنائیں اور اپنے صحت کے نظام کو مضبوط بنائیں۔ ہم نہیں بنا سکے ہیں۔ اسی کے تناظر میں گرانفروشی اور مہنگائی نے ہماری غریب لوگوں کی۔ بلوچستان جو multi-dimensional poverty index میں 87% تک نیچے چلا گیا غربت کی شرح یہاں پر۔ 87 فیصد لوگ بھوک سے پیاس سے nutrition سے یعنی غذائیت سے محروم آبادی کو مہنگائی نے مزید تباہی اور بربادی سے دوچار کر دیا۔ اُس کے اوپر جناب والا! پچھلے سال کے فروری سے لے کر ابھی کے دسمبر میں اس میرے خیال میں ایک دو کلومیٹر کے radius علاقے سے باہر نکل کر دیکھیں ابھی بھی ہمارے مائیں بہنیں ہماری نانیاں، دادی یا بوڑھی عورتیں وہ ٹھٹھڑ کر گیس کے سامنے بیٹھی ہوتی ہیں لیکن وہاں پہ گیس نہیں ہوتا۔ پورے بلوچستان میں لوگ بجلی کے بلب، چاند نظر آ جاتا ہے، ستارے نظر آ جاتے ہیں گھر میں ہزاروں روپے کے اخراجات کر کے بجلی کی لائنیں لگی ہیں لیکن اُن میں بجلی نہیں آتی۔ یہ پورا سال لوگ سردیوں میں گیس اور گرمیوں میں بجلی کی محرومیوں میں گزاری ہیں۔ اور چھوڑیں جناب والا جب کوئی سفر پر نکلتا ہے میدان جنگ پر لوگوں کے بچے جاتے ہیں کبھی لوگوں کو یہ خدشہ نہیں ہوتا کہ ہمارا بچہ جنگ میں مارا جائے گا۔ لیکن اگر کسی کا فرزند کسی کی ماں بہن رخت سفر باندھتی ہے کراچی کے لیے، پنجاب کے لیے یا اپنے گاؤں کے لیے، قرآن اُٹھائے جاتے ہیں دعائیں پڑھی جاتی ہیں کہ اے پروردگار! اس کو بہ حفاظت اپنی منزل پر پہنچا۔ اور بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جو منزل پہ پہنچتے ہیں ورنہ اکثر کی لاشیں ٹکڑوں میں ہماری highways پر بکھری پڑی ہوتی ہے، پورے سال میں آپ حادثات کے ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ اس کے علاوہ جناب والا

کیا بتاؤں قدرت نے بلوچستان کو کیا نعمتیں نہیں دیں۔ لاکھوں ملین cubic feet سالانہ بارشیں برستی ہے ندیم میں آتا ہے زیر زمین پانی ہے 70 فیصد ہمارا ساحل سمندر ہے دنیا میں بہترین سے بہترین ٹیکنالوجی آگئی ہے پانی کو صاف کرنے کے لیے۔ لیکن ہر شہر میں، بلوچستان کے ہر شہر میں لوگ پینے کے پانی کے لئے مجبور ہیں۔ محتاج ہیں۔ اپنے بچوں کا پیٹ کاٹتے ہیں اور ٹینگی مافیا کو دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے گھر میں پانی آئے۔ روزی روٹی آٹا دال چاول چینی گوشت بہت دور کی بات ہیں۔ یہ 2020ء کی ایک حقیقت ہے جناب والا جس میں ابھی ہم گزر رہے ہیں پانچ گھنٹے کے بعد 2021ء میں داخل ہو رہے ہیں اسی صورت حال کے ساتھ۔ 2020ء میں یہاں پہ جب کرونا آیا پوری دنیا میں تجارت بند ہوئی بلوچستان میں صنعت و حرفت نہیں ہیں۔ بلوچستان کی معیشت تباہ حال ہے۔ بلوچستان میں روزگار کے ذرائع نہیں ہیں۔ گزشتہ دس سالوں سے ملازمت کے کوئی مواقع نہیں ہیں۔ یہاں پر صرف اور صرف ہوتی ہے زمینداری ہے۔ یہاں کے زمینداروں نے پیاز اُگایا۔ یہاں پھٹی ڈل کا بہت بڑا حملہ ہوا۔ ہم نے یہاں پر بتایا بلوچستان کو 60 سے 70 ارب روپے کا نقصان ہوگا۔ ہمارا مذاق اڑایا گیا۔ جب ٹڈی ڈل آیا ٹڈی دل نے 60 ارب نہیں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں بلوچستان بلوچستان میں 180، 190 ارب روپے کا نقصان کر کے گیا۔ اور اُس کی باقاعدہ رپورٹ اور ڈاکومنٹیشن موجود ہے۔ کپاس کی فصل بلوچستان میں تباہ ہوئی لوگوں کے جو پیاز تھا سارے راستے تجارت کے بند ہو گئے۔ اُن کی پیاز جناب والا جتنے ان کے اخراجات اُس سے زیادہ ہیں وہ وہاں پر پک نہیں سکا۔ لوگ آج کی زمیندار اس کی کمرٹوٹ گئی ہے اس 2020ء میں۔ ہم نے اس کے لیے کوئی پالیسی نہیں بنائی۔ ہم نے اُسکو کوئی آسرا نہیں دیا کہ وہ ہماری نیوٹریشن، غذائیت، اور ہمارا معاشرے میں ہم سب کو روزی اور روٹی فراہم کرنے والا طبقہ ہے۔ جناب والا جب کوئی کوئٹہ میں گھر سے نکلتا ہے تو کہتے ہیں کہ اب کل صبح آپ کو ملیں گے۔ کہتا ہے کہ کیوں؟۔ کیونکہ کوئٹہ صرف اور صرف واحد شہر ہے ہمارا۔ کوئٹہ میں آپ جب گھر سے نکلتے ہیں شام کو پہنچ سکتے ہیں اپنے گھر صبح ہی پہنچتے ہیں۔ کیونکہ کوئٹہ میں ٹریفک کا جو بے ہنگم نظام ہے 2020ء میں۔ 2021ء میں بھی ہم اسی بے ہنگم حالت میں داخل ہوں گے۔ ایک ایسی قوم جس کے پاس پیسے ہیں، سہی پیک کی بات کر رہا ہے گوادری کی بات کر رہا ہے، سمارٹ سٹی کی بات کر رہا ہے۔ فینسی سٹی کی بات کر رہا ہے۔ Let's talk about facts. حقیقتوں پر باتیں کریں۔ کوئی مریض ایسبولینس میں اگر اپنے گھر سے نکلے جناب والا! کوئٹہ کی شہروں پر ماؤں نے بچے جنے ہیں رکشوں میں، ایسبولینسوں میں۔ ہم سے ایک ٹریفک کا نظام کنٹرول نہیں ہوتا ہم آئے ہیں سہی پیک، اور سہی پیک میں حصہ لینے کی باتیں کرتے ہیں۔ جناب والا! ایک سال 2020ء میں تعلیم

بلوچستان میں ویسے ہی تباہ حال ہے۔ پچیس لاکھ بچے اسکولوں اور اساتذہ سے محروم ہیں۔ دنیا میں جاہل قوموں میں شمار بلوچستان کے لوگوں کا ہوتا ہے۔ کسی کتاب میں، کسی صحیفے، کسی آسمانی کتاب میں، انجیل میں، تورات میں، قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا گیا ہے کہ ہمارے بچے اسکولوں اور اساتذہ سے محروم ہوں۔ پچیس لاکھ بچے ہمارے اسکولوں سے پہلے ہی محروم تھے۔ ایک سال سے جب فروری میں کرونا کا مرض آیا اُسکے بعد جتنے اجلاس ہوئے میں مسلسل توجہ دلاؤ نوٹس تعلیم پر لا رہا تھا۔ کہ *Let's sit together* اسی نوے ارب روپے کا ہمارا پی ایس ڈی پی ہے اسکو ایسا innovation کے تحت ایسا بجٹ لائیں گے جس میں ہم اپنے بچے ہیں جن کی دماغی توازن اور صلاحیتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں تعلیم سے محروم ہیں کرونا میں اسکول بند ہو رہے ہیں ان crisis کو opportunity بنا کر اس نسل کو جہالت سے بے تعلیمی سے نکال کے آگے بڑھائیں۔ لیکن ہم نہیں کر سکے۔ ایک سال کا عرصہ گزرا اور ہمارے بچے مزید پیچھے چلے گئے۔ اور آئندہ آنے والے سال میں پتہ نہیں کرونا کتنا عرصہ چلے گا ہمارے پاس کوئی innovative education policy بنائیں۔ یہ تو 2020ء کے آخری ٹمٹماتی شمع کی روشنی میں میں یہ باتیں کر رہا ہوں۔ جناب والا! 2020ء پر ساری دنیا کرونا، جنجال، مصیبتوں میں پھنسا ہوا تھا۔ جناب والا! ایک ہالینڈز پر قبضے کا، جزائر پر قبضے کا نوٹیفیکیشن اگست میں ڈال دیا گیا۔ چھپایا اسکو گیا۔ جو گزٹ میں شائع ہو گیا تو لوگوں کو پتہ چلا کہ جی تو سندھ اور بلوچستان کے جزائر تھے۔ تو بھی آپ ہمیں دیتے نہیں ہیں آپ ہمارے جزائر پر قبضہ کرتے ہیں۔ ریکوڈک کے گفٹ و شنید میں آپ شامل ہیں۔ ہمارے جو ہیں سارے وسائل کی جو ہے گیس ہے پی پی ایل ہے ساری چیزوں میں اس بلوچستان کی اسمبلی کو تو پتہ ہی نہیں ہے اس سے تو زیادہ ایک عام ساطالب علم ایک اخبار لے لے تو اسکو زیادہ پتہ ہوگا۔ کہ یہاں کی اسمبلی کی اراکین کو پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارے صوبے کی دولت ہمارے صوبے کی معیشت ہمارے صوبے کی حیثیت کیا ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا پچھلے سال یہاں پرتیل کے کاروبار پر پابندی عائد کی گئی۔ ہم نے وہ تقریر کی وہ بھی پچھلے دنوں چل رہا تھا کچھ نوجوانوں نے نکال کے اسکو سوشل میڈیا پر وائرل کیا تھا۔ وہ بات میں دوبارہ دوہراتا ہوں اور اس سال پھر ہمارے پاس دو ہزار کلومیٹر بارڈر ہے۔ 2020ء میں ہم نے چین کے لوگوں کا خون بہایا ہم نے وہاں پر اُس خوبصورت علاقے کو جس کا نام چین ہے۔ ویسے تو وہ چین نہیں ہے وہ تو نخلستان اب بن گیا ہے۔ وہ بھوکستان بن گیا ہے وہاں سے لیکر کے جناب والا ہم نے وہاں سے لیکر ہم نے یہاں تک گوادریک فینس لگا دیا ہے بارڈر پر۔ کہ جی ہم سرحدوں سے سیکورٹی کا۔ ہم لوگوں کو secure کریں گے بلوچستان میں دہشتگرد، مخرب کار، بیرونی آلہ کار جو ہیں وہ آرہے ہیں۔ ہم بلوچستان

کے لوگوں کو یہ تحفظ دے رہے ہیں۔ بالکل جی آپ نے ہمیں بھوک سے تحفظ دے دیا جہالت سے تحفظ دے دیا۔ آپ نے ہمارا پیاز کا مسئلہ حل کر دیا۔ آپ نے ہمیں اچھی تعلیم دی۔ اب صرف ہمارا مسئلہ ہے کہ لوگ ہمیں مار رہے ہیں۔ تو آپ سرحدوں ہمارے پرارہوں روپوؤں کی باڑ لگا دیا اچھی بات ہے چلو۔ باقی مسئلے حل کر لیئے۔ اُسکے بعد آپ نے سب کا روزی اور روٹی کے دروازے بند کر دیئے۔ پھر اُس جب انہوں نے تیل کے کاروبار پر پابندی لگائی تو ہم نے یہی بات کی کہ This is an opportunity for government of balochistan. آپ کی چیک پوسٹوں پر آپ کی ایڈمنسٹریشن اور آپ کی گورنمنٹ تیل کے کاروبار کرنے والے لوگوں سے زیادہ پیسہ کماتے ہیں۔ یہ سارے جو چیک پوسٹ لگے ہیں۔ These are not for security. اگر سیکورٹی کے لئے ہم نے دس دفعہ کہا کہ آپ بارڈر پر بارڈر کو ریڈورز بنائیں۔ جب میں نے چمن پر بات کی۔ کہ جناب والا وہاں پر ایک پرچی کے ذریعے عزت دار طریقے سے اُسکو کہیں کہ جی پندرہ سو روپے آپ یہاں جمع کریں اور آپ جدھر تک تیل لے جاتے ہیں۔ فی الحال کیوں؟۔ کیونکہ بلوچستان میں تیل کا انفراسٹرکچر نہیں ہے۔ انرجی کا انفراسٹرکچر۔ جب تک آپ نے کسی صوبے میں تیل کے کاروبار پر پابندی لگا دی۔ یہ چیف سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ کبھی گئے نہیں ہیں بلوچستان۔ ہم جاتے ہیں ناں ہم تو دوکانوں سے جدھر بھی جاتے ہیں تیل ختم ہو جاتی ہیں اُس نے ڈرم باہر رکھا ہوا ہے ڈالتے ہیں۔ اس پورے بلوچستان میں آپ مجھے بتائیں کہ پاکستان اسٹیٹ آئل کا شیل کا، پتہ نہیں، اور کافی ادارے کمپنیاں کھلی ہوئی ہیں کس نے جا کے اپنا infrastructure develop کیا ہوا ہے لوگوں کو یہاں پر تیل جو ہے وہ پمپ سے ملے گی لہذا لوگ بارڈر سے نہیں لے آئیں۔ یہ تو دیکھیں یہ ہمارے سوچنے کی باتیں ہیں یہ ہمارے بچے ہیں۔ یہ انکی خوراک کی انکی زندگی کی ان کی تیل کی ان کی صحت کی ان کی تعلیم کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ خداوند و تبارک و تعالیٰ کے بعد انہوں نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ انہوں نے غلط فیصلہ کیا یا اچھا فیصلہ کیا ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پتہ نہیں انہوں نے فیصلے کیئے کچھ فیصلے اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ آج پھر دوبارہ یہ crisis اُٹھ گیا۔ یہ انڈسٹری اٹھارویں ترمیم کے بعد ہم نے دس دفعہ کہا کہ بھئی ہمارے ساتھ بیٹھیں ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ اس صوبے میں ہم ایک انرجی پالیسی بنائیں گے۔ Energy does not means only electricity. صرف بجلی کا نام نہیں ہے انرجی میں تیل، انرجی میں گیس، انرجی میں پیٹرول انرجی میں ڈیزل، انرجی میں مٹی کا تیل کیروسین آئل۔ انرجی میں renewable energy، ہوا سے بننے والی، بجلی، سارے شامل ہوتی ہیں۔ We can develop very classic land

for this province. ہم یہاں کے لوگوں کو اس احساس محرومی سے اس غربت سے، اس بدحالی سے نکال سکتے ہیں۔ Let's sit with us. یہ پی ایس ڈی پی پر جو پیسے ہم ضائع کرتے ہیں۔ مجھے خوش کرنے کے لئے اس کو خوش کرنے کے لئے۔ Let's develop it. ہمیں محتاج نہیں ہونا پڑے گا عمران خان کا نہیں ہوگا ہمیں وفاق کا نہیں ہونا پڑے گا ہمیں مریم نواز اور بلاول کا نہیں ہونا پڑے گا۔ ہمارے پاس ساری چیزیں ہیں لیکن جناب والا وہی ہوا ایک سال تک پھر ان چیک پوسٹوں سے پیسے اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں حلفیہ کہوں گا کہوں گا میں آپ کو calculation کر کے بتاتا ہوں جو پیٹروول اور ڈیزل کا کاروبار کرنے والا شہزادہ ہے اُسکی آنکھیں سرخ ہیں دو دو دن وہ نیندا کئی نہیں ہوتی ہے آخر میں اُنکی کمائی چار سے پانچ ہزار روپے ہیں۔ لیکن چیک پوسٹوں پر بیٹھے ہوئے اہلکاروں اور بھتہ خوروں کی جب آپ دیکھیں کمائی کروڑوں میں ہیں۔ اربوں میں ہیں۔ This is a Mafia. وہ بیچارے آپ کے لئے کمار ہے ہیں ایڈمنسٹریشن اُن سے پیسے لے رہا ہے۔ ہم نے کہا کہ اس کو ریگولرائز کریں۔ اس صوبے کو عزت دیں۔ لوگ ہنستے ہیں اس صوبے پر۔ ہم بھی دوسروں صوبوں میں داخل ہوتے ہیں کسی میں مجال نہیں ہے کہ ہماری گاڑیوں کو روکیں کہ آپ کون ہو۔ اپنے ہی صوبے میں خدا واحد و شاہد ہے کہ اپنے ہی ڈرائیور اور باڈی گارڈز کے آگے ہم شرمندہ ہیں۔ ہر دوسرے چوک پر روکتا ہے کہتا ہے ”صاحب! اُنت پاوتے؟“ کیا کہوں اُس کو؟۔ بولو بھائی ایم پی اے ہے کیا کریں۔ کچھ اُن میں سے ایسے ہیں کہ اُنکو ایم پی اے کا سمجھ ہی نہیں ہے۔ پھر اُسکو سمجھاتے ہیں ”ثناء اللہ بلوچ ہے“۔ بھئی! ثناء اللہ بلوچ کون؟۔ بھئی! ایم پی اے خاران ہے۔ اچھا! وہ ایم پی اے کیا ہوتا ہے؟۔ یہ حالت ہے ہماری۔ کسی اور صوبے میں ہمیں بھی کوئی اتنی تذلیل نہیں کرتا اپنی صوبے میں ہمارا کیوں ہم نے یہ صورت حال بنائی ہے؟۔ اب میں آتا ہوں جناب والا!۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ تھوڑا مختصر کر دیں۔

ثناء اللہ بلوچ۔ sir میں ابھی تک تو 2020ء کے قصبے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ میرے خیال سے 2021ء تک آپ لوگوں نے اجلاس کو چلانا ہے۔

ثناء اللہ بلوچ۔ جناب والا! ابھی 2020ء کا اختتام ہو رہا ہے۔ دیکھیں! جو تو میں، آج یہ اجلاس کو پانچ چھ دن چلائیں۔ ویسے تو یہ ہے کہ اس حکومت کو ایک ہفتہ پہلے اجلاس کو بلانا چاہئے تھا۔ کہ 2020ء میں ہم نے اس قوم اور اس صوبے کے لئے کیا کیا ہے؟۔ ہم نے اپنے صوبے کے لوگوں کو دیا کیا۔ ہم نے اُن سے لیا کیا۔ یہ اُنکا ایجنڈا ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ ہمیں دعوت دیتے کہ آئیں احتساب کا عمل ہے ہم نے گورننس میں، سیکورٹی میں،

ڈیولپمنٹ میں، ایجوکیشن میں، اکانومی میں اس صوبے کو دیا گیا۔ آئیں ہم لوگ ایک بار debate کرتے ہیں، خندہ پیشانی سے، یہ اُنکی ذمہ داری تھی لیکن ہوا نہیں۔ جناب والا 2020ء ڈنڈے، جیل، تھانے، ڈاکٹروں سے لیکر اسٹوڈنٹس سے لیکر آج تک آخری دن 2020ء کا ڈنڈے، لالچی اور گاڑیوں میں خواتین کو بھرنے پر گزر گیا ہے یہ 2020ء بلوچستان میں گزرا ہے۔ آتا ہوں جناب والا اب ایجنڈا fence کا۔ میرے دوست نے کہا A.G صاحب نے fence کے حوالے سے جو پڑھا انہوں نے۔ A.G صاحب نے۔ کیونکہ تفصیل نہیں پڑھی میں تھوڑی سی تفصیل میں ایک بات بتاؤں جس میں کورٹ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ definitely اُس نے کہا ہے کہ یہ اسمبلی بڑا important forum ہے۔ ہمیں ساری دنیا سمجھاتا ہے کہ آپ کی اسمبلی بہتر فورم ہے۔ لیکن ہم اپنی اسمبلی کی حیثیت کو نہیں سمجھتے۔ اس اسمبلی کی حیثیت کو ہم نے خود ختم کر کے رکھ دیا ہے یہ بلوچستان کی تاریخ کا سب سے بڑا important اسمبلی اور جگہ بن سکتا تھا۔ بلوچستان کو آگے لے جانے کے لئے۔ جناب والا! جب fence کا فیصلہ ہوا۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ اندازہ لگائیں کہ بلوچستان میں جو ماورائے آئین، ماورائے عدالت، ماورائے قوانین، جتنے فیصلے گذشتہ بیس سالوں میں ہو رہے ہیں، اسلام آباد والے تھوڑی دیر کے لئے تجزیہ کریں کہ کیا وہ بلوچستان کے عوام کے دل اور دماغ جیتنے میں کامیاب ہوئے ہیں؟۔ نہیں ہوئے ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہوئے ہوتے تو یہ کچھ دنوں کے جلسے، جلوس اور احتجاج یہ اسکی عکاس ہیں۔ بلوچستان کے عوام کے دل و دماغ نہیں جیتے گئے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کے دل اور دماغ پر راج کرنے کے لئے محبت، یگانیت، بھائی چارہ، عزت نفس کی بحالی کا جو ایجنڈا تھا اُس پر آج تک کسی حکومت نے کام نہیں کیا۔ خوف کے ذریعے امن قائم ہوتا ہے۔ آپ اس وقت کسی قبرستان میں جائیں سب سے زیادہ خاموشی ہے۔ جس معاشرے میں خاموشی ہوتی ہے اُسے ترقی یافتہ معاشرہ نہیں کہتے۔ ایک مسترد معاشرہ ہمیشہ ہلنے چلنے والا معاشرہ، بولنے والا معاشرہ، باشعور معاشرہ ہی ایک مہذب معاشرہ کہلاتا ہے جہاں لوگوں کو سمجھ آتی ہے کہ ہمارے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ بلوچستان اُن معاشروں میں سے ایک معاشرہ ہے جہاں پر بلوچستان میں جب زیادتی ہوتی ہے تو لوگ اُٹھتے ہیں، اب جناب والا! دیکھیں جب بالخصوص اتنا بڑا فیصلہ آپ کرنے جاتے ہیں۔ ابھی ہمارے دوست نے کہا سی پیک کے حوالے سے، خود کہتے ہیں، جب ہم یہ باتیں کہتے تھے کہ جی بلوچستان کو اسلام آباد نے ہمیشہ نظر انداز کیا ہے۔ fancy تقریریں ہوتی ہیں۔ فینسی پروگرامز ہوتے ہیں۔ فینسی مجلسیں ہوتی ہیں۔ پچیس دسمبر کو قائد اعظم محمد علی جناح صاحب کی جو ہے برسی کے حوالے سے جو یوم پیدائش کے حوالے سے، جو زیارت میں دن منایا گیا وہاں پر ایک بات کی گئی کہ

محمد علی جناح صاحب کو بلوچستان سے اتنی محبت تھی کہ انہوں نے اپنے آخری ایام یہاں گزاری۔ مجھے دیکھ کے، میں نے کہا کہ کاش کہ انسان کے پاس وسائل ہوتے، ہم سارے بڑے کمزور انسان ہیں محمد علی جناح صاحب سے ایک مکالمہ ہوتا۔ کہ محمد علی جناح صاحب! موجودہ بلوچستان کے حالات کو دیکھ کر کیا آپ خوش ہیں؟۔ کہ آپ نے اس بلوچستان کے لئے اپنی گزارے تھے۔ جہاں پچیس سالوں سے بچے تعلیم سے محروم ہیں؟۔ محمد علی جناح صاحب! آپ کی محبت آپ کی مہربانی 104 اکتوبر 1947ء کو بہت سے معاہدات ہمارے ساتھ آپ نے sign کیے۔ کیا جہاں پر ابھی تک اکیسویں صدی میں ہم صرف تیل بارڈروں سے ہمارے بچے، ہمارے شہزادے تعلیم سے محروم، لاتے ہیں۔ جانوروں کی طرف اپنی پیٹ پر سامان چمن بارڈر کے بارڈر سے یہاں لے آتے ہیں اور اسکے باوجود بھی ان پر وہاں گولیاں چلتی ہیں۔ ان پر راستے بند کر دیئے جاتے ہیں محترم محمد علی جناح صاحب کیا آپ مطمئن ہیں بلوچستان کی اس حالت سے؟۔ محترم محمد علی جناح صاحب جہاں پرسرکوں پر روز خواتین کو گھسیٹ گھسیٹ کر گاڑیوں میں ڈالا جاتا ہے۔ آپ مطمئن ہیں بلوچستان کی اس حالت سے جہاں پر اسلحہ بردار جھتہ بردار قانون کی خلاف ورزی کرنے والے گروہ جو ہیں دن بدن لوگوں کو اٹھاتے ہیں ماں اور باپ یہاں پرسرکوں بیٹھے ہوئے ان کے لئے انکی آزادی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ جناب! آپ تو ایک وکیل تھے، آپ ایک بہت دنیا کے عالمی سطح کے وکیل تھے، آپ نے ایک ملک کو آزاد کیا، آپ نے ایک ملک بنایا جناب محمد علی جناح صاحب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کیا بلوچستان میں قانون کی حکمرانی ہے؟۔ اگر یقیناً محمد علی جناح صاحب میں اب نہیں کہہ سکتا ہوں شاید لیکن یقیناً انکے آنکھوں میں آنسو ضرور آ جاتے بلوچستان کی ان حالات کو دیکھتے ہوئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان عشاء)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جی۔

ثناء اللہ بلوچ۔ جناب اسپیکر! میں بات کر رہا تھا گوادری کی fencing کے حوالے سے۔ آج کی جو judgment ہے 2020ء کا جس میں چیف جسٹس محترم نے یہ جو judgment دی ہے جس میں اے جی صاحب نے assurance دیا ہے کہ یہ اسمبلی میں بحث ہوگا محترم ایم پی اے صاحب نے پٹیشن فائل کیا تھا ہمارے ایک بلوچستان کے ہائی کورٹ کے تمام وکلاء صاحبان نے کیونکہ یہ آئین کی ماورائے آئین، آئین کا آرٹیکل 15 پندرہ جو آمد و رفت آزادی کی بات کرتا ہے انسان کی جو ہے آزادی کی بات کرتا ہے یہ اس کی خلاف

ورزی ہے Universal Declaration of Human Rights کا آرٹیکل 13 ہے یہ اس کی خلاف ورزی ہے جہاں انسان کی آزادی آمد و رفت کو روکنے اس پر قدغن لگانے کے خلاف ہے اس کی جناب والا خلاف ورزی ہے۔ جبکہ تمام معززین آرائین گئے تو کورٹ نے جناب والا اس کا پیرا نمبر 6 ہے اگر آپ کے پاس پڑا ہوگا کیونکہ آپ کا بڑا اہم آج رول ہے یہ اسمبلی جو decide کرنے جا رہا ہے یہ ہائی کورٹ بلوچستان بھی اس کو follow کریگا اور اسی کے basis پر آگے شاید کیس بھی چلے اگر ہو سکتا ہے محترم چیف منسٹر صاحب جو ہے اعلان کر دیں کہ یہ جی بالکل غلطی ہو گئی تھی ماورائے آئین، ماورائے قانون ہے۔ اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے پروسس کے بعد ایک public consultation کے بعد ایک سیکورٹی پلان بنایا جائیگا پورے بلوچستان کے لئے۔ we are ready to talk اس جناب والا پیرا۔ 6 کہتا ہے۔

Aurguments served, records pursued, on the last date of hearing we had asked the governmnt of balochistan to reply to the following querries.

یعنی بلوچستان اسمبلی میں یا بلوچستان اسمبلی کے بعد اُنکو چاہئے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

No.01. Whether the contention of the Petitioner to access the Gwader Town is intended to be fenced.

کیا آپ گوادرنٹاؤن کو مطلوب ہے یا اس کو fence کرنا چاہتے ہیں؟۔

No.02. Whether any law, order or notification has been issued in this behalf, if so, what is the purpose.

نمبر 2- important کہ جب آپ اگر کوئی fence کرنا چاہتے ہیں یا اس طرح کا باڈ وغیرہ لگانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ نے کوئی قانون سازی کی ہے۔ آپ نے کوئی نوٹیفکیشن کوئی ایکٹ کوئی اس طرح کا رول بنایا ہے؟۔ اگر کیا بھی ہے تو اس کے مقاصد بھی ہونے چاہیے objectives بھی ہونے چاہیے۔ وہ ہمیں بتائیں۔ یہ جناب والا اس پورے اس کا مغز جو ہے اس فیصلے کا یہی ہے کہ حکومت بلوچستان سے جس طرح ہم دو سوال پوچھ رہے ہیں۔ وہ دو سوال وہ بھی پوچھ رہا ہے = معزز کورٹ اس اسمبلی کے توسط سے۔ اب جناب والا پوری دنیا میں جب باڈ وائر لگایا جاتا ہے، fencing کی جاتی ہے یا کوئی ایسا wire جس میں spikes ہوں کانٹے ہوں یا کوئی ایسی دیوار لگائی جاتی ہے جس کے اوپر شیشہ ہو یا اس میں کسی جانور کو انسان کو زخمی کرنے کا

مختصر شامل ہو یہ دنیا کے انٹرنیشنل لاء ہے۔ یہ قوانین ہیں۔ میونسپل لاز ہیں۔ ریجنل لاز ہیں۔ نیشنل لاز ہیں اس پر ساری چیزیں ہیں کہ آپ ان کے لئے بغیر قانون سازی کے بغیر کسی مقصد کے آبادیوں سے دور اگر اس کو بناتے بھی ہیں تو یہ آپ کو بتانا ہوگا۔ بغیر کسی قانون کے آپ اس طرح کے چیز نہیں لگا سکتے جس کی لوگوں کی آئین کی violation ہو، particularly آرٹیکل 15 آئین اور اس کے علاوہ Universal Declaration of Human Rights کا آرٹیکل 30 اس کے خلاف ورزی ہو۔ آپ یہ نہیں کر سکتے۔ پھر تیسری بات آجاتی ہے۔ اگر یہ سب چیزیں ہو بھی جاتی ہیں، آپ لاء بھی بنائیں۔ آپ سب کریں۔ پوری دنیا میں جناب والا ایک اصول ہے۔ Gwader, Balochistan is a sensitive province. ہم ایک فیڈریشن ہیں ہم unitary-system میں نہیں رہ رہے۔ Within federation جب فیڈرل گورنمنٹ کو مقصود ہو کسی جگہ پر کوئی خصوصی اقدامات کرنے۔ یعنی وہ کہیں پر چھاؤنی بنانا چاہیں، کہیں پر باڑ لگانا چاہیں کہیں پر سیکورٹی کے چیک پوسٹ لگانا چاہیں۔ یا کوئی اور کرنا چاہیں۔ تو وہ صوبائی حکومت کی اجازت سے نہیں کرتے۔ تو فیڈریشن کا concept کیا ہے۔ Unity-States میں یہ ہوتا ہے کہ جہاں پر وفاقی جو سینٹرل گورنمنٹ ہے، اس کو مکمل اختیار ہوتا ہے کہ وہ جو فیصلے کرے یا نہ کریں۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد کی جو ساری لڑائی ہوئی بلوچستان میں جنگ ہوئے دعویٰ ہوئے 2010ء میں اٹھارویں ترمیم آئی۔ اس کے بعد یہی اختیار ہوا کہ یہ جولاء اینڈ آرڈر ہے، سیکورٹی ہے، fencing۔ These are the provincial issues and subjects. تو جناب والا اگر آپ کوئی کوئی اس طرح کا قدم اٹھانا بھی چاہتے ہیں۔ اس کے لئے بھی پھر پانچ چھ democratic principles ہیں۔ جمہوری اصول جن کو کہا جاتا ہے۔ نمبر 1 مشاورت ہوتی ہے جناب والا! consultation۔ public consultation نمائندوں کے ساتھ اسمبلی سے consultation، مشاورت۔ وہاں کے عوام کے ساتھ جن کی تجارت معیشت، شہرستان، قبرستان، مسجدیں، گھر اور ان کی ساری دیہات، آبادیاں، اُن کی تاریخی زندگی کے جو راستے چھوٹے موٹے وہ جو سب متاثر ہو رہے ہیں You have to take that population into confidence. ان کو آپ نے confidence میں لینا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا جب اس سے چھوٹے فیصلوں public hearings ہوتی ہے جس کو کہتے ہیں شنوائی۔ آپ اخبارات میں دیدیتے ہیں آپ اس کا نقشہ دیدیتے ہیں۔ آپ اس کے مقاصد دیدیتے ہیں۔ پھر اس بعد آپ کہتے ہیں لوگوں کو میں سے پچیس دن کا ٹائم دیدیتے ہیں کہ جناب والا آپ کو اس پر اعتراضات کیا ہیں؟۔ آپ ایک public-hearing

کے ذریعے سے لوگوں کی جو ہے رائے لیتے ہیں۔ اگر اکثریت رائے آپ کے پاس ہوتی ہے ٹھیک ہی ہے۔ اگر شنوائی میں اکثریت رائے آپ کے حق میں نہیں ہیں۔ آپ ایسے پروجیکٹس کو پروپوزلز کو شیلف کر دیتے ہیں۔ participations ہوتی ہیں۔ شراکت ہوتی ہیں۔ شراکت means جب اس طرح کا عمل کر رہے ہیں اس میں even پرائونٹل گورنمنٹ کی poarticpataion نہیں ہے۔ اس وقت یہ کورٹ نے یہ سوال اس پٹیشن میں بھی کیا ہوا ہے کہ جناب والا اس کے لئے پیسے کون دے رہا ہے اور یہ لگا کون رہا ہے؟ کسی کو بھی پتہ نہیں ہے۔ یہ کورٹ نے اس میں mention کیا ہے یہ فیڈرل پی ایس ڈی پی کا حصہ نہیں ہے پرائونٹل پی ایس ڈی پی کا حصہ نہیں ہے اس کو کون سی ایجنسی execute نے کر رہی ہے یہ کب ٹینڈر ہوا تھا؟ کس اخبار میں آیا؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ یہ کورٹ نے یہاں پر بھی پوچھا ہے۔ تو جناب والا اسی لیے کہتے ہیں کہ آپ participation کیلئے حتیٰ کہ پرائونٹل گورنمنٹ کو لیکے اعتماد میں، کیبنٹ اس پر بات کرتا سارے نمائندوں کے ساتھ پھر کیبنٹ کے کچھ بنجیدہ، sensitive، مہذب جو ہمارے دوست ہیں۔ وہ کہتے چلتے ہیں اسمبلی میں کچھ اور بھی دوست ہیں جن کے علاقے ادھر ہیں، ادھر کے ایم پی اے اپوزیشن میں ہیں۔ Let's take it to Balochistan Assembly اور یہاں پر بات کرتے کوئی دشمن نہیں ہے بلوچستان کا۔ ظہور صاحب! آپ نے جو بات کی کہ ہم بلوچستان میں امن چاہتے ہیں۔ ہمارے شہرستان، قبرستان، ہماری ساری چیزیں یہیں پر ہیں یہ ہمارا وطن ہے۔ یہ ہماری مٹی ہے۔ اس سے ہمیں محبت ہے۔ ہم بلوچستان کو کیسے خون میں جو ہے خون آلود دیکھنا چاہتے ہیں؟ لیکن بلوچستان میں خوف اور fencing کے ذریعے باڑا دائر کے ذریعے سے امن و سکون نہیں آسکتا۔ اس کے علاوہ جناب والا۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ثناء صاحب! آپ ٹائم ہو گیا ہے۔

ثناء اللہ بلوچ۔ نہیں سر میں ابھی تک تو وہ باقی ایشوز پر میں بات نہیں کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ابھی تو سارے ساتھی رہتے ہیں آپ کے بعد اس کو۔

ثناء اللہ بلوچ۔ میں جناب والا اس پر آ رہا ہوں ابھی دیکھو میں اس وقت۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ کی ٹائم کی بات بھی ہو گئی کوئی اور کون اپنا ٹائم دینا چاہتے ہیں۔

ثناء اللہ بلوچ۔ اسپیکر صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں محترم چیف منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ ہوتا ہے حکومتوں

سے چھوٹی موٹی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں۔ غلطی ہو جاتی ہے۔ یہ democratic principles

sometimes ہم بھول جاتے ہیں۔ اور سائیڈ ہو جاتا ہے آج کے اس فورم میں کم از کم بہت

deliberately یہ کہیں کہ بلوچستان ایک بہت ہی خود مختیار صوبہ ہے۔ ہم اپنی پالیسیاں خود بناتے ہیں۔ ہم نے اپنے لوگوں کو سیکورٹی دینی ہے۔ ہم اپنے غریب بجٹ میں جہاں پر ہمارے 87% فیصد آبادی بھوک کا شکار ہے اس باوجود ہم 80 ارب روپے law enforcement agencies کو دیتے ہیں۔ ہم اپنی سیکورٹی کرینگے ہم روز صرف اس خوف سے کہ جناب والا ادھر دہشتگردی کا واقعہ ہوا ہے تو یہاں پر ساٹھ کروڑ کی fencing کرو۔ سیکورٹی کیا ہوتی ہے فزیکل سیکورٹی نہیں ہوتی ہے۔ گوادر میں آپ نے لوگوں کو empower کرنا ہے۔ آپ نے ان کو سیکورٹی دینی ہے اچھی صاف پانی کے ذریعے سے آپ ان کو سیکورٹی دینی ہے ایجوکیشن کے حوالے سے آپ نے ان کو سیکورٹی دینی ہے employment کے حوالے سے روزگار کے حوالے سے آپ نے گوادر اور بلوچستان کے لوگوں کو سیکورٹی دینی ہے اسکیل ڈویلپمنٹ کے حوالے سے آپ نے گوادر کے لوگوں کو سیکورٹی دینی ہے overall اس revenue sharing میں اس پورے process میں اس کو حصہ دار بنانے سے اس سے ہوتی ہے سیکورٹی، سیکورٹی تاروں سے آتی تو جناب والا پوری دنیا میں جو ہے تو میں صرف تاروں پر ہی گزارہ کرتے پھر fencing کی کمپنیاں سب سے زیادہ بڑی ہوتی اور سب اسی سے ہوتی جناب والا میں آتا ہوں امن وامان کی طرف میرے دوستوں نے تفصیل سے بات کی مجھے پتہ ہے اب زیادہ بات کا موقع بھی نہیں ہے۔ دیکھیں صوبو چستان میں امن وامان کی صورتحال بگڑتی جا رہی ہے اور یہ مزید بگڑے گا میں نے آج سے دو سال پہلے یہ predict کیا تھا پیشنگوئی کی تھی آج پھر پیشنگوئی کر رہا ہوں۔ کیونکہ امن وامان کا تعلق بندوق سے وردی سے چیک پوسٹوں سے، fencing پر نہیں ہے یہ یہاں کی معیشت سے ہے یہاں کی تعلیم سے ہے یہاں کی روزگار سے ہے یہاں کی تجارت سے ہے یہاں کی حکمرانی طرز سے منسلک ہے۔ امن وامان کبھی بھی کسی law enforcement agencies کی بندوق سے نہیں آسکتی۔ یہ آسکتا ہے، It is a comprehensive package with education, with empowerment, with employment. آپ ہمیں ایک انرجی نہیں دے سکتے آپ ٹھہرتی سردی میں لوگوں کو جو ہے اچھا گیس نہیں دے سکتے۔ امن کہاں دینگے؟۔ اس کی وجہ یہ ہے جناب والا ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت اپنی غلطیوں کو جب سے لاء اینڈ آرڈر کی سیکورٹی میں ناکام ہوتے ہیں، نصر اللہ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ ”محمود خان صاحب کے خلاف دو آدمی کھڑا کر دو۔ سردار اختر مینگل کے خلاف دو کھڑا کر دو۔ دو ثناء بلوچ کے خلاف کھڑا کر دو، دو اس کے خلاف کھڑا کر دو“۔ جناب والا میں صرف ریاست کے ذمہ دار اداروں کو ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں یہ concept نہیں ہے کہ سیکورٹی

sublet نہیں کیا جاتا۔ ستراب روپے بلوچستان میں خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا کی یہ واحد ریاست ہے جو اپنی legitimacy اپنی چائزیت، اپنا اختیار sublet کرتا ہے جتہ بردار بندوق برداروں کو۔ ان کو جن کو معاشرے میں کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں ہوتی ہے۔ جب ریاست اپنی legitimacy اپنا اختیار اپنی چائزیت اور اپنی طاقت جو ہے وہ جتوں کو دیتا ہے۔ اور خود سمجھتا ہے کہ بلوچستان میں امن آئیگا۔ ایسا امن بلوچستان میں کبھی نہیں آئیگا۔ اس سے امن نہیں، اس سے فساد آئیگا۔ اس سے جھگڑے آئیگے۔ آپ کا جو خواب ہے سی پیک کا وہ پورا نہیں ہوگا۔ ہمارا جو خواب ہے خوشحال بلوچستان کا۔ اور بلوچستان کے عوام کے ترقی کا، وہ پورا نہیں ہوگا۔ چیزوں کو سمجھنا ہوگا۔ یہ صوبہ اس طرح چل نہیں سکتا۔ اس صوبے کو اس طریقے کے مطابق آگے بڑھایا نہیں جاسکتا۔ ہم نے ہمیشہ، میں نے آج سے کچھ دن پہلے جب یہ کہا تھا This province may be the grand discussion in grand debate. ایلیٹ مسٹ دنیا کا ابھی سب کامیاب سائنسدانوں میں سے جو interpenure بھی ہے۔ اُس نے ٹیکسلا بنایا۔ آپ نے نام سنا ہوگا یا نہیں سنا ہوگا جو انسانوں پر ایٹمیٹیو جو آپ بھی جانا چاہے وہ آپ کو بھی وہ مرخ پر لیجائیگا۔ اُس نے کل برسوں میں ان کا ایک انٹرویو پڑھا تھا اس نے کہا کہ دنیا میں ترقی ہو سکتی ہے، جو تو میں پاور پوائنٹ پر پریزنٹیشن، کانفرنس رومز سے لیکر نکلیں گی وہ تو میں ترقی کریں گی۔ بلوچستان اور پاکستان پورا ایک کلچر ہے۔ بد قسمتی سے actin-oriented بروقت فیصلوں سے محروم اگر ہمارے ہاں طریقہ کار ہوگا جناب والا یہ صوبہ مزید پسماندگی کی طرف جائیگا۔ یہ صوبہ مزید جہالت کی طرف جائیگا۔ ہم بار بار یہ بات کی ہے۔ اور یہ سارا بوجھ، میں جس طرح ہر وقت پی ایس ڈی پی بات کرتا تھا کہ یہ جو آپ پیسے ڈالتے ہیں۔ اگر آپ کو reframe کریں اگر آپ کو تھوڑا readjust کریں آپ کو reallocate کریں ادھر ایڈجسٹ ہوگا امن آئیگی خوشحالی آئیگی مسکراہٹ آئیگی برادری آئیگی بھائی چارہ آئیگی سچہتی آئیگی یگانگت آئیگی محبتیں بڑھیں گی۔ دل اور دماغ لوگوں کی نزدیک ہونگے۔ ہاں اس کے لئے سائنس magic نہیں چاہیے۔ کوئی جادو کی لاٹھی نہیں۔ اس کے لئے fence تاریں نہیں چاہیے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا جو امن و امان کے حوالے سے ایک بلوچستان میں مسلسل بد امنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور ہمیں افسوس ہے چاہے کوئی بھی شہید ہوتا ہے۔ چاہے law enforcement agencies کا بندہ ہو چاہے عام شہری ہو چاہے کوئی سیاسی کارکن ہو کوئی بھی ہوتا ہے جناب والا سارے انسانوں کا خون سرخ ہے ہم کسی بھی طریقے سے تشدد کی، violence کی یا violence کو promote کرنے کی یا اس کو exhibit کرنے ان کی شوشا کرنے کی کسی جگہ پر بھی ہم ڈیمانڈ نہیں کرتے لیکن State کی

responsible اداروں کو چاہئے تو ان کو بیٹھنا ہوگا اس طرح نہیں ہوگا جس طریقے سے puppit طریقے سے جس کمزور طریقے سے اس صوبے کو چلایا جا رہا ہے۔ یا ان کی پالیسیاں چلائی جا رہی ہے یا جس طریقے سے sublet کیا جا رہا ہے سیکورٹی کو۔ یہ ہمارے لیے تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔ اس میں ہمارے اولاد ہمارے آنے والے نسلیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ ان کی نسلیں پتہ نہیں ہے یہاں رہتے ہیں نہیں رہتے ہیں۔ لیکن کم از کم ہمارا صوبہ ہمارے لیے جہنم بن گیا ہے۔ یہ کسی بھی جگہ کوئی بھی شہر اس میں محفوظ نہیں۔ جناب والا میں ایک چھوٹی سی بات آخر میں، میں اپنا بھی اس کو اختتام کرتا ہوں گو کہ میری خواہش تھی منشیات بہت بڑا ٹاپک ہے شاید ہم پرسوں ترسوں آپ اجلاس بلائیں گے۔ اس میں ہم اس پر بات کریں گے۔ قبائل کا ایٹھ ہے۔ جناب والا! جو کرونا آیا، اسکول بند ہوئے۔ CTSP کے حوالے سے میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ دیکھیں! آپ پیر وزگاری کیسے ختم کریں گے۔ آپ لوگوں کو کہتے ہیں کہ تیل کا کاروبار نہ کریں۔ ہم نے CTSP کے حوالے سے 2019ء میں ایک initiative لیا، آپ نے۔ یہاں پر ایک سال تک آپ نے ان کو بالکل وہ کیا کہتا ہے سرد خانے میں رکھا۔ اب جا کر کچھ کے orders ملے ہیں۔ کچھ 13-2012ء کے تھے جن کے فارم جمع کر دیئے گئے تھے۔ legal نوجوان ہیں، ان کو اس وجہ سے نہیں دیا جا رہا کہ آپ نے 2012ء میں جو ہیں اپنا جو ہیں PTC وغیرہ کا course کیا ہے۔ جی course تو کیا ہے اُس نے۔ اس کے علاوہ اس کے marks کو۔ میری یہ گزارش ہے حکومت سے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں پیر وزگاری ختم ہو تو تعلیم کے حوالے سے بہت بڑا انقلاب آئیں۔ تو جناب والا جو 50% کا crash-hold ہے اُس کو 40% پر لے آئیں۔ تاکہ 6 سے 7 ہزار اور نوجوان آپ کے education system میں جائیں۔ جو انہی آپ کے school کھلیں ان کی training ہو اور آپ کی اسکولوں کو جو ہیں بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کر سکیں۔ ہمیں کچھ بڑے bold decision لینے پڑیں گے اور اسکول صرف یہ نہ سمجھیں کہ یہ position کی خواہش ہیں یہ آپ کی اراکین کی بھی خواہش ہو سکتی ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آئین، قانون اور عوام کی رائے کی روشنی میں گوادری کی fences کی حوالے سے۔ نہ صرف اسکو suspend کیا جائیں گا اس کو مکمل طور پر terminate کیا جائے۔ جو چھوٹے موٹے fences کھڑے کر دیئے گئے ہیں ان کو فوری طور پر ختم کیا جائے لوگوں کا confidence ریاست پر حکومت پر بلوچستان پر بحال کیا جائے۔ اور اس کے بعد آئین اور قانون اور دائرے میں رہتے ہوئے بیٹھیں۔ چاہے گوادری کا master plan ہے safe city plan ہے یا وہ

کیا کہتے ہیں smart city plan ہے ہم پورے بلوچستان کے لیے develop کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹوں میں ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اسمین اور safe smart city میں اہمیت پہلے تعلیم کو ہونے چاہیے۔ صحت کو ہونے چاہیے۔ روزگار کو ہونے چاہیے۔ اچھی ہنرمندی کو ہونے چاہیے۔ صنعت ہونے چاہیے نہ جو ہیں ہمارے شہروں کو پنجرہ بنانے کی۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکر یہ ثناء بلوچ صاحب۔ جی ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اس موضوع پر میرے دوستوں نے بہت طویل گفتگو بھی کیا ہے۔ اور آج کے یہ پانچوں اہم نکات ہیں۔ جس پر آج کی اجلاس کو requisite کیا گیا ہے جناب اسپیکر صاحب اس میں گوادر شہر میں باڑ لگانا بلوچستان میں امن وامان۔ آئین کی پامالی۔ بلوچستان میں قبائل کی زمینوں پر قبضہ۔ اور بلوچستان میں منشیات کا مسئلہ۔ ویسے تو جناب اسپیکر صاحب اس میں ہر موضوع پر پورے دن بولا جاسکتا ہے۔ اور ایک سب کو ایک موضوع پر اکٹھا کر کے پھر بھی بہت کچھ بولا جاسکتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب کچھ ایسے مسائل ہیں بلوچستان کے۔ جب ہم اس کو اس فورم forum پر لاتے ہیں تو اکثر یہاں پر کوشش کی جاتی ہے کہ اس کو روم کو کسی نہ کسی تھوڑا دیا جائے اور ان موضوع پر بات نہ ہو۔ آپ نے دیکھا جب چمن کا مسئلہ آیا ہم نے یہاں پر بات شروع کی۔ حکومت کی طرف سے کوشش کی گئی پہلی دفعہ یہاں پر کورم کو تھوڑا دیا گیا لیکن پھر دوسرے اجلاس میں اسی چمن کے موضوع پر بات ہوا کہ اس کے بعد چمن میں ایک بہت بڑا سانحہ پیش آیا۔ جس میں 7-8 افراد شہید ہو گئے اور بہت سارے زخمی بھی ہو گئے جناب اسپیکر صاحب گوادر کی ترقی گوادر کی خوشحالی میرے خیال میں جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے۔ جو خواب گوادر کے عوام نے دیکھی تھی آج ان کا وہ خواب اس وقت جب بلوچستان نیشنل پارٹی اپنے کچھ خدشات کا اظہار کرتا تھا۔ کہ یہ جو ترقی کی جا رہی ہیں گوادر کے عوام کے لیے نہیں ہیں۔ اس وقت گوادر اور بہت سارے سیاسی پارٹیاں یہ کہتے تھے کہ نہیں گوادر کے عوام کے کچھ لوگ بھی یہی کہتے تھے کہ نہیں۔ بلوچستان نیشنل پارٹی یہ ترقی دشمنی کا اظہار کر رہا ہے لیکن آج گوادر کے عوام پر جسطرح زمین تنگ کیا جا رہا ہے سب سے پہلے تو گوادر کے اصل مکین وہاں کے مچھرے تھے جو صبح سمندر میں چلیں جا کر شکار کرتے ہیں۔ اور رات کو اپنے روزی کما کر اپنے بچوں کا گزارہ کرتے۔ اُن کو کسی نہ کسی طرح سے سمندر سے اٹھا کر کئی دور منتقل کرنے کی کوشش کی گئی اصل میں گوادر کے عوام وہی تھے۔ پھر اس کے بعد دیکھا گیا کہ اسی سمندر کے ساتھ یہاں پر ان کی کشتی لگتی ہیں

- جہاں پر مچھرے لاکر اپنے وہ مچھلیاں اتارتی ہیں جس کو بے ٹی کہتے ہیں وہاں پر کوئی روڈ گزار دی گئی ان کو پھر دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ جناب اسپیکر صاحب آپ نے دیکھا جس طرح میرے وزیر دوست ہمارے finance minister نے گوادری ترقی کا بڑا اظہار کیا کہ بہت سارے چیزیں ہمیں گنوائیں کہ یہ یہ چیزیں گوادری میں ہونے جا رہے ہیں۔ میں صرف گوادری کی پانی کی مسئلے پر بات کروں گا جناب اسپیکر صاحب۔ یہ تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہونے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش ہوئی وہ کچھ ڈیمیں جو بنی ہوئی تھی۔ اس میں پانی آ گیا آج گوادری کے عوام کم از کم اس کو پینے کا صاف پانی تو میسر آیا۔ اس سے پہلے تو آپ دیکھتے تھے پٹرول کی قیمت سے زیادہ ایک بوتل پانی کی قیمت وہاں پر تھی اور روز آپ کو social media پر دیکھتے کہ لوگوں کے ہاتھوں میں بوتل ہوتے تھے لوگوں کی ہاتھوں میں کنستہ ہوتی تھی۔ اس طرح کو بڑی طرح آنکھیں بند کر کے خوشی کا اظہار کرنا اور بہت سارے چیزیں لوگوں کو گنوانا میرے خیال میں یہ جس طرح بھی اس پر کہا جائے۔ آج اگر خدا نخواستہ خدا نہ کریں اس صوبے کے اندر قحط سالی اور خشک سالی کی ایک طویل 7-8 سال 97ء سے لے کر 2001ء تک طویل خشک سالی کی وہ لہر چلی۔ یہاں پر ہزاروں ٹیوب ویل خشک ہو گئے۔ لاکھوں درخت خشک ہو گئے ہمارے ڈیم خشک ہو گئے جناب اسپیکر صاحب لوگوں نے اپنے گاؤں اور دیہات چھوڑ کر کراچی اور دوسرے شہروں کا رخ کیا شہر خالی ہو گئے اور یہ کہاں جاتا ہے کہ ہر 10 سال کے بعد بلوچستان کے اندر drought کا اس قسم کا سلسلہ چلا جاتا ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں حکومت سے کہ اگر خدا نخواستہ کل 10 سال کے بعد یہ دوبارہ یہ لہر آ جاتی ہے ہمارے ڈیموں میں وہاں پر پانی نہ ہو تو گوادری کے پینے کے پانی کے لیے آپ نے متواتر کونسا بندوبست کیا ہے جناب اسپیکر صاحب 18 ہزار سے لے کر 25 ہزار تک جو ہیں ایک ٹینگی پانی کا وہاں پر بکتا تھا آج صرف یہ کہا جا رہا ہے کہ اس پانی کو connect کر کے پسینی تک پہنچایا جائیگا اس کو کچھ پائپ لائن بچھا کر جیونی تک لے جائیگی۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن اگر گوادری کی بجلی کی مثال لے لیں جناب اسپیکر صاحب۔ گوادری کی جو بجلی ہے وہ ایران سے آتی ہیں۔ اور اگر آج ایران کی بجلی بند ہو تو گوادری میں میرے خیال میں آپ کی کوئی متبادل دوسری بجلی کا نظام ہے ہی نہیں۔ کہا یہ جاتا ہے جناب اسپیکر صاحب کہ گوادری کو دہئی، ہانگ کانگ اور سینگا پور کے ساتھ اس کی موازنہ کی جاتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب دہئی، ہانگ کانگ اور سینگا پور میں لاکھوں لوگ تو وہاں پر visit کے لیے جاتے ہیں۔ بہت بڑا پیشہ پوری وینا سے لوگ جاتے ہیں دیکھنے کے لیے۔ وہاں پر ڈیپ سی پورٹ کو۔ اور اتنے پیسے وہاں صرف لوگوں کے لیے tourist کے لیے جمع ہوتی ہیں۔ آج تو گوادری کی زمین گوادری ہی کے عوام پر تنگ کر رہا ہے کہ وہاں پر ہاڑ لگا کر ایک راستہ بنا کر جو ہیں دن

میں 50 ہزار آدمیوں کو لائن میں کھڑا کر کے ان کی بے عزتی کر کے ان کے نفس کو مجروح کر کے پھر ان سے کئی سوالات، جوابات کر کے انکو واپس گوادری سے نکلنے ہوئے اور گوادری میں اندر داخل ہوتے ہوئے جو ہیں ناں آپ کا یہ تجربہ رہے گا۔ جناب اسپیکر صاحب یہ بلیلی چیک پوسٹ آپ کے سامنے ہیں۔ یہ اس لیے ہٹا کر آپ کے جج بھی تنگ ہو گئے یہاں پر ایک ایک گھنٹہ دو دو گھنٹہ کھڑے رہتے تھے لائن میں۔ اور اس کے بعد صرف ان کو کھڑا کر کے یہ پوچھا جاتا کہ کدھر سے آرہے ہو اور کدھر جا رہے ہو۔ اس پر بھی جو ہیں ہزاروں گاڑی لائن میں لگتے تھے اور لوگوں کا ایک گھنٹہ دو گھنٹہ سرف ہو جاتا۔ دنیا میں جناب اسپیکر صاحب ایک منٹ قیمتی ہیں لیکن بد قسمتی ہے کہ ہم اپنے صوبے میں اگر کوئی سے کراچی جانے چاہے تو یہ چیک پوسٹوں پر کم از کم ہمیں ایک دو گھنٹہ ان سوالات اور جوابات کا سامنا کرنا پڑیں گا کہ کدھر سے آرہے ہو اور کدھر جا رہے ہو۔ بلے آپ سے نام بھی پوچھیں آپ اسکو غلط بتائیں وہ آپ کو جانے کی اجازت دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کو یہ سمجھا دیا جاتا ہے کہ آپ یہ سوال پوچھیں اور اس کے بعد e کریں۔ ان کے لیے کوئی فرق نہیں ہے کہ یہ جج ہے۔ جس طرح ثناء بلوچ نے کہا کہ یہ MPA ہے یہ MNA ہے یہ کوئی عام شہری ہے وہ سب سے یہ سوالات کر کے اس کو پھر آگے جانے دیا جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ جناب اسپیکر صاحب کہ گوادری میں ترقی نہیں ہونے چاہیے لیکن اس قسم کی ترقی کی پورے گوادری کی اس چھوٹے سے area کو بند کر کے اس میں پسینی کا بندہ ہیں اس میں جیونی کا بندہ ہیں اس میں اور ماڑہ کا بندہ ہیں اس میں کوئی گوادری سے نکلنا چاہے۔ اس میں کوئی گوادری سے نکلنا چاہے۔ اس میں تربت کا بندہ آنا چاہے۔ اور وہ ایک گھنٹہ دو گھنٹہ لائن میں کھڑے ہو کر پھر جو ہیں وہ اپنے اس سفر تک بھی نہیں پہنچیں گی۔ جس طرح میرے دوستوں نے پاکستان کی آئین کا ذکر کیا۔ کہ وہاں بھی ہمیں آزادی دی گئی ہیں۔ کہ اس قسم کی جو ہیں باڑ نہیں ہونے چاہیے۔ کہ ہم آزادی سے اپنے شہروں میں گھوم پھر نہ سکیں۔ جناب اسپیکر صاحب اس طرح کی باڑ نہیں ہونے چاہیے تاکہ ہم اپنے شہروں میں آزادی سے گھوم پھر سکیں۔ جناب اسپیکر صاحب ہمیں ایسے ترقی نہیں چاہیے۔ اسی گوادری کے نام پر ہم سنتے تھے کہ شاید گوادری ڈیپ سی پورٹ ہم سمجھتے تھے کہ اس طرح ہوگا۔ کہ گوادری کے عوام پھر سونے اور چاندی کے اس سے کھلیں گے۔ آج میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی اربوں روپے کربوں روپے اس ڈیپ سی پورٹ کے نام پر یا اس ملک میں خرچ کیے گئے۔ گوادری کو ایک اچھی سی یونیورسٹی اور ایک اچھا سا کالج دیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کوئی technical college کی وہاں کی لوگوں کو کوئی technical training دے کر کل خود اس پورٹ کی جو ہیں نظم و ضبط کا جو سلسلہ ہے اس کو سنبھال سکیں۔ میرے خیال میں اس کے جواب نفی ہوگا جناب اسپیکر صاحب آپ گوادری کو کوئی اچھی سی ہسپتال دے سکیں

جناب اسپیکر صاحب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر میں نے خود ایک ایمل بازنئی جیسے نچ کو تڑپتے مرتے دیکھا جس کو کراچی نہیں پہنچا سکے وہ جو وہاں پر سیشن نچ تھا۔ اس چھوٹی سی ایک دل کا جھٹکا لگا ہے اور وہ ہسپتال میں سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت اسی گوادریں اس قسم کے ہزاروں لوگ روز اسی گوادریں کے ہسپتالوں میں مرتے ہیں جن کو ایک سوئی ایک ٹیکہ جو ہیں میسر نہیں آتی۔ گوادریں ترقی تو اس وقت ہوگی جب گوادریں کے عوام کے لیے ہوگی پتہ نہیں یہ ترقی آپ کس کے لیے بنانا چاہتے ہیں کہ یہ کس کو ترقی دینے چاہتے ہیں جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ امن وامان صرف جو ہیں باڈی لگا کر ادھر ادھر سے بندوق بردار فورسز forces کھڑا کر کے اس سے امن وامان نہیں آسکتی۔ بلکہ امن وامان اس وقت آسکتا ہے جب لوگوں کی معاشی جو حالت ہے، ان کو تبدیل کیا جائے ان کو روزگار دیا جائے۔ ان کو صحت کی سہولت دیا جائے جناب اسپیکر صاحب! ان کی پانی۔ یہ تو ہمارے آئین کا حصہ ہے کہ پینے کا صاف پانی۔ صحت کی سہولتیں۔ school college۔ university گوادریں کی ترقی کو تو چھوڑ دو۔ یہ تو ہمارا پاکستان کی آئین کا حصہ ہی۔ کہ یہ بنیادی حق ہے کہ اپنی عوام کو ہم دیدیں۔ اس سے ہم سب محروم ہے تو یہ باڈی لگانے کا عمل جناب اسپیکر صاحب میرے خیال میں اس ملک کے اندر جس طرح میرے دوستوں نے مثال دیا کہ ہم فلسطین کی مثال دیتے ہیں کہ وہاں پر فلسطین کے اندر جو ہیں یہودیوں نے وہاں کے مسلمانوں کو بیت المقدس پر نہ جانے کے لیے باڈی لگا کر اس علاقے کو بند کیا ہے۔ آج اس قسم کی ایک دو مثال آپ کو افریقہ کے اندر ملیں گے اور یہ تیسری مثال میرے خیال میں ہمارے ملک میں ہوگا۔ کہ ہم گوادریں میں باڈی لگا کر۔ ہم نے یہ تجربہ اس وقت شروع کیا جناب اسپیکر صاحب شروع کیا کہ اپنے بجٹ میں law enforcement agencies کے لیے دو تین ارب روپے رکھ کر ہم سمجھتے تھے کہ police پر FC کو لا کر ہم اسکو control کریں گے۔ پھر یہ بڑھ گیا دس گیارہ بارہ ارب تک پھر یہ 25-30 ارب تک پھر یہ 40-45 ارب تک آج ہماری ترقیاتی بجٹ سے زیادہ سے یہ وہ ہیں لیکن اس کے باوجود بھی امن وامان نہیں ہے کون کہتا ہے امن وامان ہیں آپ روزانہ اخبار اٹھا کر دیکھیں لوگ اغواء نہیں ہوتے ہیں۔ ان کے اغواء کا بھی معلوم ہے جناب اسپیکر صاحب ان کے نام بھی لیے جاتے ہیں لوگ press conference بھی کیے جاتے ہیں ان کے خلاف FIR تک درج نہیں ہوتا۔ میرے دوستوں نے مثالیں دی آپ کو وڈھ کی۔ ہماری اپنی پارٹی کی ایک دوست کو اٹھایا۔ اُن کی گاڑی خراب ہوگئی۔ دوسری گاڑی کو چوری کر کے اُسے اندر ڈال دیا۔ اُنکے خلاف ایف آئی آر تک درج نہیں ہوتا۔ کس طرح امن وامان بہتر ہو سکتا ہے جناب اسپیکر صاحب! جس طرح دوستوں نے کہا کہ کفر کا نظام تو چل سکتا ہے۔ لیکن جس معاشرے میں

انصاف نہ ہو وہ معاشرہ چل نہیں سکتا۔ اور ہمارے معاشرے کے اندر انصاف نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اسی شہر کے اندر ہم دیکھتے ہیں۔ آپ امن و امان کی بات کرتے ہیں۔ ہم ایم پی اے ہیں۔ ہمارا استحقاق ہے۔ حکومت ہمیں چار لیویز کے لوگ دیئے کہ ہمارے سات ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ایک بہت بڑا اٹن لگی ہوئی ہے پندرہ، بیس گاڑیوں کو دیکھ کر۔ ہر گاڑی کے اندر بندوق بردار بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ اور dark شیشے لگے ہوئے ہیں۔ اندر کون ہے؟ پتہ نہیں چلتا۔ وزیر اعلیٰ کے اپنے ہی کبھی کاررواں بھی ہم نے اُنکے دیکھے ہیں۔ اتنے فورسز اُنکے ساتھ بھی نہیں ہوتے۔ اس طرح کے لوگ بھی اس معاشرے میں، ہمارے صوبے میں گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ امن و امان۔ کس طرح امن و امان ہو سکتا ہے؟ دن کو یہ اسی طرح چکر لگاتے ہیں۔ رات کو لوگوں کو اغواء بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔ لوگوں کو اٹھانے والے بھی لوگ یہی ہیں۔ چوریاں بھی یہی کرتے ہیں۔ ڈکیتی بھی یہی ڈالتے ہیں۔ سب کچھ کرنے والے یہی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ تمام چیزیں ہمارے آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں بند کیئے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں امن و امان ناممکن ہے کہ اس قسم کے حالات میں اور ایسے لوگوں کو چھوٹ دیکر جو ہم امن و امان لانا چاہے۔ جناب اسپیکر صاحب! بہت کچھ بولا جا سکتا ہے۔ اسکے بہت سارے نکات ہیں۔ خصوصاً میں آپ بلوچستان میں قبائل کی زمینوں کا جو مسئلہ ہے اس پر بھی بولوں گا۔ کیونکہ میں یہاں کا ایک مقامی زمیندار بھی ہوں۔ اور پھر بلوچستان زمیندار ایشین کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں۔ اور آج آپ کے اس اسپیکر بکس میں ہمارے قبائل کے لوگ پروفیسر حنیف بادی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُنکے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ روز دیکھتے ہیں کہ شاید ہمارے قسمت کا فیصلہ کب ہونے جاوے گا کہ ہم یہ جو گینگ۔ یہ جو لینڈ مافیا ہے ان سے ہمیں جو ہے چکارا حاصل ہوگا۔ یہ جس بھی دروازے کو کھٹکاتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اب روز دیکھتے ہیں کہ ڈی۔ سی سے ملاقات کیلئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اپنے ہی زمینوں پر، نمبری زمینوں پر لوگ آکر قابض ہو جاتے ہیں۔ گاڑیاں لاکر وہاں پر کام شروع کرتے ہیں۔ کوئی رپورٹ درج کرنے والا جو ہے آج ہمارے اس صوبے میں موجود نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک بہت بڑا گینگ اس وقت اس صوبے کے اندر لگا ہوا ہے۔ زمینیں بہت قیمتی ہو گئی ہے۔ جن لوگوں کے ساتھ زمینیں ہیں۔ آج وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو گئے ہیں۔ لوگوں سے لڑتے لڑتے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُنکو کوئی تحفظ نہیں ہے۔ نہ آپکی حکومت اس کو تحفظ دے رہا ہے۔ نہ آپکے تھانے اُنکو تحفظ دے رہے ہیں۔ یہ کوئی نہ کی بات میں نہیں کرتا ہوں۔ جس طرح خضدار کی مثال آپ کو میرے دوست یونس زہری نے دیں۔ اس طرح آپ چمن کی مثال لے لیں۔ آپ دیگر اضلاع کی مثال لے

لیں۔ ہر طرف یہ لوٹ مار مچا ہوا ہے۔ اور لوگ جو ہیں انصاف کیلئے ترستے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے دیکھا کہ چند مہینے پہلے یہاں آپ کے اسمبلی پر یہی قبائل کے لوگوں نے دھرنا بھی دیا ہے یہاں پر۔ کمیٹی بنی کہ انکے مسائل کو سنیں گے۔ اُس کمیٹی کا سربراہ ہمارے معزز دوست ہمارے فائنانس منسٹر ظہور بلیدی کو بنایا گیا۔ لیکن آج تک میرے خیال میں اُس کمیٹی کا کوئی اجلاس بلانے کی انہوں نے کوئی جرحت ہی نہیں کی۔ میں یہ کہوں گا کہ اُس نے کوئی بلا یا ہی نہیں۔ اس لیے وہ کس طرح انکو انصاف دیں گے؟ انکو کہا یہ جاتا ہے کہ لوگوں کو ٹرخاؤ۔ اور اپنا پانچ سال پورا کرو۔ یہی ہے جناب اسپیکر صاحب! میں نے کئی دفعہ اپنے دوست کو بولا کہ انکے جینین مسئلے ہیں۔ کبھی اس کمیٹی کا میٹنگ بلاؤ۔ آپ اگر ان کیلئے، انکی وہ زخموں پر مرہم نہیں رکھ سکتے تو کم از کم انکو کچھ تسلی تو دے دو۔ بھلے وہ جھوٹا تسلی ہو۔ وہ گھر میں جائیں گے۔ ایک رات تو آرام سے سوئیں گے کہ مجھے کسی نے بلایا۔ میری بات سنی ہے۔ شاید خدا کی طرف سے کوئی شنوائی ہو۔ لیکن میں جناب اسپیکر صاحب! ضرور کہوں گا کہ اس قبائل کی جو زمینوں کا مسئلہ ہے۔ خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب آج ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اس دھرتی کا باسی ہے۔ اور اس وطن کا باشندہ ہے۔ اس کے علاقے میں بھی اسی طرح کی زمینیں ہیں۔ اور کل یہ خطرات، کیونکہ وہ بھی ایسا علاقہ ہے کہ وہاں پرائڈ سٹریل زون ہے۔ بہت کچھ بننے جا رہا ہے۔ وہاں پر بھی جب اس قسم کی چیز بڑھتی جائیگی۔ جب یہاں سے ایک چیز develop ہوگا۔ وہاں بھی پہنچے گا۔ تو آج اللہ تعالیٰ نے انکو کوئی طاقت دی ہے۔ اپنے ہی کابینہ کو بٹھا کر جو ہے اپنی ہی قوانین کے مطابق۔ اپنے ہی M.B.R انکو بلا کر وہ واجب الانس پڑھے کہ اس طرح جو بلا بہودہ زمینیں ہیں وہ کس کی ہوتی ہیں، قبائل کا ہے؟ آیا اسی اسمبلی کے فورم کے ہمارے اپوزیشن لیڈر آج اس وقت نہیں ہے ملک سکندر۔ انہوں نے اُس دور میں بھی جب کہ یہ اسپیکر تھے۔ اور نواب اسلم رئیسانی وزیر خزانہ تھے۔ انکے اپنے فیصلے ہیں اسی فورم کے بھی۔ بہت سارے ایسی مثالیں ہیں۔ تو میں کہتا ہوں یہ ایسے مسائل ہیں کہ جن پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور میں وزیر اعلیٰ سے اسی فورم پر یہی گزارش کروں گا کہ انکے genuine مسئلے ہیں ہر علاقے میں۔ میں صرف آپ کو مشرقی بانی پاس کی ایک مثال دوں گا کہ ان زمینوں پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب! تقریباً چالیس لوگ مرے ہیں۔ مشرقی بانی پاس پر۔ ایک دفعہ میں نے یہاں پر بولا کہ یہاں پر تھانوں میں رہنے والے S.H.O کروڑ پتی ہو گیا۔ تو سارے S,H,O's نے مجھے فون کیا کہ ملک صاحب آپ نے ایسا کہہ دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں بلکل اسکی مثال تو میں کیا کہوں؟۔ آپ اسی طرح کی، بلکل اسی طرح جناب وزیر اعلیٰ صاحب! یہ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس اہم مسئلے پر آپ خود اجلاس بلا کر یہاں کے زمیندار۔ آپ جو بیٹھے ہیں چاہتے ہیں کہ ہمیں انصاف ملے۔ آپ

انکو انصاف دے دو۔ کل انکے بچے بھی آپ کو ڈعا کریں گے۔ اور آنے والے دنوں میں خدا نہ کریں کہ آپ کے اُس ضلع میں جہاں پر آپ بستے ہیں۔ اور آپ اس کرسی پر نہیں ہونگے۔ آپ کے ساتھ اس طرح ہو۔ اور آپ انکے ساتھ انصاف کریں۔ یہ تمام علاقوں کیلئے مسئلے بڑھ رہے ہیں۔ منشیات کا مسئلہ بھی ہے۔ منشیات کے بارے میں تو میں اتنا کہوں گا کہ اتنا زیادہ بولنے کے باوجود ہم اس حبیب نالے کو خالی نہ کر سکیں۔ حبیب نالہ مثال ہے کہ ہماری عدالت عالیہ کا فیصلہ ہے کہ اس کو خالی کرایا جائے۔ ایک دفعہ اس کو کچھ عرصے کیلئے خالی کیا گیا۔ یہ تمام منشیات کے عادی افراد نے سریاب کا رخ کیا۔ وہاں پرندی میں بس گئے۔ وہاں پر لوگوں نے بڑی کوششیں کیں۔ وہاں کے عوام نے کوشش کی۔ انکو وہاں سے نکالا کہ وہ پھر دشت میں چلے گئے۔ دشت کے عوام نے، وہاں کے زمینداروں نے، لوگوں نے کوشش کر کے انکو ادھر سے بھگایا۔ پھر یہ مستونگ میں چلے گئے۔ وہاں پر وہ "کری" جو وہاں کا علاقہ ہے۔ اُس میں بس گئے۔ آج دوبارہ یہ واپس وہاں سے جمع ہو کر واپس ہم دیکھتے ہیں روز سینکڑوں لوگ یہاں پر آ کر۔ جس طرح میرے دوست نصر اللہ خان زیرے نے کہا کہ عورتیں بھی آپ کو ملے گے یہاں سے ہیروئن لیتے ہوئے۔ یہ ہمارے نظروں کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں اب یہاں سے اس اسمبلی سے نکل کر یہاں جناح روڈ کے کارنر کھڑے ہو جائیں ریڈیو اسٹیشن کے پاس۔ تو ہمیں دیکھنے میں نظر آئیگا کہ انکی وہ تمام چیزیں۔ کتنے لوگ آتے ہیں اور کتنے لوگ جاتے ہیں۔ اور یہاں پر کتنے پیسوں کا کاروبار یہاں پر ہوتا ہے۔ یہ دیکھنے کی چیزیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- ملک صاحب! تھوڑا مختصر کر دیں۔ مہربانی ہوگی۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:- یہ تمام چیزیں ہیں نظر آتی ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ تو جب ان تمام مسائل کو ہم اسمبلی کے فورم پر لاتے ہیں۔ اس پر بات کرتے ہیں۔ اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلتا۔ تو پھر کیا کیا جائے جناب اسپیکر صاحب؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ پھر کیا کیا جائے؟ آیا اس پر بولنا بند کیا جائے یا ایک اچھی سی مثال ہے کہ وہ حضرت پتہ نہیں لوط" کا یا کس کا کہا جاتا ہے کہ اُس کی قوم اس لیے غرق ہو گئی کہ شاید وہ جو جرم ہے ایک، دو بندوں نے کیا تھا۔ باقی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب نازل کی کہ وہ خاموش رہتے تھے۔ وہ کچھ بولتے نہیں تھے۔ وہ جب دیکھتے تھے اپنی آنکھوں سے انکو جرحت نہیں ہوتی تھی وہ اس پر بولتے نہیں تھے۔ اور اس پر پھر اللہ تعالیٰ نے دو بندوں کی وجہ سے سب قوم پر وہ عذاب نازل کیا۔ اور اُس کو غرق کیا۔ آج اگر ظلم اور یہ تمام چیزیں ہمارے آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ہم بول نہیں سکتے۔ خاموش رہتے ہیں تو کم از کم ہم اُس گناہ میں، ہم اُس جرم میں شامل ہیں اور شریک ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ لوگ تو ماشاء اللہ بولتے ہو۔ اور میں سنتا ہوں آپ لوگوں کو۔ جی حمل کلمتی صاحب۔ میر حمل کلمتی:- شکر یہ جناب اسپیکر۔ آج ایک انتہائی اہم مسئلے پر اسمبلی میں بات ہو رہی ہے۔ بد قسمتی سے میرا تعلق اسی شہر سے ہے جس کیلئے حمل جین نے پرتگیزوں سے لڑ کر اس ساحل کی حفاظت کی۔ اور ہم تو اپنے کے ہاتھوں ہی رُل رہے ہیں۔ جناب والا! فینس کے حوالے سے جو بات ہو رہی ہے۔ 2000ء میں گوادریں development شروع ہوئی۔ development ایک ایسے area میں شروع ہوئی وہ ٹاؤن۔ جس کی پاپولیشن کوئی چالیس سے پچاس ہزار تھیں۔ جس کو گوادریں ٹاؤن کہتے ہیں۔ ہمیں کہا گیا کہ یہاں پورٹ بننے جا رہا ہے۔ آپ لوگوں کی نسلیں ترقی کریں گے۔ آپ لوگ ترقی کے سفر میں رواں دواں ہونگے۔ اور پورٹ جس سائڈ پر بنایا گیا ہے وہ مائی گیروں کی best breeding side ہے۔ جہاں پر مچھلی کی سب سے زیادہ افزائش ہوتی ہے۔ اور اُس سمندر میں جہاں سال بارہ مہینے کوئی ایسا دن نہیں ہے کہ لوگ fencing نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ایک natural break water باڑ کی صورت میں وہاں پر موجود ہیں۔ اور آپ کے پورے کوسٹ لائن میں پاکستان میں گوادریں جہاں پر پورٹ بنایا گیا ہے۔ وہ واحد سمندر ہے جہاں سارا سال fishing ہوتی ہے۔ پورٹ بنایا گیا۔ ہمیں یہی کہا گیا کہ یہ پورٹ آپ کیلئے بن رہا ہے۔ لیکن پورٹ میں آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ وہاں پر ٹرانسپورٹ بھی باہر کے ہیں۔ وہاں پر جو لیبر بھی ہے پروجیکٹوں میں۔ وہ بھی یا تو سندھ کے آئے ہوئے ہیں یا تو پنجاب سے آئے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو مزدوری بھی بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ پورٹ کے بعد وہاں پر C.D.A آئی۔ کوشل ہائی وے بنا۔ کبھی لوگوں نے رکاٹ نہیں کی کہ یہ ترقی ہمارے لیے ہو رہی ہے۔ ظاہری باتیں ہیں ہر انسان اُسکی کوشش ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میرا گھر، میرا خاندان، میرا علاقہ ترقی کریں۔ وہ یہ سوچ کر اس ترقی میں شامل ہوئے۔ کوشل ہائی وے بنا۔ کسی نے آکر رکاٹ نہیں کی۔ مٹی سے لیکر free of cost روڈ بھی بنی۔ یہ ایک روپے compensation لوگوں کو اُس وقت نہیں دیا گیا۔ لیکن لوگ رکاٹ نہیں بنیں۔ G.D.A آئی۔ G.D.A نے 2003ء میں بد قسمتی سے پہلے ایک پورٹ بنا۔ چائینز نے بنایا۔ اُسکو پورٹ نہیں دیا گیا۔ پورٹ سنگاپور والوں کو دیا گیا۔ ایک ماسٹر پلان بنا 2003ء میں۔ پھر سنگاپور سے پورٹ کے شیئر بجائے گورنمنٹ آف بلوچستان لے لیتی۔ وہ بہت سستے شیئر تھے۔ وہ اٹھا کر چائینز نے لے لیے۔ چائینز آئے ایک نیا ماسٹر پلان آ گیا۔ ابھی کل اگر چائینز سے اٹھا کر میرے خیال سے کسی اور کو دیں گے تو ایک نیا ماسٹر پلان گوادریں میں ضرور آئیگا۔ کیونکہ میں باعث ایم پی اے اپنی جگہ میں گوادریں کا ایک شہری اور فرزند گوادریں میں ساری چیزوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اور ہمیشہ ظاہری بات ہے علاقے میں کوئی

ترقی ہوتی ہے تو وہاں کے نمائندوں کو وہاں کے notables کو وہاں پر جتنے stakeholders ہیں۔ سیاسی پارٹیز ہیں۔ اُن سے کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔ ماسٹر پلان بنا۔ اُس میں گوادرنٹاؤن کی ڈویلپمنٹ تھی ہی نہیں۔ اُس ماسٹر پلان کے under ہی نہیں تھا۔ انہوں نے کہا یہ old city ہے۔ اس کو تو ہم ہاتھ ہی نہیں لگائیں گے۔ ظہور بلیدی صاحب پہلے فرما رہے تھے کہ ماسٹر پلان گوادرنٹاؤن old city ہم نے ماسٹر پلان میں ڈلوایا ہے۔ یہ قدوس بنجو صاحب کے ٹائم پر فیصلہ ہوا کہ old city میں کام کریں گے۔ جب میں وزیر اعلیٰ کو گوادرنٹاؤن کے لوگ اُس بات کی گواہی دیں گے۔ وزیر اعلیٰ کو پورے شہر، بازار، پرانی ماکینیں، پرانی شہر، وہ نالیاں۔ وہ میں آپکو بھی میں دعوت دیتا ہوں آکر دیکھیں۔ کہ کیا وہاں پر منظر ہے۔ میں نے اُنکو کہا کہ اگر آپ ہمارے لیے یہ شہر نہیں بنانا چاہتے۔۔۔ کیلئے بنانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس وقت آتے ہیں۔ دکانیں گوادرنٹاؤن میں ہیں۔ مارکیٹ گوادرنٹاؤن میں ہیں۔ وہ آپ G.D.A کی باہر کی سڑکیں دیکھنے نہیں جاتے۔ وہ اس شہر کو آتے ہیں۔ تو ہمارے ماہی گیروں کیلئے ہمارے لیے نہیں بناتے اس شہر کو۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں)۔ میں نے کوئی رکاٹ نہیں کی۔ بات کرنے دیں جناب اسپیکر! دیکھیں میں اپنی بات پوری کروں۔ جناب والا! پھر ماسٹر پلان میں دو روڈے آگئی۔ جس beach پر ہمارے بچے کھیلتے تھے۔ وہ دونوں beach پر اب روڈیں بن گئی ہیں۔ اور پورے گوادرنٹاؤن میں اس وقت ایک، دو فٹ بال چھوٹے اسٹیڈیم ہے۔ اور ایک کرکٹ اسٹیڈیم ہے۔ آپ جائیں وہ اب روڈوں پر کھیل رہے ہیں۔ روزا ایکسپریس۔ وہ ماہی گیر جنہوں نے سمندر کی قربانی دیں۔ وہ ماہی گیر جنہوں نے سمندر کی قربانی دی۔ وہ آزاد ماہی گیر تھا فطرتاً آزاد تھا۔ وہ ہزاروں سال پہلے جس نے ساحل کی حفاظت کی اُس کے گھر کے سامنے boat کھڑی ہوتی ہے۔ وہ صبح boat پر جاتا تھا شکار کر کے۔ کیونکہ ہر فیش کا اپنا ایک ٹائم ہے پکڑنے کا۔ تو اُن پر کوئی پابندی نہیں تھی کہ کس ٹائم سمندر جائے اور کس ٹائم آئے۔ وہ ماہی گیر جناب والا! سمندر directly نہیں جاسکتا۔ وہ پہلے جائے وہ بوڈھا ماہی گیر پیدل جائے تین چار کلومیٹر entry کرائے۔ رات کو ماہی گیر جاتے ہیں چار بجے پانچ بجے پیدل جاتا ہے انٹری کرا کے واپس آتا ہے بغیر NOC کے بھی سمندر نہیں جاتا ہے کیونکہ نیوی والے لگتے کر رہے ہوتے وہ NIC سمندر میں بھی مانگتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک ماہی گیر جو جال نکالتا ہے اُس کے سارے کپڑے آپ جا کے اُن کے حالت دیکھے آپ کو بھی رونا آجائیگا۔ اُن سے پوچھا جاتا ہے کہ کہاں جا رہے ہو اور کہاں آ رہے ہو۔ تو انٹری کے بغیر وہ ایسی سمندر نہیں جاسکتا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ ڈویلپمنٹ کس کے لئے۔ پھر وہاں پر اس وقت بھی گوادرنٹاؤن کا یہ عالم ہے آپ سب نے دیکھا ہوگا میرے خیال سے معزز جتنے بھی آراکین بیٹھے ہوئے ہیں وہ شاید اپنے دل کی

بات نہ کہہ سکے۔ لیکن اس وقت بھی شہر پورا پیک ہے۔ انسان تو اپنی جگہ ایک جانور بھی باہر نہیں جاسکتا۔ اتنی پوسٹیں وہاں لگی ہوئی ہیں۔ اور دو entrance ہیں گوادر کے۔ اُنہی سے لوگ آتے جاتے ہیں اور ہر بندہ اپنی شناخت کرا کے اُس شہر میں enter ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! میں اسلام آباد سے by road travel کرتا ہوں۔ ڈیرہ اسماعیل خان تک آتا ہوں کوئی بھی نہیں پوچھتا کہ آپ کہاں جا رہے ہو۔ آپ کا نام کیا ہے کوئی روکتا ہی نہیں جس ہی میں اپنے سر زمین بلوچستان میں داخل ہوتا ہوں کوئی تک پہنچتے ہوئے سو جگہ انٹری اور بتانا پڑتا ہوں کہ کہاں جا رہا ہوں۔ میں اسلام آباد سے چلتا ہوں ڈیرہ غازی خان آتا ہوں کوئی نہیں پوچھتا کہ آپ کہاں جا رہے ہو میں جیسے ہی بلوچستان میں enter ہوتا ہوں جگہ جگہ۔ میں اسلام آباد سے نکلتا ہوں یا لاہور سے میں کراچی آتا ہوں کراچی گھومتا ہوں رہتا ہوں کوئی نہیں پوچھتا ہے جیسے ہی میں بلوچستان میں داخل ہوتا ہوں سب سے پہلے مجھے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کہاں جا رہے ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ پہلے تو آپ چیک پوسٹیں لگا کے ہمیں پوچھ رہے تھے اب تو آپ اس کو fence میں ڈال کے۔ میں نے کبھی نہیں سنا۔ اے جی صاحب بلکہ کورٹ میں صبح میرے ساتھ تھے۔ گورنمنٹ کی طرف سے میرے ساتھ پیش ہوئے۔ میرا کیس میں نے فائل کیا تھا۔ تو چیف جسٹس صاحب نے بھی اُن سے پوچھا کہ کہاں باڑ لگایا جاتا ہے۔ اُنہوں نے مثال دی کہ موٹروں پر باڑ۔ اُنہوں نے کہا کہ کوئی قانون پاس ہوا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ قانون پاس کر کے باڑ لگایا گیا تھا۔ تو اُنہوں نے گوادر کے لئے آپ نے قانون پاس کئے پھر باڑ لگا رہے ہو۔ پھر باڑ کیوں لگایا۔ تو اُنہوں نے کہا کہ جانور نہ آئے۔ تو آیا ہم جانور ہے کہ ہم باہر جائے۔ کیونکہ ہمارے جو تذلیل ہماری جو ماؤں بہنوں اور بچوں کی وہاں ہو رہی ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ گوادر کے لوگوں کو شاباش ہے۔ میں اُن کو سلام پیش کرتا ہوں محسوسیت اُن کا نمائندہ کہ ابھی تک وہ دل پر پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ماہی گیر وہاں پر عذاب میں ہیں۔ عذاب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ماہی گیر روڈ اُنہوں نے ایکسپریس ہوئے۔ یہ کہتا ہے کہ سیکورٹی کی وجہ سے fence میں ڈال رہے ہیں۔ گوادر کے واحد لوگ ہیں کہ خود لڑتے ہیں کہ یہاں پر weapon والا کیوں گھوم رہا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس کبھی اسلحہ کلچر نہیں رہا ہے۔ اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے کون لارہا ہے کون کر رہے ہیں یہ حرکتیں۔ ہم تو نہیں کر رہے ہیں۔ آپ تو کہتے ہو کہ investor کیلئے ہم باڑ لگا رہے ہیں یہ تو ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ شہر ہمارے لئے نہیں بننے جا رہا ہے۔ مطلب ہم باڑ میں رہے ہم سے پوچھا جا رہا ہے اور investor کو وہاں پر پروٹوکول دیا جائے۔ یہ جناب والا! یہ آپ اس کرسی پر بیٹھے ہوئے آپ کے ہوتے ہوئے اگر یہ ساری چیزیں ہوئی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذمہ دار آپ اور یہ ایوان ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ آپ کا لاء بھی

کہتا ہے اور 73ء کا آئین بھی کہتا ہے کہ آپ نے کسی کو پاکستان کے کسی کونے سے کسی جگہ سے آپ اُس کے rights کو روک نہیں سکتے۔ کہ کہاں جا رہے ہیں کہاں آ رہے ہیں کیسے جا رہے ہیں۔ اسی حوالے سے یہی حوالہ چیف جسٹس صاحب نے اپنے ججمنٹ میں بھی سارے دیئے ہوئے ہیں آپ بڑھیں گے اے جی صاحب نے بھی detail سے نہیں بتایا۔ پتہ نہیں اُن کی کیا مجبوری تھی خیر۔ تو جناب والا! دوسرا ماسٹر پلان جب آ رہا تھا دو دن پہلے مجھے پتہ چلا کہ مجھے لوگوں نے کال کی وہاں پر بلڈروں نے کال کی جن کی investment ہیں وہاں پر زمینداروں نے مجھے کال کی۔ باقی لوگوں نے کال کی کہ آپ آجائے گوادر ماسٹر پلان کی میٹنگ ہو رہی ہے اور ہماری تو ساری زمینیں گرین بیلٹ اور اس میں اور اُس میں ڈال دی ہیں۔ میں گیا گوادر۔ ماسٹر پلان مجھے نہیں ملا تھا میں ایک دن پہلے میں نے گوادر کے تمام لوگوں کو بلایا اور تمام اسٹیک ہولڈر کو بلایا اور اُن کی رائے لی اور اُن کے ساتھ بیٹھ کے پریس کانفرنس کیا کہ ہم اس ماسٹر پلان کو نہیں مانتے۔ اُس کے next day مجھے ماسٹر پلان دیا گیا تو میں نے کہا دس بجے میٹنگ ہیں چار سو pages سے اوپر 358 پتہ نہیں کتنے pages کا۔ اگر آپ کو بھی میں پلندہ دے دو آپ ایک گھنٹے میں کیا بیٹھ کے اُس میٹنگ میں جاؤنگے۔ اسی وجہ سے لوگوں کیساتھ ہم نے احتجاج کیا۔ سی ایم صاحب نے لوگوں کے ساتھ، تمام اسٹیک ہولڈر کے ساتھ بیٹھے۔ ہمارے ساتھ بیٹھے۔ میں تھا ایم این اے صاحب۔ ہمیں یقین دہانی کرائی کہ آپ لوگوں کے جتنے بھی ایٹوز ہیں ہم حل کریں گے۔ ماسٹر پلان کے میٹنگ میں بھی اُنہوں نے کہا کہ ہم جتنے بھی ایٹوز ہیں چاہیے گرین بیلٹ ہو، دوسرے تیسرے۔ ہمیں fence کے حوالے سے GDA کے وہاں پر کوئی سلائیڈ نہیں دیکھائی گئی کہ fence لگیں گے۔ کیونکہ یہ تو ہمارے لئے ایک عجیب سی بات ہے یہ تو ابھی دس دن پہلے جب لوگوں نے کال کی کہ میر صاحب آپ گوادر آجائے یہاں پر ہمیں ہم بلوچی میں کہتے ہیں کہ والد میں ڈال رہے ہیں۔ والد بکریوں کے لئے بناتے ہیں۔ تو میں فوراً گیا گوادر میں نے واقعی اپنے آنکھوں سے جا کے دیکھا۔ میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا۔ میں نے پریس کانفرنس کی۔ میں نے پورا ڈسٹرکٹ visit کیا۔ اور پرسوں گوادر کے عوام نے عوامی جرگہ 27 تاریخ کر کے گوادر کے جتنے بھی قبائلی نمائندے تھے۔ عام پبلک اُس میں نہیں تھی پڑھا لکھا طبقہ تھا۔ آل پارٹیز کے لوگ تھے۔ اُنہوں نے وہاں پر ایک عوامی گوادر حوالے سے ایک جرگہ کر کے ایک میٹج دے دیا کہ ہم نے ہاڑ میں نہیں رہنا چاہتے ہیں اگر یہ ترقی ہمارے لئے ہیں تو کون چاہیے گا کہ جناب والا! گوادر شہر تو اتنا سا ہے میرے خیال سے دس یا بارہ کلومیٹر سے زیادہ۔ دس کلومیٹر جہاں سے ہاڑ لگا رہے ہیں دس بارہ کلومیٹر سے زیادہ نہیں ہوگا۔ گوادر ڈسٹرکٹ گزنی ٹاپ سے شروع ہوتا ہے ارماڑہ تحصیل سے ایران بارڈر تک جاتا ہے۔ دوسرا اکبر آسکانی صاحب

کے حلقے مند تک ایک کونہ جاتا ہے ایک کونہ لالار شید کے ڈسٹرکٹ تک لگتا ہے۔ تو گوادر کافی پھیلا ہوا ہے۔ گوادر کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر گوادر ٹاؤن ہے۔ روزانہ جب بھی آپ جائینگے صبح لائن لگی ہوئی ہیں لیکن لوگ کہتے ہیں کہ آپ تو بیٹھ گئے ہمارے سیکورٹی چیک کر رہے ہیں ہم چیکنگ کر دیتے ہیں لیکن دل میں تو کوئی خوش نہیں ہیں آپ کے گھر کے سامنے کوئی جا کے دو بندے بیٹھے صبح شام آپ دس دفعہ نکلے اور اندر جائے گھر کے تو وہ آپ سے پوچھے آپ کہاں جا رہے ہو، کدھر جا رہے ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ تو آپ کو بھی میرے خیال سے کوئی بھی شہری ہو۔ تو اُس کو کبھی بھی اچھا نہیں لگے گا۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہے۔ لوگ یہی کہتے ہیں کہ نواب بگٹی، اختر مینگل۔ سردار عطاء اللہ مینگل۔ نواب مری صاحب انہوں نے صحیح پیغام دیا تھا کہ گوادر ہمارے ہاتھ سے جا چکا ہے۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے نمائندے ہو۔ ہمیں بتادو کہ گوادر جا چکا ہے اگر اس طرح ہماری تذلیل ہو رہی ہے تو ہمیں بہتر ہے ہم بلوچ ہیں ہمارے آنکھوں میں غیرت ہیں شرم ہے۔ ہم کم سے کم اُس کے باڑ جا کے رہے تو بہتر ہے۔ باہر کے لوگ ہمارے پاس سارے آئے۔ چیونی میں گیا۔ گنز گیا کہ لوگوں کی رائے لے لو کہ لوگ کیا چاہتے ہیں کہ آیا میں fence میں ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے۔ سارے گھوما پسنی گیا ارماڑہ گیا دودن میں نے پورے ضلع کا دورہ کر کے آیا ہوں ایک ایک بندے کی رائے لی ہے کوئی نہیں کہتا کہ باڑ میں کیونکہ لوگ صبح 40 سے 45 ہزار لوگ روزانہ اُس شہر میں دفاتر سارے وہی ہیں وہاں کوئی کام ہوتا ہے۔ مارکیٹ سارے وہاں ہیں، راشن وہی سے لیتے ہیں پورے ضلع کی راشن سپلائی وہی سے ہوتی ہیں۔ ہر چیز اُسی شیر سے ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میر صاحب ہم تو عذاب میں ہو گئے۔ ہم اندر بھی جاتے ہوئے بھی بتائے باہر نکالتے ہوئے بنائیں یہ کیا ہو رہا ہے۔ جناب والا! یہ کونسی شہری rights ہیں۔ جو ہمیں دیئے جا رہے ہیں۔ ہاں گوادر کے حوالے سے جو 1958ء میں معاہدہ ہوا اُس میں بھی اومان گورنمنٹ کے ساتھ clear لکھا ہوا ہے کہ آپ میرے شہری کو اُسی شہری کی حیثیت جو ایک اپنے ملک کے شہری کو دیتے ہو۔ تو لوگ وہاں سے struggle کر کے اومان کو چھوڑ کے یہاں آئے۔ خدارا وہ لوگ جو اپنی ہر چیز اپنی ساحل جس سے وہ کھاتے ہیں۔ اُس کو آپ اٹھا کے دے دیا ہے۔ وہ زمین جس پر رہتے ہیں سارا آپ کوڑیوں کے دام پر گرین بیلٹ میں ڈال رہے ہو تو اُس کی بھی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم جائے تو کس کے پاس۔ پرسوں عوامی جرگہ ہوا اُن کی رائے تھی کہ آپ جائے عدالت کا دروازہ لکھٹھائیں۔ میں آخر کار اس ایوان میں تو بولتا رہا میں احتجاج کرتا رہا۔ ایک دفعہ تو میں یہاں بیٹھ کے بیٹھا کہ گوادر کی قانون سازی کریں۔ جب میں سیکرٹری صاحب کے پاس گیا۔ تو انہوں نے کہا یہ قانون تو یہاں بلوچستان کے آئین نہیں یہ فیڈرل گورنمنٹ سے آپ نے قومی

اسمبلی اور سینٹ سے آپ نے منظور کرانی پڑ گئی۔ اب میں گوادر کا ایم پی اے ہوں تو سینئر نہیں ہوں۔ تو جناب والا! کس شہر کو اس طرح باڈ میں ڈالا جاتا ہے۔ آیا یہ فورم ہے سارے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی بھی آپ نے دل سے بولیں CM صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میرے لئے قابل احترام ہے۔ آج جو اس کرسی پر بیٹھے ہیں میں اس کرسی پر بیٹھا ہوں کل ہم نہیں ہونگے۔ یہ ہماری کسی کے میراث نہیں ہے۔ عوام ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ کل وہ بھی اپنے گھر میں داخل ہونگے اگر ان سے پوچھیں گے تو ان سے پوچھیں گے تو اُس دن ان کو بہت برا لگے گا۔ تو جناب والا۔ ہم نے اُس ٹائم بھی ماسٹر پلان کی حوالے سے ہم نے مخالفت کی کہ ہمارے ایٹوز حل کئے جائیں۔ جی ڈی اے کے ساتھ میں بیٹھا ہوں اُس نے کہا کہ پلاناں گرین بیلٹوں کو ہم acquire کر دیں گے۔ ہم یہ کر دیں گے لیکن ان کی طرف سے آج تک کوئی پبلک۔ ماسٹر پلان بنتا ہے اُس شہر میں public hearing ہوتی ہے انہوں نے چھ لوگوں کو بلایا یہ تو hearing نہیں ہوئی۔ جناب والا! کہتے ہیں کہ گوادر میں لاء اینڈ آرڈر situation صحیح نہیں ہے۔ میرے خیال سے جس شہر میں سو کی تعداد دکلاء جاتے ہیں، جس شہر میں روز ہزار ہر برادری کو مارا جاتا ہے، جس شہر میں روز دس یا بارہ لوگ کسی واقعے کی نظر ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمارا دارالخلافہ ہے۔ ہمارا سی ایم یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ ہمارا اسپیکر بیٹھا ہے ہمارے سارے ادارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئٹہ کو کیوں باڈ میں نہیں ڈالتے ہیں۔ آواران جو سب سے ڈسٹرب ایریا ہے تو اُس کو کیوں نہیں ڈالتے۔ میرے ڈیمانڈ نہیں ہے میرا آپ سے سوال ہے۔ کہ ہمیں کیوں ڈال رہے ہو، اور انہیں کیوں نہیں ڈال رہے ہو۔ اسلام آباد میں اتنے واقعہ ہوئے ہیں ان کو کیوں نہیں ڈالا جاتا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان جو سب سے disturb area ہے۔ کراچی اسٹاک ایکسچینج جیسے واقعہ ہو جاتے ہیں۔ وہاں کیوں ہم سے جاتے ہوئے آتے ہوئے نہیں پوچھا جاتا۔ اُس کو کیوں باڈ میں نہیں ڈالتے۔ کراچی تو اس ملک کی معیشت کو چلا رہا ہے۔ گوادر تو ابھی start ہونے جا رہا ہے۔ آپ کیا message دینا چاہ رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ investor وہاں پر secure رہے گا۔ جس ٹکڑے کو باڈ لگا رہے ہیں، اُس میں بہت کم investors کی investment ہے۔ وہاں پر لوکل population رہتی ہے۔ ڈورگٹی لے کر کوہ پائیل کے نیچے تک وہاں پر تمام لوکل لوگ ہیں۔ investors کو تو آپ نے اگر نے secure کرنا تھا تو آپ گوادر ڈسٹرکٹ کو باڈ لگاتے۔ آپ تو ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے جدا کر رہے ہیں۔ آپ ایک گھر کو دوسرے گھر سے جدا کر رہے ہیں۔ گوادر کو پستی سے disconnect کر رہے ہیں، گوادر کو سور بندر سے disconnect کرنے جا رہے ہیں آپ۔ تو یہ کہاں کا انصاف ہے جناب والا!! ڈیرہ بگٹی سب سے زیادہ disturb وہاں پر آپ باڈ نہیں

لگاتے، سوئی ہمارا وہاں پر ہے اُس کو کیوں باڑ نہیں لگائی۔ کراچی سے weekend پر جب اُس دن میں آ رہا تھا تو میں نے راستے میں کوئی چار سو، پانچ سو گاڑیاں دیکھی جو کراچی، لاہور، کوئٹہ مختلف شہروں سے اپنی فیملی کے ساتھ weekend منانے گئے۔ میرے پاس بھی کچھ دوست آئے سندھ سے، وہ بتا رہے تھے کہ جب ہم enter ہوئے کوئٹہ ہائی وے۔ آپ کاروڈ پکڑا ہم گوادرتک پہنچے ہمارے دل میں ایک خوف ہے، ابھی آپ کے گھر پر آئے ہیں پانی پیا ہے تو ہمیں سکون کا سانس آیا ہے راستے میں اتنی check posts دیکھ کر ہم تو خوف زدہ ہو گئے کہ ہم کس state کس علاقے میں جا رہے ہیں۔ وہ تو کہہ رہے تھے کہ ہم اچھی امیدیں لے کر آئے تھے کہ ہم گوادرتک آئیں گے، وہاں رہیں گے، وہاں کام کریں، کہتے ہیں آئندہ ہم نہیں آئیں گے اگر اس طرح ہر جگہ روک کر ہماری تذلیل کی جائے گی۔ ہم بلوچستان والے تو عادی بن چکے ہیں۔ ہمیں مارا بھی جاتا ہے۔ جناب والا! خدارا، اور باڑ پر جو scanner بننے جا رہے ہیں، میں آپ کو challenge کرتا ہوں۔ آپ اُس کو on کریں اور حاملہ عورت کو وہاں سے گزاریں تو۔ میں اپنی طرف سے یہ باتیں نہیں کر رہا ہوں میں نے یہ باتیں سنی ہیں تو یہ میرا فرض ہے کہ میں یہاں آ کر بتاؤں کیونکہ آج اس ایوان نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا گوادرتک میں باڑ لگے یا نہ لگے۔ کیونکہ گوادرتک کے لوگوں کی تو کوئی سُننا ہی نہیں ہے۔ گوادرتک کے لوگ اگر عزیز ہوتے تو وہ آج اس ترقی میں شامل ہوتے۔ گوادرتک کی صورت جو زمین ہے، ہم بلوچی میں کہتے ہیں ”نیلے زری“ یہ green water یہ خطے کی جو اہمیت ہے صرف اور صرف اُس کی ضرورت ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ Government of Balochistan ماں ہوتی ہے وہ ہمارے پیچھے آ کر کھڑی ہوگی، وہ خود ہی جب ایسی چیزیں کروا رہے ہیں، مجھے تو وہ بھی نہیں لگتے مجھے وہ بھی بے بس لگتے ہیں۔ اسی طرح جناب والا! گوادرتک میں ماہی گیر پریشان ہیں۔ بارڈر پر آپ جائیں جو لوگ boarder trade کرتے تھے boarder کے بھی 170 ایکٹ NLC کے نام پر بالکل mian gate پر بارڈر پر 170 ایکٹ گھروں پر cheque پہنچ گئے ہیں cheque لے لیے ہیں لوگوں نے، بہت ساروں نے cash بھی نہیں کروائے ہیں۔ اب جہاں بارڈر پر کام کرنے ہمیں نہیں دیتے، چمن بارڈر کی یہی حالت ہے، چمن والے کتنے لوگ اُس واقعے پر۔ لوگ جائیں کہاں، ہمارے پاس یہی تیل کا کام ہے کہ ایک گاڑی چلتی ہے سو گھر اُس پر چل رہے ہیں۔ یہ بھی آپ بند کروانے جا رہے ہیں۔ کسی بھی ملک میں جائیں حکومت لوگوں کو سہولت دیتی ہے، یہاں تو حکومت لوگوں کو نذید زجتیں دے رہی ہے۔ بے روزگار رہی ہے، روزگار تو ہم کسی کو دے نہیں سکتے، industry ہمارے پاس نہیں، private offices نہیں ہیں بلوچستان میں۔ اسمبلی میں ہم نے قرارداد پاس کروائی کہ خدارا ہمارا جتنا زرمبادلہ ہے وہ سندھ کے share میں

چلا جاتا ہے۔ ہماری جتنی export ہے سندھ کے نام سے ہو رہی ہے۔ ہماری minerals ہو گئی، marbal ہو گیا، کوئلہ ہو گیا، جو جا رہا ہے اس صوبے سے اُس کا فائدہ سندھ کو ہو رہا ہے کیونکہ export firms ہی یہاں پر نہیں ہیں۔ ہم نے کسی کو bound ہی نہیں کیا کہ وہ export forms یہاں پر آ کر بھریں۔ fish بھی ہماری سالانہ ایک لاکھ پچاس ہزار میٹرک ٹن بھی جا رہی ہے اُس کا بھی ٹیکس اور ریونیو اس صوبے کو نہیں مل رہا۔ یہاں پر جتنی بھی بولان مانگ ہے، ٹپال انرجی، ان سب کے head offices یہاں پر نہیں کہ وہ یہاں پر ٹیکس ادا کریں۔ حالانکہ اسمبلی اس پر قرارداد بھی پاس کر چکی ہے۔ ابھی تک implemeny نہیں ہو سکا۔ تو ہم اپنے وسائل کے خودی مالک نہیں بننا چاہتے تو کوئی آسمان سے ہمیں آ کر نہیں بتائے گا۔ زمینیں، جناب والا گوادر کی چار تحصیلیں ہیں ایک تحصیل اوڑ ماڑہ جو نیوی کے پاس کے، مین ایک ہفتہ پہلے اوڑ ماڑہ گیا، لوگوں نے کہا کہ میر صاحب آپ گوادر کی باڑ پر تو چلا رہے ہیں، اوڑ ماڑہ میں ہمارے سمندر ایک بڑی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ ہم سمندر کس طرح جائیں۔ تو پھر واپسی پر ہمیں نے خود مغرب کا ٹائم تھا اندھیرا ہو گیا تھا، مین نے کہا پھر بھی جا کر lights لگا کر دیکھ لوں کہ واقعی یہ ہو رہا ہے اوڑ ماڑہ شہر کے mian entrence پر۔ اوڑ ماڑہ والوں نے آج سے آٹھ، دس سال پہلے جب نیوی کو زمین allot ہوئی انہوں نے چلانا شروع کر دیا کہ navel cantonment بننے جا رہا ہے، لیکن ہماری حکومت نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ ابھی انہوں نے پہلے شہر کے entrence پر check posts لگا دیں، پھر ابھی بالکل wall کھڑی کر دی گئی ہے۔ جس زمین پر اُن کی مرضی ہے وہ ہاتھ ڈالتے ہیں، 35 ہزار ایکڑ نیوی کو صرف گوادر میں allotted ہیں، اور 52 ہزار ایکڑ اُس کے قبضہ میں ہے۔ سترہ ہزار جام صاحب encroach کیا ہوا ہے۔ سب سے بڑا encroacher اس بلوچستان کا وہ نیوی بیٹھی ہوئی ہے۔ وہاں پر آج تک، سٹائڈ CM صاحب کو پتہ نہ ہو، مین پہلے بھی اپنی speeches میں کہتا رہا، اُمید آج سُن لیا، آج ضرور اُس کا notice لیں گے۔ وہ تو اب جانے بھی نہیں دیتے revenue والوں کو، پیمائش تک کرنے نہیں دیتے۔ اسی طرح باقی اداروں کو بھی، آرمی کو کوئی 12 ہزار، ریلوے کو، باقیوں کو، مطلب یہ سارے بھی آپ لے لیں تو تقریباً ایک لاکھ ایکڑ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور مزید 87 ہزار ایکڑ گوادر ٹاؤن آس پاس مانگ رہے ہیں اور پتہ نہیں کہاں سے allotment ہو جاتی ہے ہمیں تو پتہ بھی نہیں چلتا۔ ویسے لوکل بلوچستانی کو 5 فٹ زمین کے لیے revenue کے سو چکر لگانے پڑتے ہیں۔ 90 ہزار ایکڑ تو ہنگول کے صرف، جام صاحب کا اپنا ڈسٹرکٹ ہے SPARCO کو دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح جیونی، پسینی، کلمت میں settlement ہوئی۔ جناب والا!

میرے پاس باقاعدہ میں نے وہ زمینیں جا کر دیکھی ہیں، دو دو سال پرانے لوگوں کے بندت ہیں، وہ درخت آپ دیکھیں گے آپ ماشاء اللہ اتنے بڑے آپ بھی حیران ہوں گے اُن کی زمینیں سرکاری کر دی گئی ہیں۔ کسی باہر کے لوگوں کے نام پر کر دی گئی ہے۔ پہلے ایک settlement ہوئی وہ غلط ہوئی، پھر کہا دوسری کریں گے پھر کہا صحیح کریں گے، چار دفعہ پسینی میں ابھی تک settlement ہوئی ہے۔ گوادر تقریباً 14, 15 ہزار ایکڑ تو port اور cantonment والے لے گئے، آٹھ، نو سو ایکڑ ریلوے والے لے گئے، تقریباً 2 ہزار ایک سو ایکٹر free zone والے لے گئے، free zone میں government of balochistan نے 1970s, 80s میں میرے خیال سے ایکڑ ایک روپے اگر ریکارڈ چیک کریں گے وہ نکل جائے گا۔ پانچ سو کچھ ایکڑ اُن کو دیے۔ جب port کو اس کی ضرورت ہوئی free zone کی تو نیوی نے کہا ہم اپنی زمین نہیں دیں گے۔ مجھے یاد ہے وہ دن میں cabinet کا حصہ تھا، میں اور نواب اسلم رئیسانی صاحب، Navel Chief کے ساتھ Meeting کی زمین دے دیں port رکھا ہے، اُنھوں نے کہا میں نہیں دوں گا بشرط کہ مجھے port کے اندر آپ آگئے ہیں، آپ نہیں بنا سکتے۔ کہا ہم اپنی زمین نہیں دیں گے۔ لیکن پچھلی حکومت نے اُن کو double زمین دی، پانچ سو کی جگہ گیارہ سو ایکڑ پشتوکان کے ساحل میں۔ پھر جا کر وہ agree ہوئے۔ اور کس نے پیسے دیئے وہ بھی Government of Balochistan نے دیئے۔ گورنمنٹ کی زمین آپ نے لی جس purpose کے لیے آج تک utilize نہیں کی۔ چلو Government of Balochistan نہیں دیتے اس ملک کی ضرورت ہے آپ نے اُس کو بھی نہیں دی اُس کی جگہ Government of Balochistan نے payment کی۔ بلوچستان چل رہا ہے سیکورٹی کی مد میں ہم اربوں روپیہ دے رہے ہیں پھر بھی ہم secure نہیں۔ میں نے جب fence کا سنا میں نے کہا کہ کوئی ایسا بندہ ہے جو ہمیں لکھ کر دے کہ بھئی یہ fence لگنے کے بعد یہاں ایک واقعہ بھی نہیں ہوگا، اگر واقعہ ہوا تو اُس کی ذمہ دار میں ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے کل جا کر fence لگاؤں گا۔ بشرط یہ کہ میرے شہریوں کو تنگ نہیں کیا جائے گا۔ بلوچستان میں رہنے والے لوگ وہاں آئیں جائیں، گوادر سب کا گھر ہے صرف گوادر والوں کا نہیں ہے۔ تو میں بارہا اس اسمبلی سے کہہ رہا ہوں کہ گوادر اور گوادر کی زمین گوادر کے لوگوں اور بلوچستان کی ہے تو گوادر آپ کا ہے، جو چیزیں اب ہو رہی ہیں اُس سے نہیں لگتا کہ گوادر میرا اور آپ کا ہے۔ اسی طرح جس طرح دوستوں نے بات کی security کے حوالے سے، security issue تو پورے بلوچستان میں ہے۔ ہم نکلتے ہیں گاڑی میں، مجھے نہیں پتہ کہ میں اپنے گھر جا سکتا ہوں کہ نہیں جا پاؤں گا۔ کوئی بلوچستانی

نہیں کہہ سکتا، اُس کے گھر والے اُس وقت تک جاگتے ہیں رات کو، کبھی کبھار اختر حسین میرے ساتھ رات کو ہم کہیں کسی کام سے کبھی پریس کلب کبھی کہیں تو اُس کے گھر سے بار بار فون آتا ہے، تو میں اُس کی حالت دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ ہر کسی کو، میں یہاں سے نکلتا ہوں تو میری والدہ صبح چار بجے تک جاگتی ہیں کہ میرا بیٹا گھر پہنچے گا کہ نہیں، تو عام پبلک کی حالت ہے۔ وہ تو بیچارے کہہ ہی نہیں سکتے، کس کو جا کر کہیں گے۔ ہماری اپنی حالت یہی ہے ہم گھر پہنچیں گے کب نہیں پہنچیں گے۔ تو میں Government of Balochistan چالیس پچاس ارب روپے کے لگ بھگ دے رہی ہے security کی مد میں خرچ کر رہی ہے۔ جناب والا! safe city تو سارے ملک میں ہیں۔ اسلام آباد safe city، لاہور safe city، پشاور safe city، کراچی safe city، کوئٹہ safe city بننے جا رہا ہے گوادر smart safe city، its mean کہ اُس میں مزید latest technologies، ڈرون پتہ نہیں کیا کیا ہوں گے۔ اُس کے باوجود بھی ساری دنیا کیمروں سے control ہو رہی ہے۔ یہاں پر عجیب سا ایک تماشہ کھڑا کر دیا ہے جس کو مجھے تو یہ لگتا ہے کہ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ گوادر بنے، گوادر آگے جائے۔ internationally یہ issues اب raise ہو گئے ہیں۔ کیا message ہم دینے جا رہے ہیں کہ جس شہر کو ہم mega city بنانے جا رہے ہیں، جس طرح governing body جب ہو رہی تھی میں نے جام صاحب سے سوال بھی کیا کہ آپ میڈیا والوں سے پوچھیں کہ یہ جو consultant liver بنا گیا ہے، آج سے ہزاروں سال پہلے کس طرح plan کیا گیا ہے۔ اسلام آباد میں، چالیس سال پہلے plan ہوا ہے۔ گوادر کا master plan دیکھیں پتا ہی نہیں چلتا کہ کون سی چیز کہاں بننے جا رہی ہے، کیا بنانے جا رہے ہیں۔ اور اُس دن بھی میں نے جام صاحب سے کہا کہ ان سے پوچھیں دنیا کا سب سے mega city بنانے جا رہے ہیں جس طرح ہم نے گوادر کا کہا کہ ماتھے کا جھومر، فلانہ یہ ہے، وہ ہے، CPEC تو اس جو consultant ہے اُس کو دنیا کے top three consultants میں سے ہونا چاہیے۔ مجھے نہیں لگتا کہ ایسا ہے کیونکہ جب جام صاحب وہاں اُس سے سوال کر رہے تھے تو GDA والے جواب دے رہے تھے مجھے یہ GDA، master plan والوں کا بنایا ہوا لگتا ہے۔ تو Law & Order کی situation بلوچستان میں ہمارے سامنے ہے۔ روز ہڑتال، ہماری بہنیں روز آجاتی ہیں، یہ کس کی اولاد ہیں یہ ہماری بچیاں ہیں ہماری مائیں ہیں، یہ کیوں آتی ہیں؟ کیونکہ اُنکی اُمیدیں ہیں۔ کوئی نہیں چاہتا کہ میں عدالت کا دروازہ کھٹکھاؤں، اُنکی عزت ہے وہ ہماری بچیاں ہیں، ابھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا وہ نکلے ہوں گے، لیکن وہ آکر سڑکوں پر بیٹھیں تو ہمیں بھی رونا آجاتا ہے۔ بعض دفعہ تو جب وہ بند ہوئی

تو، ثناء اور میں گئے ان کو جیلوں سے نکالا۔ یہ حالات ہے۔ کبھی ڈاکٹر ہڑتال، کبھی ملازمین ہڑتال، کبھی اساتذہ ہڑتال، سارے ہڑتال میں ہیں۔ ہر طبقہ یہاں پر پریشان ہے۔ تو یہ حکومت وقت کی ذمہ داری کہ مسئلوں کا حل کہ طرف لے جائیں، ان کو tussle کی طرف نہ لے جائیں۔ یہ ہمارا صوبہ ہے، یہ ہمارے بچے ہیں، یہاں پر بسنے والے لوگ ہمارے ہیں کوئی باہر سے تو نہیں آئے گا۔ دیکھیں اللہ پاک نے ہمیں بھی کوئی ذمہ داری دی ہے۔ اور ہمیں نمائندہ بنا کر یہاں بھیجا ہے۔ یہ اُس رب کا کرم ہے کہ ہم آئے ہیں ہمیں اللہ پاک نے عزت دی ہے، ہم اُن کی آواز ہیں۔ ہمارا کام ہے ہم اُن کو تحفظ دیں، اُن کا ہر issue ہم حل کریں۔ جناب والا! ظہور بلیدی صاحب نے development کی بات کی کہ فلا ناں Pipeline ہم نے دے دیا فلا ناں دے دیا، پچھلے بجٹ میں دو اسکیمیں چار سال سے گوا در والے پائپ لائن مانگ رہے ہیں ایک کولاش والے شادیکور سے ایک ارب روپے کی اسکیم ہے۔ Jiwani Town جس کو تین سال system break ہونے کے بعد کیونکہ پائپوں میں پانی نہیں تھا سارے Choke ہو گئے اُن میں گاس سارے سوگ گئے 50 کر 4 کروڑ مانگے تھے نہیں دیا وہ لوگ ابھی بھی 60 دن بعد ایک گھنٹہ اُن کو پانی ملتا ہے جو پائپ لائنوں کی وہ باتیں کریں اُن کی حکومت کے نہیں ہے وہ کیوں اُس کا ذکر کرتے ہیں؟ جس طرح PTI کے دوست چلا پڑے کی عمران خان یہ کر رہا ہے عمران خان سارے نواز شریف کے Complete Projects جو ہو رہے ہیں اُن کا افتتاح کر رہے ہیں ایک چیز نئی نہیں۔ سر آپ نے اگر دینا تھا ان ڈھائی سال میں نے آپ نے پسنی Urban کا مسئلہ حل کرنا تھا جہاں پر لوگوں کی معاشیات ہے روز ایک Boat ٹوٹی ہے روز ایک Boat اسپیکر صاحب! ابھی تک جتنے Boat ٹوٹے ہیں نہ اگر یہ سارے ماہی گیر اپنی Boat بیچ دیتے وہ Harbour خود بن جاتا ہے۔ ایک ڈیڑھ ارب روپے چاہیے۔ ہم نے جاپان سے بھی Grant لائے، اُس کو بھی انہوں نے corruption کی نظر کر دیا، وہ بھی اب disheart ہیں وہ بھی پیسے چلے گئے ہیں۔ آپ کو گواردر کو دینا ہے Medical College دیں آپ BRC دیں آپ Engineering Universities دیں آپ technical institution دیں گواردر یہ مانگتا ہے گواردر روزگار مانگتا۔ اسکا لرشپ پر اگر آپ، میں نے سب سے پہلے یہی demand کی کہ گواردر کے بچوں کو پڑھائیں تاکہ وہ اس Port کے ساتھ چل سکیں اُن کو free اسکالرشپ دیں مفت ہر گواردر کے بچے کو، انہوں نے قربانی دی ہے اُس زمین کی۔ اگر آپ اُن کو کہتے ہو کہ ترقی آپ کے لیے تو آپ کو اُن کو اسکالرشپ دیں ہر بچے کی پڑھائی آپ Free Education اور دنیا کے ہر ادارے میں جاتا سرکار ماں ہے باپ ہے وہ کر سکتی ہے۔ کہی بچے خود اپنی Security آ کے سنبھالتے ہے آپ

کہتے ہیں وہ شہر کس طرح ہے لیکن ابھی بھی گواردر کے لوگ منشیات والے کو کبھی پسند نہیں کرتے Weapon والے کو پسند نہیں کرتے Weapon جو آ رہا ہے جو منشیات آ رہا ہے پھر کہا سے آ رہا ہے؟ اس پورے بلوچستان میں جو منشیات کی لعنت پھیلی ہوئی ہے ہر کوئی گھر ایسا گھر نہیں آج نئے نئے نشیں Crystal، شیشہ پتا نہیں cocaine کیا کیا کر کے آئیں ہیں ہر گھر تباہ ہے ہر گھر، ہم تو روز گواردر میں صبح اُٹھتے ہیں دو ماہیں دو باپ بیٹھے ہوتے ہیں ہمارے بیٹے کا علاج کرا دو، یہ حالت ہے یہ ساری چیزیں جو ہو رہا ہے پولیس کو نہیں پتہ کون بیچنے والے ہیں؟ لیویز کو نہیں پتہ جتنے وہاں پر Forces بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو نہیں پتہ؟ کبھی اُن کو اس طرف بھی تو نظر دوڑائیں اُن کو بھی تو روکیں۔ جن کو پکڑتے ہیں اُن سے بھی حساب کتاب برابر کر کے وہ بھی چھوٹ جاتا ہے اگر روکا جائے ضیاء لاگو صاحب نے ایک دن تو commitment کی تھی کہ کوئی یہاں پر بھتہ نہیں لے گا آپ ابھی بھی جائیں ہر جائیں Check Post، میرے دوست ثناء بلوچ نے باقی دوستوں نے صحیح بات کی ہے جتنے بھی چیک پوسٹیں لگادی ہیں سب بھتے کے لئے لگی ہوئے ہیں۔ اگر سیکورٹی کے لئے لگی ہوتی تو وہ road پر barrier نہیں بناتے وہ side پر بیٹھے Security سنبھالتے ہر کسی سے نہیں پوچھتے کہاں جا رہے ہو؟ کہاں آ رہے ہو؟ اربوں روپے کا یہ مہینے کا کالا دھندہ ہے جو یہ لوگ سب کر رہے ہیں اُن کے خلاف investigation کر رہیں نہ کہ کون کر رہا ہے۔ ضیاء لاگو صاحب نے تو کہا کہ ہمیں Video لاکے دیدو، Video لاکے سرفراز بگٹی اور عبدالقدوس بڈنجو، وہ Home Minister خود Video بنا کر لے آیا اُس کے باوجود کیا ہوا؟ صرف قدوس بڈنجو کچھ وقت تھے اُنہوں نے کہا Check پوسٹیں ہٹا دو ہٹ گئی دو مہینے بعد پھر سے۔ یہ سارے بقاعدہ ہر District میں آفیسر پوسٹ ہوتے ہیں یہ پیسے دے کے پوسٹ ہوتے تو ظاہر سی بات ہے وہ آئیں گے تو پیسے لیں گے اور کیا کریں گے؟ تو خدارا یہ بلوچستان، یہاں پر رہنے والے لوگوں پر رحم کیا جائے دو ایٹیاں نہیں ہے Hospitals میں Corruptions کے Case آپ کے سامنے آ رہے ہیں کون کر رہا ہے پھر؟ ظہور بلیدی صاحب آپ تو کہتے ہیں ہماری حکومت، کیا بولوں میں؟ وہ تو اُن سے پیچھے ہیں دو department والے اندر ہو گئے ہیں اُن سے جا کے پوچھیں کیسے ہو گیا کہاں سے ہو گیا ابھی اسی حکومت میں، پرانی حکومتوں کے نہیں ہے یہ تو خدارا دو ایٹیاں دے اسپتالوں میں ہمیں Teachers دیں ہمیں educated ہمارے قوم کو کریں ہمیں باڈ لگانے سے آپ ہمیں مزید جو ہے تکلیف دے رہے ہو وہاں پر رہنے والے لوگوں کو تکلیف دے لوگ کس کے پاس جائیں؟ آپ نے چار Minister، کل MPAs، پارلیمانی منسٹر آپ نے بھیجے گواردر، گیارہ بجے انہوں نے جناب اسپیکر! Meeting رکھی ایک بندہ

نہیں آیا آٹھ لوگ آئے پھر District Administration پر pressure دیا گیا ہے کیا دیا گیا وہاں پر زیادہ تر بیٹھے ہوئے لوگ بھی سرکاری ملازم تھے ایک notables نہیں ہے۔ ایک notable سر۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ Sir وہ میں نے ٹائم لے لیا ہے، بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔۔۔ سارے اپوزیشن نے Time انکو دے دیا ہے۔

میر حمل کلمتی:۔۔۔ Sir میں نے انکو Time لے لیا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ آپ مجھے سُنے آپ مجھے بولنے دو۔ جناب اسپیکر! دیکھیں ہم نے انکی بات بہت واضح خاموشی سے ظہور بلیدی صاحب نے بھی بات کی۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ نہیں دیکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔۔۔ تھوڑا مختصر کر دیں کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی:۔۔۔ آج بڑی مشکل سے آئیں ہے پہلی دفعہ requisite اجلاس میں آئیں ہے تو سُنیں صرف ایک سلیم صاحب بیٹھے رہتے ہیں ظہور بھی آخر میں نکل جاتے ہیں quorum کی نشاندہی کرا کے، ظہور اور دنیش۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔۔۔ آپ کی بات میرے خیال سے ویسے complete ہو گئی ہے۔

میر حمل کلمتی:۔۔۔ جناب اسپیکر! یہ بلوچستان ہمارا گھر ہے زمین دار یہاں پر پریشان ہیں، ہر طبقہ پریشان ہے قبائلوں کی زمینیں ہیں آپ record check کریں لسبیلہ وادی جام کا تھا اُس کے لوگوں کا تھا سارا آپ record check کریں کون کون سی زمین کس کی تھی وہاں فلاناں قوم ہے یہاں فلاناں قوم ہے حد بندیاں کی ہوئی ہے شروع سے کوئٹہ میں بھی اسی طرح ہے کاسی ہے باقی بلوچ قوم ہے جتنے بھی ہیں انہوں نے پہلے سے انکی حد بندیاں ہوئی ہوئیں ہیں اب انکو لڑانے کیوں جا رہے ہیں؟ ہمیں اُنکے دل جیتنے چاہیے اُن کی زمین کو اُن کو مالک بنانا چاہیے ہم تو اپنی زبان سنبھال نہیں سکتے ہم سے تو دوسرے لیجا رہے ہیں۔ گواردر تو گنواچکے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا اب گواردر، گواردر والے لوگوں کا رہے گا وہ جام صاحب اگر ایسی کوئی guarantee دیں گے وہ دوسری بات ہے کیونکہ ہم سب اس کرسی کے میراث نہیں ہر پانچ سال بعد change ہو جاتے ہیں جو آفیسر بھی وہاں آتے ہوئے وہ دو سال بعد post ہو جاتے ہیں ہم نے وہاں رہنا ہے وہ ہمارا شہر ہے ہماری نسلیں وہاں گئی ہیں ہم لوگوں نے سرزمین کے لئے قربانیاں دی ہیں آج تک دے رہے ہیں GDA نے جتنے روڈ جناب اسپیکر! بنائے ہیں ایک نلکہ کسی نے Compensation نہیں لی وہاں ابھی بھی آپ جائیں گے ایک ایک ایکڑ کروڑوں کی ہے تو یہ نا انصافی ہمارے ساتھ نہ کریں ہمیں انصاف

دیا جائے ہم کس کے پاس جائیں؟ عدالت ہم گئے عدالت نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو خدا را میری اس تمام ایوان سے میں request کرتا ہوں کہ گوادر کے لوگوں کو support کریں ان کو ساتھ لے کر چلیں ان کے کہنے کے مطابق چلے تو ترقی ہوگی۔ otherwise یہ ترقی ہم نہیں سمجھتے۔ شکر یہ جناب اسپیکر!۔ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ شکر یہ میرے حمل کلمتی صاحب۔ شکر یہ۔ جی۔

میرجام کمال خان عالیانی (قائد ایوان)۔ جی بہت بہت شکر یہ۔ اسپیکر صاحب! میں سمجھ رہا تھا کہ شاید حمل کلمتی صاحب مذکورہ کوئی دو تین گھنٹے اور بات کریں۔ آج ہمارے اس اسمبلی میں آ کے سب کا ادھر ہونا اس بات کی گواہی ہے کہ ہم یقینی طور پر ان ساری issues کو سنیں کیلئے بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس پر بات کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس issue کو ہم کس نظر سے دیکھتے ہیں میں ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ سوچ رہا تھا کہ شاید اگر دنیا میں کوئی اگر گوادر کے حوالے سے کسی چیز کو controversy بنانا چاہتا ہے اور وہ اگر آج ہماری اسمبلی کے ساری working کو سنے گا نہ ہمیں کوئی International propaganda کی ضرورت ہے نہ ہمیں کوئی opposite view, criticism, design manufacturing کی ضرورت ہے۔ ہم دانستہ یا نادانستہ، نادانستہ میں زیادہ use کرونگا۔ کیونکہ میں اور آپ سیاسی لوگ ہیں سیاست دان جب اپنے جذبات تقریر کے حوالے سے ظاہر کرتا ہے پھر ہمارے سارے جذبات لفاظیت، یہ ساری چیزیں کبھی کبھی ہمارا ساتھ بھی دیتی ہیں کبھی کبھی نہیں بھی دیتی ہے۔ میں criticise نہیں کروں گا حالانکہ بڑی چھوٹی سی بات ہے لیکن میرے دوست کے منہ سے ضرور غلطی سے نکل گیا ہوگا اور یہی ہمارے سیاسی ماحول میں ہوتا ہے کہ ہم کچھ بول جاتے ہیں لیکن ہمارا دل وہ نہیں کہتا۔ لیکن یہ جو دنیا کی نظریں ہیں یہ ہمارے دل اور دماغ کو نہیں دیکھتے یہ ہمارے الفاظ کو way کرتے ہیں۔ تو ثناء صاحب نے کہا کہ بلوچستان کے لوگ جاہل زیادہ ہیں تو میں کہوں گا کہ بلوچستان کے لوگ جاہل نہیں ہیں ان پڑھ ہیں لیکن جاہل نہیں ہیں ان پڑھ اور جاہل میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ان پڑھ وہ شخص ہے جس نے تعلیم حاصل کسی سکول میں نہیں کی، جو اپنا نام نہیں لکھنا جانتا جس نے College میں Admission نہیں لیا، لیکن ضروری نہیں ہے کہ آج بلوچستان کا ایک چرواہا بلوچستان کا ایک زمیندار بلوچستان کا یہ آدمی جو فصل کر رہا ہے ایک آدمی جو Truck چلا رہا ہے دکان چلا رہا ہے، ریڑھی چلا رہا ہے وہ جاہل ہو، وہ بالکل جاہل نہیں ہیں وہ اپنا حساب کتاب مجھ سے اور آپ سے بہتر جانتا ہے وہ اپنے جانوروں کا حساب کتاب اس انداز میں کرے گا کہ وہ اپنے آپ کو نقصان بھی نہیں دیتا لہذا یہ وہ لفاظیت ہے جو کبھی کبھی ہمارے زبان سے نکل جاتی ہیں لیکن ہم اس کو feel نہیں کرتے

لیکن کبھی کبھی ہو جاتا ہے۔ تو آج شاید اس حوالے سے ہمارے یقینی طور پر ہمارے working کو یا ہمارے session کو بہت سارے لوگ سن رہے ہوں گے وہ میرے اور آپ کے جذبات کو ایک different نظر یہ سے دیکھتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کسی بھی معاشرے کے لئے ایک secure ماحول ہونا سب سے پہلی guarantee ہے اور اگر ہم ماضی میں History کا ایک تجزیہ لیں تو دنیا کی یہ جنگیں، دنیا کے سارے معاملات آج سے نہیں صدیوں سے چلے آ رہے ہیں اور چلے آتے جائیں گے۔ کونڈہ میں ایک کینٹ قلعہ آپ نے دیکھا ہوگا بڑا مشہور ہے قلات میں آپ میری میں جائیں آپ کو ایک بہت بڑا قلعہ نظر آئے گا تربت میں آپ جائیں وہاں پر بھی آپ کو قلعہ نظر آئے گا، لسبیلہ اسی طرح پنجاب سندھ دنیا، یورپ یہ security کے apparatus زندگی میں ہمیشہ چلا ہے جنگیں ہوئی ہیں، لیکن جوں جوں دنیا نے ترقی کی جنگ کا طریقہ کار بدل گیا۔ اب آپ کو نظر نہیں آئے گا کہ فوجیں ایک دوسرے کے اوپر یلغار کر کے بڑی نفری کے ساتھ ٹینکوں کے ساتھ تیس چالیس سال پہلے تک ہم نے یہ کارروائی دیکھی لیکن اب strategy بہت different ہو گئی ہے یا تو آپ specific satellite یا missile technology سے ایک دوسرے کو counter کرتے ہیں یا آپ War Zone کے اندر within societies اور communities ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں جہاں آپ اپنے ایجنڈا کو حاصل کرنے کیلئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اور ہم اس دور سے گزر رہے ہیں۔ گوادر ایک focus کیوں بنتا جا رہا ہے دنیا میں؟ جس کے اندر کوئی ایک وجہ ہوگی یعنی کے ہم ٹھیک ہیں ہمارے ہم سیاسی طور پر گوادر کو ایک اپوزیشن کے حوالے سے چونکہ PDM کا ایک narrative بن چکا ہے PDM نے اس کا اپنے stage پر اس کا ذکر کیا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ ہمیں ایک issue کو اتنا issue طول دیتے رہے کہ وہ کبھی کبھی ہمارے ہاتھ سے بھی نکل جائے اور بعد میں ہم خود پریشان ہوں کہ جی ہم نے اپنے مسئلے کو ایک issue کو اتنا بڑا بنا دیا کہ ابھی وہ دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں چلایا گیا۔ اب وہ اُس کو misuse کریں گے پھر اُس کا ہر لحاظ سے misuse کریں گے پھر اُس کے اندر invest کریں گے پھر social media کے through invest کریں International Media کے through invest کریں گے اور خود دیکھائیں گے کہ جی یہ بات ہم نہیں کہہ رہے اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے لوگ کہہ رہے ہیں اس حالات میں لوگ کہہ رہے ہیں یہاں کے اخبار کی statements کہہ رہی ہے اور پھر ہم سے ایسی غلطیاں کہی ہوتی جائیں گی statements کی جو ہم سے ہوتی ہے ابھی۔ گوادر میں Save City کے، Save City نہیں ہے گوادر Smart City کے حوالے سے جیسے کورٹ نے

بڑی اچھی direction آئی، کورٹ نے آج یہ کہا کہ یہ باتوں کو اسمبلی میں جا کے اور میں بڑا مشکور ہوں آج جناب محترم ثناء بلوچ صاحب کا، خاص الخاص پھر ساتھ میں حمل صاحب Leader of the Opposition کا کہ جس narrative کو PDM نے اٹھایا تھا آپ نے اُس کے برعکس ایک بہت اچھا message دیا ہے کہ استغفوں سے معاملات حل نہیں ہوتے اور نہیں ہم نے اپنے استغفے دئے۔ ہم نے بلوچستان اسمبلی میں آ کے بلوچستان کے مسئلے کے حوالے سے یہاں بات کی ہے اور یہی ایک جمہوری پارٹی، جمہوری معاملات اور جمہوری حیثیت میں کسی system کا اصل روح ہے کہ اس forum سے مسائل کے بارے میں بات کی جائے۔ یقینی طور پر یہ کچھ دنوں میں جو ایک تبدیلی ہم نے دیکھی ہے یہ بڑی خوش آئند تبدیلی ہے اور اُس کو government بھی اُسی نظریے سے دیکھے گی کہ جہاں ہم اس forum کا استعمال کرے اس forum پر بحث کریں اس forum سے چیزوں کو Highlight کریں۔ Yes ہر حکومت کا ہر پارٹی کا ہر ایک system کا پورا اختیار ہے، وہ احتجاج بھی کریں وہ ریلی بھی کریں۔ وہ اپنا موقف بھی پیش کریں۔ لیکن جہاں اُس کو یہ محسوس ہو کہ اب اس ملک کے سیاست کے حوالے سے اُس ملک کی ترقی کے حوالے سے اس ملک کے مسائل کے حوالے سے جس نے ہمیں ووٹ دیا ہے اُس کا مسئلہ ہے اگر کوئی forum ہے وہ یہ forum ہے۔ اور اس فورم میں ہم اپنی آواز بھی اٹھائیں گے، ہم اپنی آواز کو صاحب اقتدار کے حکومتوں کے کانوں تک بھی پہنچائیں گے تاکہ یہاں سے ہماری بات جائے۔ اور میں آپ سے یقین سے کہوں اس forum پر ان لال کرسیوں کے اوپر بیٹھ کے اس کیمرے سے جو آپ کی footage social media میں جاتی ہے اُس کا وزن بہت زیادہ بہ نسبت کہ ہم کسی ایک چوک پر یا کسی روڈ پر جا کے کوئی ایسی تقریر کریں اور عوامی مسائل کو اجاگر کریں وہاں نہ audience اُن کو سنتی ہیں، نہ مقرر سنتے ہیں اور نہ کوئی اور serious لیتا ہے۔ یہاں آپ کے ہر لفظ کو آپ کا audience بھی سنتا ہے آپ کا voter بھی سنتا ہے۔ گورنمنٹ بھی سنتی ہے سب سنتے ہیں۔ تو میں یقینی طور پر یہی بات کہوں گا کہ ہم جمہوری لوگ ہیں اور ہم نے جمہوریت کے حوالے سے جب ہم نے ووٹ public سے لیا ہے تو ہم اپنا mandate اپنے ہاتھوں سے خود خراب نہ کرے۔ ہمیں لوگوں نے ووٹ دیا ہے جس طرح بھی دیا ہے کم دیا ہے زیادہ دیا ہے جس صورت میں دیا ہے۔ ہم نے وہ ذمہ داری کو اس پورے election year میں پورا کرنا ہے اور پھر ہم ایک الیکشن phase میں 2023 میں جائیں اور public کے سامنے جائے وہاں اپنی کارکردگی اچھائی، برائی ہے اُس کو پبلک کے سامنے رکھے۔ اور وہ ہمارے لیے ووٹ کرے۔ تو میں سب سے پہلے تو اس حوالے سے ایک خوش آئند

شروعات کہوں گا کہ بڑے دنوں بعد بلوچستان اسمبلی کی ہوئی ہے ایک بڑی اچھی شروعات ہوئی ہے۔ اور میں چاہوں گا کہ اس بلوچستان کی شروعات کو باقی صوبے اور وفاق کے اندر بھی PDM اور ان کے اتحادی جماعت سارے بھی اس کو serious لے۔ کہ ہمارے لیے سب سے بڑا فورم اسمبلی ہے۔ ہم نے اپنی آواز اپنی demand، اپنے معاملات سب اس فورم پر لانے ہیں اور باقی چیزوں کے حوالے سے ہم نے اگر کوئی اور پیش رفت کرنی ہے تو کم سے کم جمہوریت کے تقاضوں کے تھوڑا نہیں ہے اور کمزور نہیں کرنا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب ایک میں بات کہوں گا کہ گوادر کیوں کھلتا ہے، صرف گوادر نہیں ہے یہ ایک پورا package ہے آپ گوادر ایسے نہیں پہنچ سکتے۔ آپ گوادر کس طرح پہنچیں گے یا تو بانی روڈ آپ لسبیلہ سے جائیں گے یا تربت سے جائیں گے یا ہنگوڑ سے جائیں گے یا سوراہ سے جائیں گے۔ یا خضدار سے جائیں گے، یا قلات سے جائیں گے۔ یا آپ ادھر آگے جا کے کوئٹہ سے جائیں گے پھر ژوب، قلعہ سیف اللہ، یوں کرتے کرتے اوپر تک۔ یہ ہرگز کوئی guarantee نہیں ہے کہ آپ and user literally اس کا ایک stakeholder ہو یہ پورا ایک chain ہے اور اس میں ہم سب stakeholder ہے۔ yes یہ بات ضرور ہے کہ جس جگہ پر گوادر ہے وہ ایک پورٹ سٹی ہے۔ دنیا میں جتنی بھی ترقی ہوتی ہے وہ port کے through ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنی بھی trade ہوتی ہے وہ port کے through ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنی بھی آمد و رفت socio economic ہوتی ہے سب port cities ہے۔ دنیا کے جتنی بھی port cities نکال لیں سب سے امیر ترین port cities دنیا کے وہی ہے۔ دبئی، سنگاپور، چائنا کے ports، جاپان، انڈیا میں US کے اندر نیویارک ہے، کیلیفورنیا سائینڈ ہے۔ west coast ہے east coast ہے، یہاں تک کہ Russia میں saint petersburg پورٹ پر ان کا پورٹ ہے اور European ports, Gothenburg port اور port cities سارے بڑے بڑے شہر کیوں آباد ہوئے ہیں۔ ان کی خوشحالی کیوں بڑی ہے ان کے اندر socio economic کا کیا فائدہ ہوا خوشحالی اس نہ صرف علاقوں میں آئی بلکہ اس صوبے میں آئی اس پورے ملک میں آئی۔ آج لوگ ضرور چاہیں گے بلوچستان پسماندہ رہے۔ آج لوگ ضرور چاہیں گے پاکستان میں بھی پسماندگی ہو۔ پاکستان کی socio economic پوزیشن بڑی کمزور ہو۔ کیوں اللہ تعالیٰ نے اس خطے کو ہر چیز سے نوازا ہے۔ آپ کی اور میری زندگیوں میں جب بہتری آئے گی تو یہ بہت سارے ملکوں کو اور ایسے دشمن ممالک کو بالکل سوٹ نہیں کرتی جو پاکستان کو ہمیشہ کمزور دیکھنا چاہتے ہیں۔ آج ہماری PSDP اگر 1 سوارب

کی یا 75 ارب کی ہے آج اگر یہ تین سو ارب کی ہو یقینی طور پر بہت سارے لوگ بولیں گے کہ جی بڑی کرپشن ہو گئی ہے۔ کرپشن تو اُس کی مثال کے حوالے بات نہیں کہوں گا۔ لیکن ہماری جتنی چیزیں بڑھتی جائیں گی اُس کا effect ہم اس معاشرے کے اندر زیادہ دیتے جائیں گے۔ اور ہمارے کرنٹی جتنی کم ہوتی جائے گی ہمیں شاید ایک وقت ایسا آجائے کہ لوگوں کو تنخوائیں دینا بھی مشکل ہو جائے شاید اس اسمبلی کو چلانا مشکل ہو جائے جو کہ آج بھی position ہے ہماری کہ ہمارے جو ایک deficit culture ایک بن چکا ہے because of many such plannings وہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو آج کہیں بھی ہم دنیا میں جاتے ہیں ایک ایسا ملک ایک ایسا صوبہ ایک ایسا خطہ جس کے اندر potential mineral میں بھی ہو۔ اُس کے پاس oil and gas میں بھی ہو۔ اُس کے اندر human resource بھی ہو یہ واحد خطہ ہے جس کے اندر چار سے پچھے گھنٹے کے فاصلہ میں ایک جگہ برف ہو رہی ہے تو ایک جگہ آپ کو گرمی بھی لگے گی۔ یہ بڑا انوکھا صوبہ ہے انوکھا خطہ ہے جہاں پر آپ کو ہر قسم کا میوہ بھی ملے گا، خوشکاوئے کا بھی ملے گا۔ آپ کو اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے livestock بھی ملے گا wheat بھی ملے گا۔ گندم بھی ملے گا cotton بھی ملے گا۔ تو اتنا important خطہ اگر دنیا میں کہیں ہوتا ہے تو وہ بہت سارے ممالک کو بالکل پسند نہیں آتا۔ کہ جی اس کے پاس renewable energy ہو، کہ اس کی population بھی بڑی کم ہے۔ سو خود کفیل صوبہ ہے۔ اور اس کی contribution ایک پورٹ کے ساتھ اس کو دس گناہ، بیس گناہ، یا سو گناہ آگے بڑا سکتی ہے۔ اور ایسا پورٹ جو اس region کے اندر ایک بہت مقبولیت رکھتا ہو۔ یہ نہ بنے تو زیادہ اچھا ہے۔ تو جب اس طرح کے پروگرام، اس طرح کے چیزیں، اس طرح کی باتیں جب social media پر ٹھیک ہے ایک زمانہ تھا جب social media, electronic media کا access نہیں تھا۔ لوگ ایسے چیزوں کو اخباروں کی طرح پوچھتے تھے۔ آج میری اور آپ کی ریکارڈنگیں دس دس سال بھی چلیں گی۔ اور ہر بات کو کوڈ کی جائے گی۔ دیکھیے ایک بات ضرور یاد رکھے ہمیں ایک چیز ایک بلوچستانی کی حیثیت سے سوچنا چاہیے کہ ہم صرف ایک بات کو ضرور غور سے سنیں کہ کیا آج میں کوئی بات کرنے جا رہا ہوں کہ میں آپ کی پارٹیز کے حوالے سے نہیں کہوں گا۔ آپ کے پارٹیز کے موقف بہت different ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک بلوچستان کی حیثیت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی عقل تو دی ہے کہ میں یہ سوچوں کہ میں ایک narrative ایک بیانیہ، ایک stance اور ایک کام کرنے جا رہا ہوں کیا اس کا benefit مجھے ملے گا۔ کیا اس کا کوئی overall benefit میرے district کو، میرے صوبے کو ملے گا یا اس سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہاں problems زیادہ create ہو۔ اور پھر ہم اپنے فیصلے

کرے۔ پھر ہم اُسی طرح کے تقریر کریں۔ yes criticize ضرور کریں لیکن ایک لیول کے اندر رہ کے جہاں میں یہ محسوس کروں کہ اس criticism سے اب میں اپنے صوبے کو نقصان پہنچا رہا ہوں یا میں اپنے خطے کو، یا اپنے علاقے کو یا اپنے قوم کو، یا اپنے معاشرے کو وہ کم سے کم ہمیں نہیں کرنا چاہیے۔ باقی ٹھیک ہے ہم criticize کریں گے۔ ہماری policies پر کریں ہر چیز پر کرے۔ باڈ کے حوالے سے بات کرے۔ جناب اسپیکر صاحب جس master plan کی بات حمل کلمتی صاحب کر رہے ہیں اُس کو بڑے عرصے بعد جب ہماری گورنمنٹ نے اور اُس کا حصہ ہے۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ اُن جب دس گھنٹے ہم بیٹھے تو اسلم بھوتانی صاحب اور حمل صاحب بھی میرے خیال سے گواہ ہونگے کہ بہت سارے لوگ تھگ بھی گئے تھے اور اس بات پر تھا کہ جی کم سے کم اب ہم اس کو windup کرے۔ اور ہم نے سب کو یہ مشترکہ طور پر پھر ایک GDA کا یہ master plan approved بھی کیا۔ جب آپ گرانٹ پر کوئی master plan بناتے ہیں تو پھر ایسے ہی بنتا ہے۔ ہاں اگر یہ پیسوں پر یہ master planning بنتی تو اس کی اندر اور بھی بہتری بھی آسکتی تھی۔ لیکن ہم جب گورنمنٹ میں آئے تو میں نے محسوس کیا کہ پچھلے گورنمنٹس نے یہ جو master plan چھوڑ کے گئے ہیں اس کے اندر بہت بہتری کی ضرورت ہے۔ اور ہم نے time to time اس کو بہتر کیا۔ اور کوئی بھی master plan زندگی بھر ہمیشہ permanent for lifetime نہیں ہوتا اُس کے اندر changes آتی ہے۔ لیکن آپ اُس کے اندر 20,25,30% changes کی گنجائش رکھتے ہیں باقی آپ کا plan تقریباً اُسی طرح چلتا ہے۔ کیا آپ کے خیال سے دہی چالیس سال پہلے اسی master plan کے ساتھ بنا تھا۔ کیا آپ کے خیال سے جب سنگاپور اپنے initial stage میں آیا تھا اسی پہلے master plan پر چلا تھا نہیں ہر دس سال بعد چیزیں change ہو جاتی ہے۔ socio economic reasons بن جاتے ہیں لوگوں کی کمائی بڑھ جاتی ہے۔ کاررو بار بڑھ جاتا ہے، infrastructure بڑھ جاتا ہے۔ چیزیں change ہو جاتی ہے تو آپ کو اپنی mechanism اور شہروں کو بھی تبدیل کرنا ہوتا ہے۔ اور جوں جوں آپ تبدیل کرتے ہیں تو آپ اُس master planning کے اندر چیزیں لاتے ہیں۔ اسلام آباد کا 1970 master plan کے بعد بنا تھا۔ اب اتنا عرصہ گزرنے کے بعد آپ اُس کے اندر دیکھے اُس کے اندر بھی changes آتے رہتے ہیں۔ سو میں ایک بات پر ضرور لاؤں گا کہ کہ سمارٹ سٹی ایک component ہے حکومت بلوچستان کا master plan کے اندر ایک PSDP کی ایک اسکیم ہے۔ اور اس smart city component کے اندر بہت ساری

چیزیں ہیں۔ جب اس component کو ہم discuss کر رہے تھے جس میں کیمرہ ہے، stations ہے اس کے اندر آپ نے security کے apparatus ہوگا۔ یہ ساری چیزیں ہے ایک چیز دیکھے دنیا میں ضرور یاد رکھے۔ security 100% دنیا میں کہیں ٹھیک نہیں ہوگی۔ دنیا میں سب سے زیادہ کیمرے systems یہ سارے آج china میں ہے۔ اور تقریباً پانچ سال پہلے دنیا کا سب سے بڑا CCTV monitored شہر تھا وہ لندن تھا۔ لیکن لندن میں چوری بھی ہوتی ہے، لندن میں ڈکیتی بھی ہوتی ہے لندن میں قتل بھی ہوتا ہے۔ تو یہ چیزیں آپ کو 100% assurity تو کہیں نہیں دیتے ہیں۔ US کے آپ مثال دیتے ہیں ہم Europe کی دیتے ہیں۔ آپ یورپ کے ممالک میں چلے جائے آپ کو ہر جگہ پر باڑ کا system نظر آئے گا۔ آپ امریکا میں جا کے دیکھیں وہ Mexico کے ساتھ بنا رہا ہے ٹرمپ بنا رہا تھا۔ اسی طرح گلف میں آپ چلے جائیں، گلف شہر میں ہم پھرتے ہیں ہر جگہ ہم ایک section نظر آتا ہے جو بالکل الگ اُس شہر سے لگتا ہے۔ لیکن میں اس پر پھر بھی آتا ہوں کہ گوادر کے حوالے سے ایک سب سے بڑی اور serious بات ہمیشہ بلکہ آج بھی نظر آئی کہ حمل صاحب نے کہا، ثناء صاحب نے کہا کہ جب میں جی پنجاب سے نکلتا ہوں تو کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے۔ بلوچستان میں آتے ہیں تو چیک پوسٹ پر چیکٹ پوسٹ ہے۔ مجھے یاد ہے ریسنائی صاحب نے کہا تھا کہ جی جب میں گوادر جاتا ہوں تو ہر جگہ پروہ فوجی ہم سے پوچھتے ہیں کہ بھائی تم کہاں سے اور کیا کر رہے ہو۔ ہم جب بیٹھے human presence کو آپ کم کرنا چاہتے ہیں لیکن security کو آپ compromise نہیں کر سکتے۔ human presence آپ کیسے کم کرتے ہیں مثال کے طور پر ہے گوادر کے اندر حمل صاحب بڑے واقف ہیں G D A نے جتنا بڑا network بنایا roads کا آپ گوادر میں سو جگہوں سے entry کر سکتے ہیں۔ اور وہاں کوئی system نہیں ہے۔ بلکہ کچھ روڈز تو ایسے ہیں جو ابھی ریگستان بن گئے ہیں۔ اُس زمانے میں کم سے کم ایک اچھا stance لیا گیا تھا ٹھیک ہے میں بھی CM تھا تو میں نے کہا کہ پتہ نہیں اتنے روڈ کیوں بنائے گئے۔ ان روڈوں تک پہنچتے پہنچتے بھی شہر کو کوئی سال لگ جائیں گے۔ پھر کسی نے کہا کہ جی اگر اُس زمانے میں ہم اگر نہ لیتے یہ روڈز تو یہ زمینیں ہمیں مفت میں نہیں ملتی آج اگر ہم یہ روڈ بنانے جاتے تو بلوچستان حکومت کو اربوں روپوں کی ضرورت ہوتی ان زمینوں کو ہم acquire کرتے تو ہمیں لوگوں نے مفت میں زمین دی تو ہم نے روڈ بنا دیے۔ لیکن ان میں سے بہت سارے روڈ اُنہیں left left unaccessible کہ آپ ہر طرف سے ایک left right, left right گلی ہے۔ یہاں تک کہ آپ شہر گوادر سے شروع کریں آپ بالکل میرے خیال میں

end تک پشوکانت تک جائیں گے یہ سارے روڈ کا نیٹ ورک آپ کے ساتھ یون جال کی طرح جا رہا ہے۔ اب ایک مثال ہے کہ یہ جو 50 entris ہے ان روڈوں کی کیا ہم ہر entry پر ایک چوکی بنا دے دیکھے گا اور جب اتنا بڑا project ہے اور اتنا بڑا اُس کی assist ہے اُس کی اتنی attention بنتی جا رہی ہے یا بن چکی ہے۔ چاہے میں اور آپ ابھی خوش ہیں خفا ہے وہ ہے۔ اور وہ ایک بہت سارے ممالک کو وہ اچھا لگتا ہے بہت ساروں کو نہیں لگتا ہے۔ اور جن کو نہیں لگتا وہ اُس کے لیے کچھ نہ کچھ plan کرتے ہیں۔ ideal situation بہت اچھی بات ہے۔ گن سیکورٹی نہیں دیتی۔ لوگ سیکورٹی نہیں دیتے لیکن میں اور آپ لے کر بھی گھومتے ہیں۔ کیوں کچھ crime ہوتا ہے natural ہوتا ہے، کچھ crime planned ہوتے ہیں۔ paid ہوتا ہے۔ کراچی میں آپ جائیں ادھر جائے، دہلی جائے، یورپ جائے دنیا کے ہر جگہ جائے بڑے بڑے مافیاز ہیں پیسوں پر قتل کرتے ہیں۔ اور میں اور آپ اُس کے سامنے بین بنا کے بیٹھتے رہے کہ بھائی دیکھوں تم ایک اچھے شہری بن جاؤ میں تمہیں روزگار بھی دے رہا ہوں، ہم realize نہیں کر رہے ہیں یہ ایک professional crime ہے۔ تو دنیا میں یہ professional crime بہت عام ہے۔ وہ میرے اور آپ کے اچھے اچھے پروگرامز سے متاثر ہو کے اپنا crime نہیں چھوڑ دے گی۔ وہ دنیا کا سب سے اچھا علاقہ بھی بن جائے ادھر crime پھر بھی ہوگی۔ کیا لندن میں socio economic indicators اچھے نہیں ہے، کیا امریکا میں اچھے نہیں ہے، کیا گلف میں اچھے نہیں ہے، سعودی میں نہیں ہے، جاپان میں نہیں ہے، چائنا میں ہیں۔ ہر جگہ ہے دنیا میں health, education, services سب کچھ ہے لیکن واردات crime دیکھے پاکستان سے بھی آگے ہیں۔ نیویارک کے اندر آپ پھر کے دکھائے، لندن کے اندر رات کو پھر کے دکھائیں۔ ابھی بھی جاننے والے بہت ہیں کہ جی رات کو خیال رکھیے گا۔ بلکہ بہت سارے لوگ آپ کو حیرت ہوگی اس دور میں جن کی ہم مثالیں دیتے ہیں کہ یہ یورپ ہے، امریکا ہے، فرانس ہے۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جو وہاں بھی security رکھتے ہیں۔ اگر یہ سارے policies دنیا کے اتنے اچھے تھے اور اتنے اچھے socio security کی اتنی race پڑھی ہوئی ہے وہ سب جانتے ہیں کہ ہر ملک ایک دوسرے ملک کے خلاف ہے اور وہ کوئی opportunity نہیں چھوڑے گا کہ وہ اُس ملک میں کوئی واردات کروائیں۔ اور جہاں وہ واردات کرائے گا وہ اُس ملک کے economics کو ڈاؤن کرے گا۔ اب تو ملک نہیں ہے اب groups ہے۔ ایسے ایسے interest ہے جن کو میں اور آپ جانتے بھی نہیں ہے۔ اُن کی interests ایسے چھپے ہوئے ہیں اور اُن کے plans اس طرح کے ہیں کہ جن کا مجھے اور آپ کو پتہ بھی نہیں

چل سکتا ہے کہ اس سے فائدہ ہوگا یا نقصان ہوگا۔ ایک شخص ہے مثال ہے اُس کی ایک master planning اور بہت بڑی ایک housing colony چل رہی ہے گوادر میں وہ شاید اُس کے لیے واردات کروائے گا گوادر میں۔ کیوں کے اُس کے rivalry ہے وہ چاہتا ہے کہ میں اُس کو نقصان پہنچا دوں۔ اُس کے لیے کیا ہے دو تین لاکھ روپے خرچ کرے گا کہیں پٹا خا پٹو ادے، کہیں ایک آدمی کو ذخمی کر دے پروجیکٹ کو خراب کر دے گا۔ اور میں اور آپ پریشان ہیں کہ ابھی ہم کیا کرے۔ تو دیکھے جب یہ چیزیں آئیں human اور اس طرح کے forces کو کم سے کم رکھنا یہ ہمارے ذہن میں آیا کہ ہم human interaction کرے۔ یا تو 500 آدمی گوادر شہر کے اندر ہر چیک پوسٹ پر کھڑا ہو لیویز کا، پولیس کا، ایف سی کا، فوج کا بندوق لے کر کہ کہاں جا رہے ہو کون ہو۔ کیوں کہ یہ جو 28, 29 کلومیٹر ہے اس کو آپ کتنے پوسٹوں سے secure کریں گے اور اس طرح کا PC جیسا واقعہ ہو جائے۔ اس طرح اور ماڑا جیسا واقعہ ہو جائے اس سے پہلے اور ماڑا والا ہوں پنجگور میں ابھی ہوں۔ آپ کے خیال میں ابھی گوادر میں 10 بم blast ہو جائیں۔ تو یہ آپ کے جتنے بھی بحر یہ فخر یہ ادھر ادھر جن کو ہماری لوکل لوگوں نے زمینیں بیچی ہیں اور خود اُن کے ساتھ شریک بھی ہے partner بھی ہے کاروبار کر رہے ہیں اُن کی وجہ سے کچھ نا کچھ ایک social economic activity چل رہی ہے۔ آپ کے خیال میں چلے گئی کوئی نہیں آئے گا آپ کے پاس اور پھر ہم بولیں گے دیکھیں جی law and order کی situation ایسی ہے کہ یہ حکومت تو کام بھی نہیں کر سکتی ہے۔ security apparatus ہر چیزیں ہوتی ہے ہم نے بھی اسمبلی کے باہر ایک دیوار بنائی ہوئی ہے کیوں بنانی ہوئی ہے ہائی کورٹ کے سامنے دیوار بنانی ہوئی ہے کیوں بنانی ہوئی ہے۔ ہم بھی اپنے چیزوں کو ختم کر دیں یورپ کی طرح دیواریں ختم کر دیں دروازے کھولیں ہوں ہم بھی پتہ ہے کہ ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں۔ ایک ایسے society کے اندر رہتے ہیں جس کے اندر یہ چیز بہت عام ہے تو ہم اپنی security کو اپنی first priority رکھتے ہیں اور اسی لیے ہمارے ساتھ ایک گارڈ بھی گھومتا ہے وہ گارڈ اسی لیے گھومتا ہے کہ ٹھیک ہے میری دشمنی کا مسئلہ الگ ہے لیکن یہ ناں ہو کہ کوئی شیطانی میں میرے ساتھ کوئی گڑبڑ کر جائے تو ہم اپنے آپ کو secure feel کرتے ہیں۔ اسی لیے ساری چیزیں ہوتی ہیں اب یہ فیصلہ ہمارا ہے اور میں ایک چیز بتا دوں اصل میں گوادر کا اور اگر اتنا بڑا issue بننا ہوتا لوگوں نے ہمارے افغانستان پر ایران کے بارڈر کے fenc کو اصل اُن کا وہ ہے وہ fencing اُن کے ہاتھ سے ایک issue چلا گیا۔ گوادر کو اٹھالیا یہ تو اُس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ لہذا گوادر کی اپنے smart city component میں جس میں اگر

camera ہے گاڑیاں ہیں نفری ہے training ہے employment ہے 16 سو بندوں کو ابھی ہم روزگار اس coast belt کے لوگوں کو ہم دینگے 16 سو employment صرف گوادر اور coast پر سبیلہ district ہے ان کو بھی ان علاقے کے لوگوں کو دینگے جو تقریباً 20 سے 25 parameter کے اندر coast میں رہے گے۔ یہ اس کا ایک component ہے اس طرح روزگار کی اور چیزیں بھی لائی گئی اُس میں ایک چیز ہے یہ جو باڑ کا پہاڑی حصہ آپ دیکھے گوادر کا جہاں پر ڈیم کا حصہ ہے اکثر وغیرہ ہے یہ ایک ایسا پہاڑی سلسلہ ہے اور مکران ہیلٹ پہاڑی سلسلے بلوچستان کے دوسرے علاقوں سے بہت مختلف ہیں۔ آپ ہرنائی میں، سبجواہی میں، زیارت میں، قلات میں، یہاں تک کہ سبیلہ کے حدود میں یہ پہاڑ بہت آسان ہے in terms of ان کو اگر آپ نے control کرنا ہے مکران کے پہاڑوں کا سلسلہ بالکل تیز دھاروں کی طرح چلتا ہے ہر 30 میٹر 40، 50 میٹر بعد ایک سلسلہ ایک کے اوپر چڑھ رہا ہے humanly impossible ہے آپ اس کو secure کر سکتے بہت مشکل ہے۔ original plan تھا اس پہاڑی سلسلہ سے وہ fenc جائیگی تاکہ گوادر کو ایک سیکورٹی ملے اور اُس کے ساتھ ہی ایک ہائی وے بھی جائیگی۔ اب وہ project ہے دو تین چار سال کا اب گوادر اپنے اُس stage پر ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ حمل صاحب دل میں اس بات کو ضرور مانیں گے۔ یہ وہ time ہے میرے اندازے کے مطابق آج جو گوادر کی situation ہے یہ situation اگر آج سے 10 سال پہلے ہوتی آج کا گوادر کچھ اور ہوتا وہ ہماری کمزوریاں سب کی رہی ہم نے ان کو address نہیں کیا ہم نے گوادر کے issues کو نہیں دیکھا پانی کو address نہیں کیا روڈز کو نہیں کیا employment کو نہیں کیا ہسپتال کو نہیں کیا development نہیں کیا airport نہیں بنایا port کی facilitation کو complete نہیں کی eastway نہیں بنایا اُس کا production بند نہیں بنایا کاش 8 سال پہلے کرتے تو آج گوادر بہت مختلف ہوتا لیکن نہیں کیا ہم نے ابھی جا کر کر رہے ہیں۔ اور اب جا کر رہے ہیں تو ہم ایک بہت بڑا alert create کر رہے ہیں۔ اور اُس alert کو ہر آدمی cash کرنا چاہے گا اور ہر آدمی واردات کرنا چاہئے گا۔ تو ہمارا یہ plan یہ بنا کہ ٹھیک ہے اور یہ باڑ نہیں ہے دیکھے یہ ایک fenc کیسے کہتے ہیں آپ نے security fenc دیکھا ہوں ایران بارڈر کا یا افغانستان کا یا دنیا کے fenc دیکھے ہیں۔ وہ آپ کو 3 tier 4th tier کا ایک fenc نظر آتا ہے جہاں یہاں ایک left پر بہت strong باڑ ہوتی ہے۔ پھر تقریباً 6، 8 فٹ کا ایک زمین بیچ میں خالی ہوتا ہے پھر ایک fenc ہوتی ہے پھر bob wire ہوتی ہے پھر کہیں سے different strategy ہوتی ہے۔ یہ ایک basic سال جو ہم

لوگ نے کبھی آپ نے دیکھا ہوگا ہمارے کچھ علاقوں کے اندر forest والے بھی اپنے basic level کی ایک fencing جیسے ہم کہتے ہیں کرتے ہیں یہ اُس نوعیت کی ہے صرف اس لیے تھی کہ ہمارے اس 28, 29 کو cover کرنا اُس لحاظ سے اور خراب ہوگا۔ اور لوگ زیادہ شور کریں گے کہ جی اب تو پہلے تو ہمیں شاندا ایک 5 کلومیٹر بعد یا 10 کلومیٹر بعد روکا جاتا تھا اب ہر دو کلومیٹر پر ایک چوکی کھڑی ہوئی ہے۔ تو اس لحاظ سے اُس human interence کو کم کرنا تھا اب کم از کم یہ تو مجھے پتہ ہے کہ اگر اُس کو آپ تین راستے دیں چار دیں مین مین اپنے چار راستے دیں اور ایک normal آپ کا ایک چیک پوسٹ ہوں۔ اس شہر میں آپ کتنے چیک پوسٹوں سے گزرتے ہیں ہم بھی گزرتے ہیں۔ اور normal way out یہ ناں ہو کہ کوئی جا رہا ہے شناختی کارڈ نوٹ کروا رہا ہے۔ پھر آ رہا ہے پھر اُس کو ایک اور پرچی ملے گی پھر ID card جمع کریں گے۔ اس طرح کا کوئی سلسلہ نہیں ہے ہم اسلام آباد airport جاتے ہیں ہم کراچی airport جاتے ہیں باقی 10 جگہوں پر جاتے ہیں ہر جگہ جاتے ہے ایک basic سی چیکنگ ہوتی ہے ادھر اسمبلی میں بھی ہوتی ہے۔ آج ہم ہٹا دیں اسمبلی سے چیک پوسٹیں ہٹا دیں کوئی چیکنگ ناں ہوں۔ یہ walk through gate ناں ہوں میں اور آپ ایسے بیٹھے گئے کوئی نہیں بیٹھے گا ہم اس کو شہر میں ہم اس ہال میں نہیں بیٹھے گئے۔ تو اُس شہر کو ہم نے کسی ناں کسی حوالے سے اُس کی اصل ترقی کو sabotage ہونے نہیں دینا ہے اور وہ sabotage کا طریقہ کا ہے ہم کچھ mechanism کریں yes public سے بات ہوئی stakeholders سے بات ہوئی حمل صاحب ہے MPA, MNA صاحب ہے باقی سارے لوگ ہیں yes بہت سارے لوگوں نے بولا جی یہاں سے جائیں یہاں سے نہیں جائیں یہاں سے ہو یہاں سے نہیں ہوں ابھی وہ choice ہمارے پاس ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کوئی ہم نے شروعات کی ہے اور اُس کو ختم بالکل نہیں کر سکتے اور اُس کو بنا بھی نہیں سکتے۔ لیکن یہ component provincial government کے smart city کا component ہے اور میں آپ کو یقین سے کہوں گا کہ دیکھے باقی سیاست ہٹ کر کچھ steps ہمیں اپنے ہر لحاظ سے اپنی چیزوں کے لیے ضروری ہوتے ہیں لینا اور temporary phase ہے اور یہ صرف single phase جس میں fenc بھی نہیں کہوں گا اس کی ضرورت صرف شاندا ایک سال یا دو سال کی ہے کیونکہ مین آپ کا پیچھے جانا ہے اُن پہاڑوں کی طرف جانا ہے جس دن آپ کی complete جیسے وہ جائیگی۔ جس کو ہم اپنے PSDP میں بھی رکھ رہے ہیں ہم اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن اس 29, 30 کلومیٹر کے علاقے کو ہم نے ٹھیک ہے fenc نہیں کرتے ہمیں چیک پوسٹیں لگانی پڑے گی، ہمیں نفری بٹھانی پڑے گی، ہمیں بندے بٹھانے پڑے گی

- کیونکہ ہم یہ risk نہیں لے سکتے اور اب یہ risk کیوں نہیں ہے آپ کا یہ master plan complete ہو چکا ہے۔ 70 NOC,s جو master plan کے باہر جو GDA کے تھے ان کو بھی ہم نے NOC دیدیں ہے اب یہ سارے لوگ جنہوں نے جس میں ہمارے بہت سارے لوکل لوگ بھی stakeholder ہے یہ خود چاہتے ہیں کہ جی گوادر کی ترقی ہو یا کام ہو یا روزگار ملے یا کوئی چیز بنے ہمارے بھی پلانز کوئی چار آدمی آ کر خرید ہمیں بھی کوئی فائدہ ہوں اور میں دیکھا رہا ہوں ہر سال میں نئی ٹاؤن میں جب میں گوادر جاتا ہوں مجھے ایک نئی ترقی نظر آتی ہے گوادر کے لوگ گھر بنا رہے ہیں۔ تربت کے بنا رہے ہو گئے پنجگور کے ہیں خضدار کے ہیں لوگوں کے کارروائی میں بہتری آگئی ہے چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں اور اسی سے آپ social economic activity چیزوں جو بڑھا سکتے ہیں۔ ہمیں نہیں بنانا بند کر دے کل کو جو ذمہ داری ہو گی اس شہر کی ہم سے ضرور ایک سوال اٹھے گا۔ اور دیکھے جو لوگ اس پر بات کر رہے ہیں ان کو گوادر سے کوئی غرض ہی نہیں ہے آج اسلام آباد میں نیشنل اسمبلی میں پنجاب اسمبلی میں سندھ میں وہ اپنا تو سب secure کر دیا ہے۔ آج جائے آپ پنجاب میں، سندھ میں KP میں آپ کو ہر نوعیت کی کسی بھی important project میں کوئی compromise نہیں کرتے ہم اپنی ہر چیز compromise کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ایک تقریر آتی ہے وہ سوشل میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا پر چل جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں ہمیں بھی اس ravel کا حصہ ہونا چاہئے۔ بلوچستان کے ذمہ داروں کو اپنا بھی ایک موقف رکھنا چاہئے ٹھیک ہے جی PDM کا ایک اپنا موقف ہے اس پر بات ناں کریں۔ ہم بلوچستان میں کے مسئلے خود ادھر بات کریں گے اگر ضرورت ہوئی ہم حامی بھریں گے ضرورت نہیں ہے ہم حامی نہیں بھریں گے۔ اور ہم اسلیے بیٹھے ہوئے ہیں تو میرے خیال سے اس کو ہم تھوڑا serious لیں yes ہمارا ایک وفد گیا لوگوں کے تحفظات ہیں ہم نے اسی طرح تحفظات ختم کئے جس طرح ہم نے eastbay کے ختم کئے۔ پہلے جی کہ eastbay میں کچھ نہیں ہوگا eastbay کا روڈ بنا چھروں کو راستہ نہیں ملے گا تین bridges کا کام شروع ہے چھروں کو access ملے گا۔ انہوں نے کہا جی ابھی کندی کا مسئلہ ہے ان کا drainage کے مسئلے کا project ہے جو ابھی انشاء اللہ آ رہا ہے ان کے پانی کا project already چل رہا ہے۔ ان کے باقی اسکیمز جو ہیں تقریباً میرے پاس ایک پوری last رکھی ہے ہر ہر علاقے کے روڈز کا ہے گوادر کے پرانے اسکولز کا ہے play grounds کا ہے sports complexes ہے marine drive کا ہے public کے لیے پارکز کا ہے یہ ساری چیزیں ہم اُدھر کر رہے ہیں۔ PCR testing کا facility وہاں ایک بنائی ہوئی ہے کورونا کے حوالے سے یہ ساری

چیزوں پر ہم کام رہے ہیں۔ لیکن تھوڑا وقت لگے گا آپ supportive بنے دیکھے حمل صاحب ایک چیز ضرور یاد رکھیے گا گوادر کا فائدہ اور نقصان آپ کو جائے گا میں وہاں سے MPA نہیں ہو یہ پریشر آپ پر جتنا کام ہوگا آپ پر اور زیادہ آئے گا گوادر جتنا خوشحال ہوگا آپ پر کم پریشر ہوگا۔ آج لوگ ہر چیز کے لیے آپ کے پاس آتے ہیں کیونکہ اُس کی خوشحالی اُس طرح نہیں بنی۔ لیکن جیسے جیسے یہ چیزیں حل ہوتی جائیں گی آپ کے پاس ایک دن آجائے گا، شاید آپ کو بہت سارے problems حل کرنے کے لیے بہت بڑا ایک وسیلہ نہیں چاہئے ہر چیز ہوگا لوگ آپ کے موقف کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ لیکن میں اور آپ اگر ان ہی چیزوں پھنسے رہے یہ بلوچستان کے مسائل اسی طرح چلتے جائیں گے۔ میں اس ساتھ ضرور کہوں گا جی ہم اس کو reveiw کریں گے ہر لحاظ سے کریں گے اور وہاں بھی جائیں گے آپ سے بھی بات کریں گے۔ ایک کھلے ذہن کے ساتھ ہم اس کو سوچنا چاہئے ہاں اگر اُسکی ضرورت security point view سے گوادر کے لوگوں کے لیے گوادر investment کے لیے گوادر کے معاملات کے لیے ان چیزوں کے لیے اگر نہیں ہے تو ہم نہیں کریں گے۔ دیکھیے آج گوادر کی زمین اگر value بڑھتی ہے کسی کو فائدہ ہوگا جس کے پاس زمین ہے گوادر کی ہاں وہ الگ بات ہے کہ ہم نے اگر خود بیچ دی ہے اور سارے investors کو دے دی ہے۔ تو وہ پھر ہمارا تصور ہے لیکن ابھی بھی گوادر کے لوگوں کے پاس بڑی زمین ہے۔ یہ ہمارا master plan تھا جس میں یہ کہا کہ گوادر کی پرانی آبادی کہیں replace نہیں ہوگئی۔ پہلے کبھی نہیں تھا ہم گوادر کے لوگوں کے ذہن میں ایک خدشہ تھا کہ جی ہمیں بھی shift کر دیا جائے وہاں پروگرام بھی بنے ماضی کے گورنمنٹ نے پروگرام بنائے land acquisition کے زمین دینے کے پیسے دینے کے ہم نے کہا ہمارے master plan میں یہ گنجائش نہیں ہے۔ گوادر کا پرانا شہر ویسے کا ویسا رہے گا۔ یہاں گوادر کا ایک لوکل پرانے شہر میں اپنی زمین اپنی مرضی سے بیچنا چاہتا ہے دینا چاہتا ہے کسی project میں جانا چاہتا ہے وہ اُس کی مرضی ہے اُس کو وہ اتنا پورا بالکل expedite کرنا چاہئے۔ میں ضرور کہوں کہ اس چیزوں کے حوالے سے ہم ایک بڑا mechanism سے جا رہے ہیں۔ ہمیں نے ایک نیا پورا cosatl کا ایک master plan of security بنایا ہے جس میں ہر 40,50 وہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے ہم ابھی تک ہماری جو پولیس یا لیویز کی چیک پوسٹیں ہیں وہ ابھی تک اُس sensibility میں نہیں آئی ہے لوگوں unnecessary تنگ کرنا وغیرہ کرنا ان چیزوں کے لیے آپ slowly gradually بہتر کریں گے جس لیویز system کی بات کرتے ہیں آج کا آپ جا کے لیویز دیکھیں اور پانچ سال پرانا لیویز دیکھیں آپ کو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ ساڑھے 8 ارب روپے کا package پچھلے سال سے اسی لیویز

پر خرچ ہو رہا ہے جس میں QRF بنا پھر ہم ایک women کا ایک wing لیویز میں develop کیا ہے intelligence کیا ہے bom scott کا کیا ہے لیویز کے اندر hierachy of offices پہلی دفعہ پیدا کر رہے ہیں۔ پہلے تو آپ کا لیویز والا یا حوالدار رسالدار یا سپاہی ہو کر retire ہو رہا تھا۔ اب یہ officess بھی انشاء اللہ بننے لگے اور لیویز کی جو true strength ہے ایک صحیح فورس کی صورت میں انشاء اللہ آگے آئیگی۔ اور اُس کا ایک 8 ساڑھے 8 ارب کا ایک package ہے جو پچھلے دو ڈھائی سالوں سے اُس پر کام ہو رہا ہے یہ ساری چیزیں ہم ساتھ ساتھ لے جا رہے ہیں ہم نے وہ کام بھی کرنا ہے ہم نے legislation بھی کرنی ہے ہم اپنی strengthening of forces کریں اور اپنے اداروں کی بھی کر رہے ہیں۔ fenc کے بعد کیا guarantee ہے دنیا میں کسی چیز کی کوئی guarantee نہیں ہے security کی guarantee کون لے سکتا ہے اس دنیا میں ایک ملک ایک خطہ بتادیں کوئی بھی نہیں لے سکتا ہے۔ یہ دنیا بہت change ہو گئی ہے اور ہو گئی کورونا کے بعد آپ کی law and order کی situation پوری دنیا میں اور بڑھ گئے۔ 25.30% آپ کے دنیا کے ساری economies پر اس کا hit آ رہا ہے بیروزگاری پوری دنیا میں بڑھ رہی ہے یہ جو آپ مہنگائی کی بات کر رہے ہیں یہ صرف پاکستان میں نہیں دنیا کے ہر جگہ ہو رہی ہے۔ health care کا بل بہت بڑھ رہا ہے savings ختم ہو رہی ہے factories دنیا میں ختم ہو رہی ہے export import پر دنیا کی independency بہت سارے ملکوں پر فرق آ گیا ہے یہ middle east جو تیل پر اتنا بڑا کام کرتا ہے قطر ہے باقی ملک ہیں ان کے اندر problem آ گیا ہے۔ امریکہ کے اندر آپ دیکھیں جو آنا والا جو سب سے بڑا crisis ان کا economies کا ہے وہ آپ کے سامنے کورونا پر آئے گا۔ تو یہ صرف ہمارا مسئلہ نہیں ہے یہ دنیا کا مسئلہ ہے تو ہمیں اس بات کے ساتھ یہ ذہن میں زندہ رکھنا چاہئے۔ کہ آنا والا وقت جہاں آپ کی غربت بڑھے گی جہاں social economic problems بڑھے گئے economy down جائیگی۔ دنیا میں یہ ایک security issue بڑھتا جائے گا۔ اور ہمیں اُس کو ابھی سے plan کرنا ہے۔ ہر لحاظ سے اُس کو plan کرنا ہے لیکن صرف یہ نہیں ہے کہ ہم صرف focus ایک جگہ رکھے اور باقی کوناں رکھے تو میں امید کروں گا کہ ہم ان سب چیزوں کو جس انداز سے لے جا رہے ہیں۔ ہماری plan ہے کہ ہم ان کو cover بھی کریں گے yes آپ کی بات صحیح ہے آپ کی بلٹی چیک پوسٹ کی مثال بھی دی ہے بلٹی چیک پوسٹ پر fenc تو نہیں تھی چیک پوسٹ تھی چیک پوسٹ سے لوگ بیز آ گئے۔ ہم تو چیک پوسٹ create نہیں کر رہے ہیں ہم تو

چیک پوسٹ وہاں کم کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کہتے ہیں نہیں fence نہیں لگائے چیک پوسٹ بڑھادیں ٹھیک ہم وہاں 20 چیک پوسٹ بڑھادیتے ہیں۔ اور ہم آپ کو شرائط کہتا ہوں کہ جس انداز میں لوگ آج محسوس کر رہے ہیں تنگ ہو رہے ہیں۔ آپ یقین کریں تنگ نہیں ہو گئے بعد میں بہت زیادہ تنگ ہو گئے۔ کیونکہ میں کھلا بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ جب تک کہ ہم گوادر کے اندر ایک threshold تک ناں آجائے جہاں گوادر اپنی sustainability اُس ترقی اُس کی development اُس کا economics یہ سب اپنے ایک level پر نہیں آتے ہم اُس کو اس stage پر نہیں چھوڑ سکتے اور اگر ہم نے اس stage پر چھوڑ دیا۔ ہم ایک بہت بڑا نقصان کرنے جا رہے ہوں گے میں اس کے ساتھ ساتھ بات بھی کروں گا کیوں کہ بات سے بات نکلتی ہے ہم DHA's میں رہتے ہیں کینٹ میں رہتے ہیں کیوں رہتے ہیں کیا وجہ ہے وہ وجہ ہمیں بھی پتہ ہے ایک اچھا ماحول ایک secure ماحول شام کو walk کروں گا۔ yes پانی ملے گا planning اچھی ہے۔ جنہوں نے بنائی ہے۔ ہم سارے اختلافات کرتے ہیں۔ پھر بھی ہم اُس کو use کرتے ہیں۔ اُس کی صرف ایک وجہ کیا ہے کہ جب تک کوئی sense of security آپ کے ذہن میں نہیں آئے گی۔ آپ کسی بھی معاشرے میں نہیں رہ سکتے۔ میں اپنے گاؤں میں نہیں رہ سکتا میرا قلعہ بھی ہو جائے میں وہاں نہیں رہ سکتا۔ وہ sense of security ہم نے پورے بلوچستان میں لانی ہیں لیکن ایک mechanism سے لانی ہے۔ یہ صرف میں اگر یہاں بیٹھ کر تقریر کر دوں اور بول دوں کہ جی ابھی ہم ایجوکیشن کو اتنا ہائی کر رہے ہیں۔ health اتنا بہتر ہو جائے گا۔ agriculture اتنا بہتر ہو جائے گا۔ ڈیزازتے اچھے بن جائیں گے۔ پُر امن ہو جائے گا۔ نہیں ہوگا آپ کا۔ ہمیں اُس factor کو اُسی طرح address کرنا ہوگا۔ ہم نے اپنی تیاری کرنی ہیں۔ کیونکہ آپ کا دشمن ہر اُس موقع کی تلاش میں ہے جہاں وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اور اس بات کو ہم دوہرا دوہرا کے ممبرز میں تھک گئے لیکن شاید سیاست کے حوالے سے ہم اسکو بار بار repeat کرنا چاہتے ہیں اور ہم realise نہیں کرتے۔ ”نہیں جی! ہمارا دشمن کوئی نہیں ہم اپنے دشمن خود ہیں“۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہماری دشمنی بہت ہے۔ اور ہماری ساتھ لوگوں نے اپنی دشمنی کی بھی ہیں۔ اور وہ کرتے رہیں گے۔ تو لہذا۔ اور یہ دنیا کے اندر ہے اور یہ صرف ہمارا نہیں ہے دنیا کے ہر polarization بنتی جا رہی ہے دنیا میں، اور دنیا آنے والا وقت زیادہ polarize ہوتا جا رہا ہے بہ نسبت پانچ دس سال پہلے تھا۔ حمل صاحب کی کچھ چیزیں تھی میں میں comment نہیں کرنا چاہتا۔ انہوں نے چونکہ آج گوادر کا دن ہے۔ انہوں نے اپنے پہلی دفعہ معصومانہ انداز میں اپنی تقریر کی ہے۔ اور اُس کے حوالے سے میں ان کو کہوں گا اگر وہ ساڑھے چار

بجے تک صبح کی پھر رہے ہیں اس کا مطلب ہے لاء اینڈ آرڈر بھی اچھا ہے چیزیں بھی بہت بہتر ہیں۔ اور کام بھی ہیں۔ دیکھیں ایسی بھی نہیں ہے ٹریفک کی situation کہ ہم جائیں اور ہم خواری میں پھنس جائیں۔ yes کچھ جگہوں پر ہیں۔ ہمارا پلان ہے۔ سریاب کاروڈ، آپ کا سریاب کا انشائنا اللہ روڈ جو بننے جا رہا ہے۔ آپ کا سبز ل کاروڈ جو بننے جا رہا ہے۔ اختر حسین صاحب کے گھر کے سامنے سے جو ڈبل روڈ جو اینٹ روڈ ہے جو بن چکا ہے۔ لنک بادی نی روڈ جو آپ کا بننے جا رہا ہے۔ انشاء اللہ ریڈیو پاکستان سے ویسٹرن بائی پاس کا جو انشائنا اللہ بننے جا رہا ہے نواں کلی کا تقریباً لیڈر آف اپوزیشن صاحب کا جو حلقہ ہے وہ بن چکا ہے نواکلی بلیلی سے لے کے وہاں تک بن چکا ہے dual carriage اور ہنہ تک ڈبل بن چکا ہے یہ سارے انشائنا اللہ جب روڈ بن جائے گے انشاء اللہ تعالیٰ جو کوئٹہ کا ایک ٹریفک کا نظام ہے یہ بہت حد بہتر ہو جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے کوئٹہ کے لیے 3 flyover کا بھی پلان کیا ہے۔ یا under passes کا ہے۔ کچھ جگہ یہ بہت ضروری ہے۔ اس ریش کو ختم کرنے کے لیے زیادہ تر اس Central area کی طرف آتی ہے۔ اور انشائنا اللہ جب بن جائیں گے، آپ دیکھیں گے میرے خیال جب سریاب کاروڈ انشائنا اللہ جب بنے گا ان دو سالوں کے اندر۔ انشاء اللہ یہ بلوچستان کا نہیں پورے پاکستان میں ایک مثالی روڈ ہوگا۔ جو اپنی نوعیت کا بڑا منفرد ہوگا۔ اور انشاء اللہ اس کا آپ کسی نہ کسی حوالے سے ہم سب فائدہ اٹھائیں گے۔ وہ ہمارے شہر کاروڈ ہے۔ وہ صرف میرا نہیں ہے۔ یہ آپ ہمارے اپوزیشن کے ممبرز کا نہیں ہے۔ وہ ایک فائدہ ہے۔ کسی زمانے میں کسی نے سریاب کا bridge بڑھایا۔ اس کا ہمیں فائدہ ملا۔ کسی اور کا project کا بنائیں۔ یہ سب ہماری ذمہ داری ہے جو ہم نے اس شہر کوئٹہ کے لیے کرنی ہیں۔ اور انشاء اللہ اس کو ہم کرتے جائیں گے۔ بالکل ایک کوئٹہ کا lands کا ایک بڑا serious مسئلہ ہے۔ اسی لیے میں نے senior MBR صاحب اس کی ٹیم کو بھی بلا یا تھا۔ سلیم کھوسہ صاحب بھی تھے۔ ہمیں بلوچستان کے لوگوں کی زمینوں کا حق بھی دینا ہے ہر صورت میں دینا ہے اور اس کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ کیا ہے بلوچستان میں عملہ ہی پورا نہیں ہے۔ ماضی میں اگر ہم یہ چھ سو پٹواری کی پوسٹیں اگر fill کر دیتے تو آج ہمارے پاس عملہ پورا ہوتا۔ آج ہمارے پاس ایک بڑا human resources ریونیوڈ پارٹنمنٹ میں نہیں ہے۔ پہلی دفعہ بلوچستان میں نائب تحصیلدار کی پوسٹیں پبلک سروس کمیشن سے ہم نے کروائی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ history میں ہوا ہے۔ کیوں؟ quality of human resource ہمیں ملیں۔ وہ human resources جو کسی university یا کسی graduate یا کسی اچھے ڈگری کے ساتھ آیا ہے۔ اور اسی طرح انشاء اللہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم یہ

پٹواریوں کا دوسروں کا بھی ہم پبلک سروس کمیشن کے though کروائیں گے تاکہ جب تک ہمارا یہ gap پورا نہیں ہوگا میں اور آپ سے settlement نہیں کروا سکتے ہم کریں گے cancel کریں گے پھر کرائیں گے پھر cancel کریں گے ہمارے پاس جب تک ک o پورا عملہ نہیں ہے اور انشاناً اللہ وہ حاملہ بالکل صحیح بنتا جا رہا ہے۔ دیکھیں میرے لیے تو بہت خوشی کی بات ہے کراچی سے پوری دنیا سے پورے ملک سے لوگ گوادرا رہے ہیں یہ اس بات کی عکاسی ہے کہ گوادریں چیزیں بہت بہتر ہوئی ہے کہہ رہے ہیں اور ماڑا جا رہے ہیں کرم بلیز جاتے ہیں۔ گوادرا آتے ہیں زیارت جا رہے ہیں۔ اس کوئٹہ شہر میں آپ صرف دس دن پرانا ریکارڈ تھوڑا سا نکال لیں۔ آپ کی بہت سے جانے والے ہوں گے۔ جو سرینا میں یا کوئٹہ کے ہوٹلوں کے مالک ہیں۔ یا ٹوٹا یا تھری سٹار کے ہیں۔ آپ صرف ان سے پوچھ لیں کہ اس سال ابھی تک ان دو مہینوں میں ایک مہینے کے اندر آپ کے پاس کتنے لوگ کراچی سے آئے ہیں جو ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ابھی آپ کو بہت حیرت ہوگی۔ فائدہ کس کو ملے گا؟۔ حکومت بلوچستان کو بھی ملے گا ٹیکس کی صورت میں، سروس کی صورت میں روزگار ملے گا۔ ہوٹل والے کاروبار بہتر ہوگا۔ اس کو سپلائی کرنے والا کا ہے، service industry کو ملے گا۔ بیروزگاری ختم ہوگی یہ وہ ساری چیزیں ہیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے پاس بہت بڑی لسٹ ہے میں کوشش کروں گا کہ میں اپنی تقریر کو ذرا کچھ چیزوں تک محدود رکھوں۔ اور ان کے حوالے سے بتاؤں۔ ثناء صاحب آپ نے، میں آپ کے figures کے ساتھ debate نہیں کر سکتا لیکن کسی دن کروں گا۔ یہ facts and figures بڑے منفرد different ہوتے ہیں۔ بلکہ میں تو آپ کی تقریر جب سن رہا تھا۔ ہم دوستوں کے ساتھ comparism بھی کر رہے تھے کہ آپ کا جو vision ہے، ڈویلپمنٹ کا بہت اچھا ہے۔ atleast انسان کے پاس وہ سوچ ہو۔ کہ اس نے اس ڈویلپمنٹ کے ساتھ آگے جانا ہیں۔ میں quote نہیں کروں گا لیکن آپ کے ہی پارٹی کے جب کچھ لوگ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا جان صاحب ہمیں لوگوں نے پانی بجلی روڈ اسکول اس کے لئے ووٹ BNP مینٹل کو نہیں ملا ہے۔ ہمارا جو ایجنڈا تھا اس حوالے سے ووٹ دیا ہے۔ میری ان سے بحث وہاں چلی۔ میں نے کہا بلوچستان کا اصل مسئلہ یہ ساری ضروریات ہیں۔ اس ضرورت کی وجہ سے یہ ساری چیزیں ہوئی ہیں۔ جتنا آپ اس کو neglect کریں گے ایک time آئے گا آپ isolation میں feel کریں گے۔ ہم اور آپ اچھا یہ نعرہ لگا لے بلوچستان کے ساحل وسائل بلوچستان کی پسماندگی ان سب چیزوں بہت تقریریں کر سکتے ہیں لیکن یہ حل نہیں ہے۔ حل ہے ان کو حل کرنا۔ اور جتنا ان کو آپ حل کریں آپ کا ووٹر آپ سے اتنا ہی خوش

ہوں گے۔ آج کا ووٹر۔ دس سال پندرہ سال بیس سال کا ووٹر میں نہیں کہہ سکتا۔ ایک نظریاتی نظام تھا۔ سکندر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی پارٹی سے سب سے بڑی نظریاتی کوئی نہیں ہیں۔ PKMAP کے لوگ ہیں عوامی نیشنل پارٹی کے لوگ ہیں آج جب آپ اپنے ووٹر کے پاس جائے وہ کہتا ہے اپنے نظریے اپنے پاس رکھیں ٹرانسپارنٹ ٹھیک کروائیں پانی سکیم ٹھیک کروائیں روڈ دے گلی دے روزگار دے اسکول بنائیں اسپتال ٹھیک کریں۔ یہ جو آپ کے تقاریر مکاری تھے یہ سارے آپ کو اپنے لئے بہت اچھے لگیں گے تو میں اور آپ کو سمجھنا چاہیے ہماری اصل ضرورت ترقی ہے ترقی ہوگی خوشحالی ہوگی۔ میں اور آپ اپنے علاقوں میں سرخرو ہو کے جائیں گے۔ خوشحالی اور ترقی نہیں ہوگی ہم اپنے علاقوں میں قدم بھی نہیں رکھ سکیں گے۔ میں آپ کو حقیقت بتاؤں اور پھر میں اور آپ اپنی philosophy، دین کے بارے میں، مذہب کے بارے میں، ساحل و وسائل کے بارے میں، مین اپنی ترقی اور فیڈریشن کے بارے میں ہم جتنی بھی کر لیں گے یہ اپنے کان بند کر کے ہمیں goodbye کہیں گے۔ اور ہمارے لئے آنے والے generation میں ان کو face کرنا بھی بہت مشکل ہوگا۔ میں اور آپ اپنی توجہ ترقی پہ لگائیں بلوچستان کی ترقی پہ لگائیں۔ جو میں اپنے تقریر پہلے بات ان کو کہنا چاہ رہا تھا۔ آپ کا صوبہ ہے۔ یہ کسی اور کا صوبہ نہیں یہ ہمارا صوبہ ہے اس کی خوشحالی اس کی ترقی اس کی ہر چیز ہمارے فائدے میں ہیں پشین قلعہ عبداللہ زیارت ان سب جگہوں پر کام ہوگا آج میں صرف ترقیاتی کاموں کا ہلکا سے جھلک بتانا چاہتا کوئی بہت بڑا نہیں ہے ٹھیک ہے criticize کریں۔ زاہد صاحب نے خان صاحب کے حوالے سے جو بھی کہی میں ایک پارٹی کی حیثیت سے کم از کم یہ ضرور کہوں گا۔ دیکھو میں نے پانچ سال ایک اور حکومت ایک پارٹی کے ساتھ گزارا ہے۔ میں نے یہ ڈھائی سال بھی گزارا۔ مجھ سے کسی نے بولا کہ آپ خان صاحب کی favour کر رہے ہیں۔ میں نے کہا favour نہیں کر رہا نہیں میں حقیقت بتا رہا ہوں ہم نے کچھلی گورنمنٹ میں بھی اٹھایا۔ لیکن میرے پاس کوئی لسٹ نہیں ہیں کہ میں یوں پڑھ سکوں۔ اور بولوں جی کہ وفاق نے 2013 سے 2018 تک یہ بڑے بڑے کام کیے ہیں۔ میں نہیں گن سکتا میں کوئٹہ شہر میں نہیں گن سکتا۔ ایک بھی نہیں گن سکتا۔ لیکن اس حکومت میں گن سکتا ہوں۔ اور اگر میں گن سکتا ہوں۔ تو ہمیں کم از کم یا تو ہماری محنت ہماری coalition partners کی محنت ان سب کی محنت سمجھیں۔ یا وفاق کا ہمارے ساتھ اچھا تعلق سمجھیں وہ چیزیں آج بلوچستان کو مل رہی ہیں۔ اور اگر مل رہی ہیں اور ان سب کا فائدہ آپ اور مجھے ملے گا۔ ہرنائی ٹو سجاوی ہے زیارت ٹو کوئٹہ ہے اسی طرح ژوب کے دو تین بڑے roads ہیں چماؤ لنگ کاروڈ ہے کوئٹہ ژوب ہے اسی طرح وندر ڈیم ہے۔ نولنگ ڈیم آپ نے final phases

پہ ہے۔ بلوچستان کا یہ سدرن پیکج ہے اسی طرح سے ایک اور شمالی پیکج کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ یہ ساری چیزیں اگر یہ بن جاتی ہیں۔ اگر یہ controversy میں پڑ گئیں۔ دیکھیں اس کا نقصان پلاننگ کمیشن کو نہیں ہے جس کا نقصان انرجی ڈیپارٹمنٹ کو نہیں ہے۔ مجھے اور آپ کو ہوگا آج گروک ڈیم اگر خوشک اور خاران میں بنے گا آپ کے لوگ فائدہ اٹھائیں گے آج اگر پانی کا مسئلہ desalination-dames شہر کے روڈ وغیرہ آپ کے ووٹر کو بھی فائدہ ملے گا آپ کا ووٹر بھی خوش رہے گا آپ کا ووٹر daily آپ کے پاس آ کے روتا رہے آپ بھی بیزار آجائیں گے ہمیشہ آ کے روتا ہے چار چیزوں کے لیے اگر وہ اپنی باتوں کو کم کر دے کم از کم میں اس چیز چیز کے بارے میں حمل صاحب کو تنگ نہیں کروں گا۔ یا زابد صاحب کو تنگ نہیں کروں گا اسپتال پر نہیں کروں گا روڈ یہ نہیں کروں گا۔ آپ کی لسٹ میں بھی بہتری آتی جائے گی۔ اسی طرح ہم جو کام حکومت کے حوالے سے یہاں کر رہے ہیں بلوچستان کے اندر روڈ ہوں بجلی ہوں صحت و تعلیم ہو ہائر ایجوکیشن ہو خواتین کے حوالے سے ہماری خواتین یہاں بیٹھی ہیں۔ خواتین کے حوالے سے ایک ڈویلپمنٹ proper work ڈویژن level پہ چل رہا ہے۔ حمل! آپ کو پتہ بھی ہوگا۔ ہم ان سب ساری چیزوں کو اپنے ساتھ لے چل رہے ہیں۔ کیونکہ ایک چیز سے کبھی ترقی پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک جامع منصوبہ کے ساتھ آپ آگے نہ جائیں آپ کے جامع منصوبے میں یہ ساری چیزیں شامل ہوں گی۔ پھر آپ کے صوبے کے اندر ترقی کا یہ phase آگے کی طرف جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں ہماری اپوزیشن ہائی کورٹ نہ جاتی اور psdp کے حوالے سے ہم اُس case کو نہ اٹھاتے۔ ہمیں اسے دو تین مہینے کا gap ملا۔ ہمیں اُس gap میں ہماری بہت ساری شاید آپ لوگوں کی بہت ساری اسکیمات منظور نہیں ہو سکیں گی۔ اور ہم ایک ایسا صوبہ ہے ہم اپنے ڈویلپمنٹ کو delay نہیں کر سکتے۔ جتنا ہم delay کریں گے اس کا نقصان بھی ہمیں ملتا جائے گا۔ اور اسی طرح سے اسپورٹس کا ہو۔ روزگار کا ہو۔ ٹورازم کا ہو۔ صحت کے حوالے سے ایک بہت بڑا منصوبہ جو ہمارا شروع ہو چکا ہے۔ بہت سے اضلاع ضلع میں ہم ہسپتال بنا رہے ہیں بہت ساروں کو بہتر بھی کر رہے ہیں پہلی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا یہ ہماری گورنمنٹ ہے جس نے آپ کی BMC کی seats کے حوالے سے جو ہماری میڈیکل کی seats ہیں ڈیڑھ سو سے تین سو تک لے گئے۔ تاکہ opportunity ہمارے لوگوں کو ملیں۔ میڈیکل کالج کی طرف جارہے ہیں۔ nursing کالج کی طرف ہم جارہے ہیں۔ پاکستان کے اندر ہر وہ ضلع جس کے اندر BRC پولی ٹیکنیک اگر وہ نہیں ہے اس کا ہمیں انعقاد کرائیں۔ یہ ساری چیزیں ایجوکیشن میں لاکے fit ہوئی ہے اور اسی طرح صحت کے حوالے سے telemedicine بھی آپ کا ہوں بلوچستان کر رہی ہے ہائی

وے کے اندر ریسکیو ہو بلوچستان کی گورنمنٹ کر رہی ہے باقی چیزوں میں بہت بڑے پیمانے پر کام کر رہی ہے agriculture کی اگر ہم بات کریں agriculture بہت ساری منصوبے ماضی میں کچھی کینال پھٹ فیڈر کے slow تھے ان کو بہت expedite کیا ہے ایک بہت بڑا پروگرام چل رہا ہے جس میں پکی نالیاں، trickle-system آپ کے shades جو یہ tunnel shades ہیں bonds یہ ساری چیزیں ہر ضلع کے اندر چل رہی ہیں اور آپ لوگوں کو پتا ہے کہ ہر ضلع کے اندر یہ کام ہو رہے ہیں زراعت کے اندر بھی ہمارا پورا ایک پلان ہے جس میں ہم کام کر رہے ہیں۔ ہر لحاظ سے کر رہے ہیں cancer کے حوالے سے آپ دیکھیں کوئٹہ کا کینسر کا ہاسپٹل کام اس کا اپنا شروع ہے cardiac کا شروع ہے۔ نواکلی ہاسپٹل کا کام شروع ہے اسی سیول اسپتال کو ہم بہتر کر رہے ہیں یہاں چلڈرن care کا ہم system بہتر کر رہے ہیں۔ پہلی دفعہ آپ کے teaching hospitals ہم نے declare کروادیں جو صرف ایک کوئٹہ میں ہوتے تھے۔ اب آپ کے اضلاع کے اندر teaching colleges بھی ہے جہاں آپ کے students جا کے وہاں سیکھنے کا کر سکتے ہیں۔ خضدار جا سکتے ہیں تربت جا سکتے ہیں واشک یا خاران جا سکتے ہیں یا نصیر آباد یا ژوب کے اندر جا سکتے ہیں۔ یہ سارے اقدامات ہر لحاظ سے لیئے جا سکتے ہیں۔ جن کو ہم بہتری کی طرف آگے ہم صوبے کے لیے بہتر کر سکیں۔ گوادر میں ایک بہت بڑی فہرست ہے، ترقیاتی کاموں کی۔ میں ان چھوٹے چھوٹے کاموں کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن وہ چھوٹے کام میرے اور آپ کے لیے چھوٹے ضرور ہیں لیکن ایک محلے کے اندر رہتے ہوئے ایک شخص کے لیے بہت بڑے کام ہیں۔ ان کی نالی انکی گلی ان کی چیزیں بنیں۔ میرے پاس ایک فہرست موجود ہے چلتے چلتے شہروں کی وجہ سے بات آتی ہے۔ ویسے بات آتی ہے master plan ایک system بنایا internal road کا ایک بہت بڑا ہے۔ جو اس psdp میں آپ نے دیکھا ہوگا حال ہی میں کچھ دن پہلے ٹینڈر ہوئے ہیں کچھ ہمارے 2019-20ء کے بھی چل رہے ہیں ساتھ ساتھ internal جس package کی آپ بات کر رہے ہیں ہیں جو ایک ارب کا بیج ہے جس کو bridge finance government of Balochistan کر رہی ہے GDA کے تھرو۔ وہ پورا internal severage drainage roads کا networks پرانے شہر کا ہے اُس کو ہم ڈویلپ کر رہے ہیں۔ colleges کو ہم نے upgrade کیا ہے۔ اور ماٹہ میں پہلی دفعہ گرلز کالج بن رہا ہے۔ پہلی دفعہ گرلز کالج اب اور ماٹہ میں بننے جا رہا ہے پسینی کی کالج کو ہم نے upgrade کیا ہے۔ گوادر اندر کو futher facilitate کیا ہے ریونیو cost hospital کی نہیں تھی ریونیو

کمپنٹس کو پورا کیا ہے SNE's کو ہم نے بڑھایا ہے۔ بیروزگاری میں جہاں نئے نئے پروجیکٹس ہیں culture tourism IT انکے اندر بھی نئے نئے آسامیاں creat کی ہیں livestock کے اندر کیے ہیں۔ جو time to time ساری آرہی ہیں۔ yes education health کا ایک contractual basis میں اُس کو implement کروا رہے ہیں۔ اس کے اندر contractual basis پہ بہت سارے لوگ لگے اب پبلک سروس کمیشن سے 1800 میڈیکل آفیسرز ladies یا men کا ہے ان کے interview final ہوئے ہیں۔ یہ اپنے jobs کے اوپر جائیں گے۔ جو ایک سلسلہ ہے اپنی ترقی کی طرف complication کی طرف جا رہا ہے۔ یقینی طور پر ایک اپوزیشن کی حیثیت سے میں بھی اگر آپ کی جگہ ہوتا میں بھی تنقید ضرور کرتا کیونکہ اپوزیشن اگر سرکار کی ہاں میں ہاں ملائے گی، تو اپوزیشن اپنے کردار کو چھوڑ دے گی میری کم از کم آپ سے یہ request ہوگی آپ بالکل تنقید کریں اور تنقید کی ہر جگہ گنجائش ہے۔ جس طرح آپ نے بات کی کہ بہت سارے کیسز چل رہے ہیں بالکل ہوں گے اور چلیں گے بھی۔ ہمارے CMIT دور میں بہت سارے ایسے پروجیکٹس میں گئی ہیں جو اس دور میں بھی کہیں نہ کہیں کمی بیشی ہوتی ہے یہیں ہوتی ہے اور ہر جگہ ہوگی لیکن اصل کام ہے کہ اگر کہیں کمی بیشی ہوئی ہے وہاں ایک انکوائری ہو وہاں سزا اور جزا کا نظام ہو اور وہاں پر رزلٹ نکلے وہ بھی بات ہے اور وہ ہونی چاہئے اور آپ انکی نشاندہی کرائیں۔ کہاں کمزوری ہے آپ کے حلقوں کے اندر کہاں کن کن چیزوں میں کمزوری ہے روڈز کی کوالٹی میں ٹیچرز میں بلڈنگ کی کوالٹی میں۔ ہسپتالوں میں دوائیوں میں ان ساری چیزوں میں۔ ہماری پالیسی میں کہیں کمزوری اگر ہے خواتین کی پالیسی Act بنا رہے ہیں لوکل گورنمنٹ کا بنا رہے ہیں۔ کسی اور کا بنا رہے ہیں اس فورم پر discuss کریں۔ اور یہاں سے پھر اپنی کمیٹیز کے اندر لے جائیں آپ کی سب سے بڑی strength آپ کی کمیٹیاں ہیں ہم نے اپنی کمیٹیوں کا کام بھی چھوڑ دیا ہے نئی legislation لے آئیں۔ میں تو اس ہاؤس سے بڑا ریونیٹ کروں گا کہ آپ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور مجھے حیرت ہے کہ اس ہاؤس کے لوگ اختیار کیوں نہیں لینا چاہتے ہیں۔ اسلام آباد آپ جائیں نیشنل اسمبلی کے اندر آپ جائیں آپ ثناء بلوچ صاحب وہاں رہے ہیں باقی دوست بھی رہے ہیں وہاں کی اسٹینڈنگ کمیٹیاں اداروں کو ہلا دیتی ہیں۔ ہمارے اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس اتنا اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی میٹنگ بلا سکیں۔ اور اسکے کوئی فیصلے نہیں کر سکتے ہیں یا انکو کوئی معاوضہ بھی اسکا ملے۔ یہ ہم نے اور آپ نے کرنا ہیں۔ میری تو ریونیٹ اسپیکر صاحب سے ہوگی کہ اس House کو strengthen کریں۔ اس کی اسٹینڈنگ کمیٹیوں کو

strengthen کریں۔ کمیٹی جی بنائیں، یہاں پہر اپوزیشن اور گورنمنٹ کی کمیٹی بنے جو اس کے اندر legislation لائیں۔ اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے اختیارات کو اس طرح بڑھائیں۔ لیکن ڈھائی سالوں سے ہم اس پر خاموش ہیں۔ چلیں ہم تو خاموش ہیں سمجھ میں آتی ہے کہ آپ کی تنقید ہمارے اسٹینڈنگ کمیٹیوں میں نہ ہوں تو بہتر ہے لیکن آپ کا خاموش ہونا مجھے سمجھ میں نہیں آتا۔ تو اس حوالے سے یہ ساری چیزیں جو ہیں میں صرف یہ آپ کو کہوں گا کہ آج کے اس ایجنڈا کے حوالے سے حالانکہ کہ اس ایجنڈا میں کچھ چیزیں بہت بھی ہیں۔ اسکے حوالے سے میں ضرور بات کروں گا جو لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہیں جو دوسری چیزیں ہیں لیکن میں ایک ریکونیسٹ جو پھر سے میں آپ سے ضرور کروں گا کہ ہم نے اس گوادر کے حوالے سے اس fence کے حوالے سے جو بھی چیز ہے اس کو کوشش کریں کہ ہم اتنے بڑے لیول پر ایک height نہیں دیں۔ جو کہ وہ حقائق سے دور ہیں۔ ٹھیک ہے اس میں کچھ چیزوں کی حقیقت ضرور ہوگی۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ اپنے proportion سے ہم نے اس کو بہت زیادہ کر دیا ہے۔ ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اب جو آدمی گوادر، جیونی پسنی سے جائیگا وہ ایک بالکل کوریڈور سے ہوتا ہوا اُس کی کوئی جانچ پڑتال ہوگی پتہ نہیں کونسی ایکسرے مشین کی مثال حمل صاحب دے رہے تھے۔ اُن ایکسرے مشینوں سے آپ ڈیلی کراچی کے ائر پورٹ سے کوئٹہ کے ائر پورٹ سے اپنے ہسپتالوں میں۔ دیکھیں ایکسرے مشین کی ایک لیول ہوتی ہے۔ گاماریز لیول ہوتا ہے۔ وہ گاماریز لیول کرتا ہے۔ اور اُس کا لیول جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے وہ اتنا affect کرتا ہے۔ لیکن جس حوالے سے آپ بات کر رہے ہیں وہ اس نوعیت کا نہیں ہیں۔ یہاں پر جو بھی کام ہوگا گورنمنٹ اسکی criteria پورا بنائے گی۔ ہمارے ذہن میں جس fence کو controversy بن چکا ہے وہ اتنا نہیں تھا۔ دیکھیں yes ہم نے اپنا اس decision pend کیا ہے۔ پھر یہاں سے بھی جو ہمیں میں بڑا آپ کی بات سے اس حوالے سے مطمئن ہوں کہ آپ نے کہا کہ اگر اس میں بہتری آسکتی ہے۔ اگر اسکے اندر بہتری آسکتی ہے اگر اس کو ہم بہتر کر سکتے ہیں یا اس میں کوئی changes لاسکتے ہیں تو آپ لوگ بالکل اُس بات میں ہمارے ساتھ حمایت کریں جو کہ اچھی بات ہے یعنی کہ ہم ground پر جائیں اور دیکھیں کہ واقعی جی اگر یہ پانچ کلومیٹر کا ٹکڑا ہے یہاں کوئی بندہ بھی نہیں جاسکتا ہے یا کچھ بھی ہو سکتا ہے اور اگر یہاں ہم ایک جالی کی باڑا اگر بنا بھی دیتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے تم ہم اس کو portions میں بھی بنا سکتے ہیں ہم اس کو ایک stretch میں بھی بنا سکتے ہیں ہم اس کو بالکل نہیں بھی بنا سکتے ہیں اور پھر اگر ہم نہیں بنائیں گے تو پھر ہمیں alternate بھی بنانا پڑیگا کیونکہ ہم گوادر کو اس stage پر اپنی ترقی میں بالکل یارو مدد گاہ security

کے حوالے سے کم از کم نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ وہ اگر incident ایک ہو گیا یا دو ہو گئے پھر اُس کا نقصان ہم سب کیلئے ہے جو کہ میرے خیال میں بہتر ہمارے لئے نہیں ہوگا۔ میں بڑا مشکور ہوں اس حوالے سے اپوزیشن کا آپ نے بڑی سنجیدگی سے، ہم نے آپ کی باتیں سنی، آپ نے ہماری باتیں سنی، اور کم از کم میرے خیال سے ان دو ڈھائی سالوں میں ایک واحد ایجنڈا ہے جس پر ہم مشترکہ طور پر کوئی ہم بات کر رہے ہیں اور اُس کے لئے کوئی لائحہ عمل بھی طے کر رہے ہیں اور اگر اسی طرح ہم ایک ایک چیز پر اگر debate کریں پھر ایک کمیٹی form کریں Standing Committee میں ایک matter چلا جائے اچھی تجاویز آجائے کیوں ہم Government اُس کو نہیں مانیں گے؟ لیکن ہمیں polarization نظر آئی ہے، وہ polarization کو میرے خیال میں ہم نے آہستہ آہستہ Parliament کو اپنا کام کرنا چاہیے۔ لیکن اس کا پارلیمنٹ کا کام پارلیمنٹ کے باہر نہیں ہو سکتا، پارلیمنٹ کے اندر ہو سکتا ہے debate کریں discuss کریں اسپیکر صاحب! سے request کریں سینیٹنگ کمیٹی کو جائے سینیٹنگ کمیٹی کی رپورٹ آپ اور ہماری مشترکہ آئے اور اُس پہ پھر حکومت کو ایک single message جائے کہ جی ہماری یہ تجاویز ہیں اور حکومت اب اس مشترکہ تجاویز پر چاہیے وہ گورنر کا مسئلہ ہو چاہیے وہ سینڈک کا ہو جائے وہ Reko Diq کا ہو Law and Order کا ہو، Border کا ہو زراعت کا ہو، health کا ہو اُن سب پر ہم بات کریں گے۔ لیکن اگر ہم یہ نہیں کریں گے ہم اسی طرح یہاں اس اسمبلی کو بہت کم اہمیت دیتے ہوئے یہاں کم آئیں گے یہاں کم working Hours کو رکھیں گے یہاں کم business کو رکھیں گے زیادہ اپنا timelime دوسرے چیزوں پر خرچ کریں گے پھر یہ کام نہیں ہو سکتا پھر وہی ہوگا حکومت اپنے decisions کریں گی آپ اُس میں شور کریں گے اور ہم جا کے باہر اپنی implementation ہم نے محسوس کی ہم کریں گے نہیں ہوا ہم اپنا step back لیں گے۔ میں اسی کے ساتھ ساتھ چونکہ ایک باقی ہمارے کچھ عرصے سے چل رہا ہے ANP کے ہمارے اصغر خان اچکزئی صاحب کے حوالے سے جنہوں نے مجھ سے بات بھی کی تھی ہم یقینی طور پر اُن کو بھی اس بات کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ گورنمنٹ پہلے سے بھی بڑی کوشش میں ہے اور انشاء اللہ مذید بھی اس کے حوالے سے پوری اپنی کوشش کریں گی تاکہ ہم اس طرح کے ساری چیزوں کو ایک بہتر انداز میں حل بھی کر سکیں اور جہاں کسی چیز میں کمزوری ہے جس کے اندر زیادہ محنت کرنی ہے جس پر زیادہ کوشش کی ہے گورنمنٹ نے پہلے بھی کی ہے اور انشاء اللہ ابھی بھی کریں گی۔ اور یہ کوئی ہم پر یہ بات کی تسلی رکھیں کہ اس میں نہیں ہے کہ ہمیں کوئی direction یا ان ساری چیزوں کے حوالے سے بنے ہیں بھیج میں جیسے ایک بات آئی کہ جی کوئی پتہ

نہیں Federal PSDP کہ حصہ نہیں ہے Province کا نہیں ہے یہ بالکل گوادر Smart City کا ایک component ہے جس کے اندر ایک provision ہے اس provision کے اندر ہم بہت ساری چیزیں کر سکتے ہیں ہم road بھی بنا سکتے ہیں کئی equipments بھی ڈال سکتے ہیں کبھی چیزوں کو بہتر بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہ one of the component تھا اور اس پر انشاء اللہ گوادر بھی جائیں گے اور کچھ دوستوں کے ساتھ یہاں بھی مشاورت کریں گے کہ ہم ایک decision گوادر کی اور بلوچستان کی بہتری کے لیے لیں۔ لوگوں سے صلح و مشورہ کریں گے stakeholders سے کریں گے developers سے بھی کریں گے تاکہ ہمارا مجموعی طور پر جو بھی فیصلہ ہو پھر اس کو ہم own کریں اور میں یہ ضرور چاہوں گا کہ اگر اس کو ہم own کریں پھر ہم پوری دنیا کو پورے پاکستان کے politics اور میڈیا کو بھی یہ message convey کریں کہ بلوچستان کی پارلیمنٹ ہو بلوچستان کی حکومت ہو بلوچستان کی چیزیں ہو ہم جس فیصلوں پر آتے ہیں پھر we are owning it also بہت بہت شکر یہ۔۔۔ (اس موقع پر حکومتی اراکین کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- میرے خیال سے اور مزید، ایسے بات complete ہو گئی ہے میرے خیال سے وقت بھی کافی ہو گیا ہے ملک صاحب آپ نے تسلی سے بات کی تو میرے خیال سے جو ابھی۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ (بہت سے اراکین ایک ساتھ بول رہے ہیں)۔۔۔

ملک سکندر خان ایڈواکیٹ (قائد از اختلاف):- کیا ہو سکتا ہے؟ اب debate ہو گئی ہے دونوں طرف سے مشکور ہیں ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے انہوں نے details سے اس پر بحث کیا اب اس بحث کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ آیا وہ اگر اسمبلی ہے تو ہم اسمبلی کے حوالے سے کیا ہوگا؟ جب تک۔

قائد ایوان:- ایڈواکیٹ جنرل صاحب بھی بتائیں گے، تو اس میں یہ ہے کہ ہائی کورٹ کی direction تھی کہ ان معاملات کو پارلیمنٹ کے اندر discuss ہونا چاہیے جس پارلیمنٹ کے اندر میں اور آپ نے آج discuss کئے، آپ نے اپنا ایک پورا نظریہ پیش کیا ہم نے اپنا نظریہ پیش کیا آپ نے اپنے خدشات پیش کئے ہم نے اپنی تجاویز پیش کی اور ہم نے کہا کہ اس وقت تک یہ کام suspended ہے اب اس تناظر میں اس تناظر میں ہم گوادر بھی جائیں گے گوادر کے لوگوں سے ملیں گے بھی پھر جس jurisdiction میں آرٹیکل کی چیزیں آتی ہیں ان کے تناظر میں جب ایک فیصلہ کرنے آئیں گے اس فیصلے کو کرنے سے پہلے ہم آ کے پہلے اسمبلی میں آپ کے ساتھ share کریں گے پھر انشاء اللہ فیصلہ لیں

گے۔ آپ اپنی Standing Committee میں کیوں لے جاتے؟ جو بھی Standing Committee ہوگی۔ GDA کی لے جائیں۔ آپ GDA کی ایک کمیٹی میں جائیں آپ کی GDA کی کمیٹی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! GDA کی کمیٹی ہے آپ اسکو بھیج دیں۔۔۔ (بہت سے آراکین ایک ساتھ بول رہے ہیں)۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔ آپ ایک بات کریں نہ ملک صاحب آپ ایک میر حمل دونوں بات کریں سمجھ نہیں آ رہا ایک بات کریں۔

میر حمل کلمتی:۔ یہ بلوچستان کا issue ہے پورے گوادر کا issue ہے کس قانون کے تحت پہلے وہ قانون آپ بنائیں اسمبلی میں بیٹھ کر پھر fence لگائیں۔ پہلے بولا بھی ہے اس پر آپ نے۔ قائد ایوان:۔ جی وہ جواب ہم دے دیں گے بالکل۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ یہ وہ fencing نہیں ہے یو تو مجھے اور آپ کو گوادر۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

میر حمل کلمتی:۔ یہ آپ کا paper ہے یہ Master plan کی ایک paper کی copy میرے پاس آگئی ہے۔ electronic Fence ہے کوئی ہاتھ بھی touch نہیں کر سکتا ہمارے جانور بھی مرے گے۔

قائد ایوان:۔ نہیں نہیں ایسا electronic fence-electronic fence کا مطلب Camera ہے electronic fence کا مطلب کوئی اور چیزیں ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔ دیکھیں! میں اسی پر رولنگ دیتا ہوں ملک صاحب! اگر آپ تشریف رکھیں، گوادر شہر میں باڑ لگانے کا جو معاملہ ہے قائمہ کمیٹی کو سپرد کیا جاتا ہے کہ وہ گوادر کا physical دورہ کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ جو رپورٹ آپ لوگ پیش کریں گے۔۔۔ (مداخلت)۔ آپ تو دیکھیں علاقے کے ایم پی اے ہیں، آپ تو جاسکتے ہیں ان کے ساتھ۔

میر حمل کلمتی:۔ ہم کہاں جائیں؟ ہمارے لئے کوئی راستہ تو ڈھونڈیں، ہم مرتے ہیں گوادر کے لوگ۔ یہ کون سی زندگی ہے؟ اس زندگی سے موت بہتر ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ آج آپ رولنگ دیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔ زیرے صاحب! رائے کس چیز کا آپ لے رہے ہیں؟ سارے اپوزیشن والے بیٹھے ہیں، گورنمنٹ والے بیٹھے نہیں ہیں یہاں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ دیکھئے اس پر قائمہ کمیٹی جائیگی وہ

physical-report پیش کرے گی۔

ثناء اللہ بلوچ:- جناب! کوئی قائمہ کمیٹی ہے ہی نہیں، جی ڈی اے گوادرنہیں ہے۔ اسمیں Gawader Development Authority is different. اس میں بہت زیادہ گوادر کا علاقہ آ رہا ہے۔ اس میں constitution کی violation آ رہی ہے۔ اس میں اب کورٹ کی involvement ہو گئی ہے۔ کورٹ نے آپ کو کہہ دیا ہے اس اسمبلی کو کہ جی اسکے متعلق بتائیں اس کا کوئی قانون ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- دیکھیں! قائد ایوان نے فلور پر آپ کو یقین دہانی کرادی کہ ہم خود جائیں گے physical اس کا جو ہے آپ لوگوں سے notables سے اس میں مشورہ لیں گے اگر کہیں غلطی ہوئی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ دیکھیں! ایسے کرتے ہیں اسٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ آپ پانچ ممبرز کے نام دے دیں۔ وہ بھی ہم لوگ add کر دیتے ہیں کمیٹی میں۔ دیکھیں!۔۔۔ (مداخلت)۔ ثناء بلوچ صاحب، 7 ممبرز وہ ہیں، 5 ممبرز آپ دے دیں، دس دن کے اندر اندر اسمبلی کو رپورٹ دے دیں۔ 7 ممبرز وہ mix ہیں۔ پانچ آپ لوگ دے دیں نام (مداخلت۔ شور)۔ میر صاحب! اسٹینڈنگ کمیٹی جو ہے وہ بھی اسمبلی کا حصہ ہے۔

ثناء اللہ بلوچ:- باڑ کا جو ہے باڑ کی تعمیر مؤخر کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد جب تک کمیٹی حتمی فیصلہ نہیں کرتی وہ کمیٹی پھر بنا لیں، گوادر میں باڑ کی تعمیر پر کوئی کام نہیں ہوگا ٹھیک ہے؟۔ بس یہ فیصلہ کر لیں۔ اور اس کو announce کریں۔ اس کو آپ اپنے verdict کے طور پر فائنل فیصلے کے طور پر announce کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- دیکھیں! اسٹینڈنگ کمیٹی جو ہے وہ اسمبلی کا ایکسٹنشن ہے، وہ بھی کوئی باہر سے نہیں آئے ہوئے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ نہ اس طرح تو ہوتا نہیں ہے۔ انہوں نے یقین دہانی کرادی کہ ہم لوگ آپ کو جواب دیں گے، سی ایم نے یقین دہانی کرادی ہے نا۔ تو انہوں نے یہی کہا کہ physical ہم اس کا visit کریں گے، سی ایم صاحب نے اپنے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ ممیں کہاں بند کر رہا ہوں۔ میں تو بول رہا ہوں کہ پانچ بندے آپ لوگوں کے بھی چلے جائیں، physically اُس کا جو ہے visit کر لیں۔۔۔ (مداخلت)۔ ملک نصیر شاہوانی اور زاہد ریکی پہلے سے اُس کمیٹی کے ممبرز ہیں، دیکھیں! یہ پانچ نام ہیں: یونس زہری صاحب، عبدالواحد صدیقی صاحب، میر حمل کلمتی صاحب، ثناء بلوچ صاحب اور نصر اللہ زیرے صاحب۔ یہ کمیٹی کیساتھ physically-visit کر کے اسمبلی کو رپورٹ دے دیں۔ اور میرے خیال سے بحث مباحثہ بہت ہو گیا۔ وہ سی ایم صاحب نے خود announce کر دیا۔ آواز سنائی نہیں دیتی۔ جی

میرے خیال سے دو گھنٹے بعد نیا سال شروع ہونے والا ہے۔  
محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی:- دیکھیں! آپ نے رولنگ دی، چار لوگوں کو سمجھو آیا، ظہور صاحب، ماہ جمین شیراں صاحبہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں پر وہ بچیاں بیٹھی ہیں۔  
جناب ڈپٹی اسپیکر:- وہ میں یہاں سے نکل کر کے ان سے رابطہ کرتا ہوں۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی:- وہ دو بچیاں بیہوش ہو کے ہسپتال چلی گئیں اس سخت سردی میں اور ان کے پاس چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچے بھی ہیں، ابھی بھی روڈ پر بیٹھے ہیں لیکن یہاں سے ظہور صاحب نہ اٹھے۔ ہم نے وہاں پر wait کیا نہیں آئے وہ لوگ۔ اب اس کی ذمہ داری اگر انکو کچھ ہو جاتا ہے۔ تو انکے اوپر ہوتا ہے۔ ہمارا نام اب اس کمیٹی سے نکال دیں۔ کیونکہ اگر ان کو خدانخواستہ کچھ ہو جاتا ہے تو کل کے دن ہمارے ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کی ہے کہ انہوں نے negotiations نہیں کیا۔ دو کو ہسپتال لے گئے میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ انکے پاس شیر خوار بچے بھی تھے جو وہاں روڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- میں یہاں سے اسمبلی ختم کر کے جو ہے ان سے بات کرتا ہوں، جو کمیٹی ممبرز تھے اور ہوم منسٹر سے بھی بات کرتا ہوں کہ انہوں نے جو یہاں یقین دہانی کرائی کہ ان کو ریلیز کیا جائیگا۔ نیا سال دو گھنٹے کے بعد شروع ہے۔ تو چیئر کی جانب سے میں پورے قوم کو مبارکباد بھی دیتا ہوں۔ اور امید اور دعا جو یہ سال ہمارا گزرا تو بہت قیمتی جانیں اس میں ضائع ہوئیں۔ تو اللہ اپنا یہ عذاب ختم کرے۔ اور نیا آنے والا سال بلوچستان بلکہ پورے پاکستان کیلئے اچھا سال ہو۔ اب میں Prorogation order پڑھ کر سناتی ہوں:

ORDER.

In exercise of the powers conferred on me by clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I  
Sardar Babar Khan Musakhel, Deputy Speaker, Provincial Assembly of  
Balochistan, hereby prorogued the Provincial Assembly of Balochistan on

Thursday, the 31st December, 2020.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔  
(اسمبلی کا اجلاس رات 10:00 بجے اختتام پذیر ہوا)۔